انبیاء و اولیاء سے مدد طلب کرنے کے بارے میں دلائل
اور سینکڑوں واقعات پر مشتمل ایک ایمان افروز تالیف



غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

مفتی محمد اکمل مدنی



مکتبہ اعلیٰحضرت

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل میں ڈاون لوڈ کرنے کے ٹیلگرام پر ان چینل و گروپ کو جوائن کریں

https://telegram.me/Tehqiqat

https://telegram.me/faizanealahazrat

https://telegram.me/FiqaHanfiBooks

https://t.me/misbahilibrary

آرکایو لنک

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://archive.org/details/@muhammad_tariq_hanafi_sunni_lahori

بلوگسپوٹ لنک

http://ataunnabi.blogspot.in

انبیا واولیاء علیہم السلام ورحمہم اللہ سے مدد طلب
کرنے کے بارے میں دلائل اور سینکڑوں واقعات پر
مشتمل ایک ایمان افروز تحریر

غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

﴿المعروف بالاستمداد﴾

حضرت علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

(مدظلہ العالی)

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301-0300-8842540

786
92

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب ——— غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

مولف ——— علامہ محمد اکمل عطا قادری
عطاری مدظلہ العالی

صفحات ——— 208

ہدیہ ——— روپے

اشاعتِ اول ——— اگست 2000

﴿لاہور اور کراچی میں ہماری کتب ملنے کے چند پتے﴾

سنی کتب خانہ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور	پروگریسو بکس ۴۰ اردو بازار لاہور
رضا ورائٹی ہاؤس دربار مارکیٹ لاہور	مکتبہ زاویہ ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور
اسلام بک ڈپو گنج بخش روڈ لاہور	مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی
مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ لاہور	ضیاء الدین پبلی کیشنز شہید مسجد کھارادر کراچی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور	مکتبۃ المدینہ امین پور بازار فیصل آباد

اسٹال مکتبہ اعلیٰ حضرت: ہر جمعرات بعدِ نمازِ عشاء سوڈیوال اجتماع ﴿لاہور﴾

اسٹال مکتبہ اعلیٰ حضرت: ہر ہفتہ بعدِ نمازِ مغرب فیضانِ مدینہ اجتماع ﴿کراچی﴾

فہرست

پہلے اسے پڑھئے

الحمد للہ عزوجل، مکتبۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک اور پیشکش آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس تالیفِ لطیف میں اہلسنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق "انبیاء واولیاء علیہم السلام ورضی اللہ عنہ سے مدد طلب کرنے کے جواز کے" بارے میں دلائل اور بطور تائید، بے شمار واقعات جمع کئے گئے ہیں۔

دورانِ مطالعہ یہ بات ملحوظ رہے کہ اس کتاب میں مخالفین کے اعتراضات کو بالاستیعاب ذکر کر کے جوابات درج کرنا مقصود نہ تھا، چنانچہ صرف اور صرف عوام اہل سنت کے عقائد و نظریات کو مضبوط کرنے کی خاطر مذکورہ عقیدے پر چند اعتراضات اور ان کے جوابات پر اکتفاء کیا گیا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو عنقریب مکتبۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی جانب سے عقائد سے متعلق رسائل کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔جس میں انشاء اللہ عزوجل "بالتفصیل وبالترتیب" اپنے عقائد سے متعلقہ دلائل،بد مذہبوں کے اعتراضات اور ان کے دندان شکن جوابات "قرآن وحدیث" کی روشنی میں "بے حد دلچسپ انداز" میں تحریر کئے جائیں گے۔

اس کتاب کو خود بھی پڑھئے اور اپنے بزرگانِ دین سے تعلق مضبوط کرنے اور کروانے کی خاطر دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تاحیات اہلِ سنت والجماعت سے ظاہری وباطنی وابستگی عطا فرمائے اور اپنے بزرگانِ دین کی امداد کی برکات سے مالامال فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ مکتبۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

محمد اجمل عطاری

۴ جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ بمطابق 5 اگست 2000ء

الانتساب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام وعلیک یا رسول اللہ وعلی الک و اصحبک یا حبیب اللہ

راقم الحروف اس تالیف کو

تمام انبیاء علیھم الصلوۃ و السلام ،......

خصوصاً سیدِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

کل صحابۂ کرام علیھما الرضوان ......

خاص طور پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم

اور جمیع اولیاءِ عظام رحمہ اللہ علیھم اجمعین ،......

خصوصی طور پر سیدنا غوثِ اعظم دستگیر قدس سرہ العزیز

کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے کہ جن کے وسیلۂ جلیلہ سے،

مخلوق کی حاجات پوری ہوتی رہیں............

غم و آلام سے نجات حاصل ہو رہی ہے...........

اور قیامت تک یونہی اللہ تعالیٰ کی نوازشیں اور عنایتیں اپنے بندوں پر کرم کی بارشیں برساتی رہیں گی............

اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کی برکات سے ہر مسلمان کو تاحیات فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد الیاس القادری

عرضِ مؤلف

زیرِ نظر تالیف "کتبِ صحاحِ ستہ کی احادیث، جامع کراماتِ اولیاء و رسالۂ قشیریہ و شواہد الحق" سے اخذ شدہ واقعات اور فتاویٰ رضویہ میں موجود قیمتی فقہی واعتقادی مسائل کا مجموعہ ہے۔ اگر قارئینِ کرام اس کتاب میں موجود "مواد کے مآخذ" اور "ان کے مؤلفین" کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ مطالعہ فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ "فیوض و برکات" کے حصول میں کافی اضافہ پائیں گے۔

اس سلسلے میں مؤدبانہ عرض ہے کہ "صحاحِ ستہ کے مصنفین" کے مختصر حالاتِ زندگی اور ان کتب کے بارے میں جامع معلومات کے حصول کے لئے راقم الحروف کی تالیف "اربعینِ رضوی" کا مطالعہ فرمایئے۔

فتاویٰ رضویہ اور اس کے مؤلف اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے بارے میں جاننے کے لئے "مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" کی جانب سے "رہنمائے کامل" کے نام سے شائع ہونے والے رسائل کا مطالعہ ضرور کیجئے۔

فی الحال یہاں "جامع کراماتِ اولیاء، رسالۂ قشیریہ، شواہد الحق اور ان کے مؤلفین" کا مختصر تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

مؤلفِ جامع کراماتِ اولیاء وشواہد الحق:۔

اسمِ گرامی اور ولادتِ باسعادت:۔

آپ کا اسمِ گرامی "علامہ یوسف نبہانی رضی اللہ عنہ" ہے۔ ۱۲۶۵ھ بمطابق 1849ء میں فلسطین میں پیدا ہوئے۔ عربوں کے معروف قبیلے نبہان سے تعلق رکھنے کی بناء پر نبہانی کہلاتے ہیں۔ آپ کے والدِ محترم ایک بہت بڑے عالمِ دین، بے حد متقی

وپرہیزگار اور ذکرِ خدا اور سول (عزوجل و ﷺ) میں مشغول رہا کرتے تھے۔

علومِ دینیہ کا حصول :۔

ناظرہ قرآن اپنے والدِ محترم اور دیگر مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتب دیگر علماءِ کرام سے پڑھنے کے بعد "سترہ (۱۷) سال" کی عمر میں مصر کی جامعۃ الازھر یونیورسٹی میں چھ سال تک علومِ اسلامیہ کا حصول جاری رکھا اور علومِ عقلیہ ونقلیہ میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔

علمی مقام و دیگر خصوصیات :۔

آپ اپنے ہم عصر علماء میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے بلکہ بعض صفات و خصوصیات میں ان سے ممتاز تھے۔ آپ ایک جید عالم، عظیم مصنف اور بہترین شاعر بھی تھے۔ سنتِ نبوی ﷺ سے بے حد محبت اور بدعت سے سخت نفرت رکھا کرتے تھے۔ حبیبِ کبریا ﷺ کے عشق میں تڑپتے رہتے تھے، جب روضۂ پرنور پر حاضر ہوتے تو ذرا ہٹ کر بیٹھتے اور فرماتے کہ "میں اس قابل کہاں کہ قریب جاؤں۔"

وصال شریف :۔

فضائلِ سرکار ﷺ پر مشتمل اپنی مشہور و معروف کتاب "جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ" کی تصنیف کے کچھ عرصہ بعد شفیعِ محشر، حبیبِ داور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پیارے آقا ﷺ نے اس تصنیفِ لطیف کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حضرت کو اپنے سینے سے لگالیا۔ آپ نے بے قرار ہو کر عرض کی، "یا سیدی! اب جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی قوت و تاب نہیں رہی ہے۔" دل کی گہرائیوں سے نکلنے والا یہ جملہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول ہو گیا اور کچھ عرصہ حیات رہ کر ۱۳۵۰ھ بمطابق 1931ء میں وصال فرماگئے۔ ترہتِ

اطہر آپ کے آبائی گاؤں ''اجزم'' میں واقع ہے۔

آخر میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ہم زمانہ علماء میں سے ایک ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تاریخِ پیدائش ۱۲۷۲ھ، جب کہ آپ کی ۱۲۶۵ھ ہے۔ گویا آپ سات سال پہلے دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال ۱۳۴۰ھ جب کہ آپ کی ۱۳۵۰ھ ہے، اس طرح آپ دس سال مزید دنیا میں تشریف فرما رہے۔

جامع کراماتِ اولیاء:۔

اس کتاب کے بارے میں خود مصنفِ کتاب کے چند کلمات پیشِ خدمت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، ''میں نے اس کتاب کا نام ''جامع کراماتِ الاولیاء'' رکھا ہے، کیونکہ اس کتاب میں ان نفوسِ قدسیہ کی ایسی کرامات جمع کر دی گئی ہیں، جن کی مثل میرے علم کے مطابق کسی اور کتاب میں جمع نہیں کی گئی تھیں۔ اگر صاحبِ کرامت معلوم تھا تو میں نے کرامت کو اسی کی جانب منسوب کیا ہے اور اگر ولی کے بارے میں مکمل معلومات نہ تھیں تو میں نے روایت کرنے والے راوی کا نام ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر میں نے خود مشاہدہ نہیں کیا یا مشاہدہ کرنے والے نے اس کو بیان نہیں کیا، تو میں نے جس کتاب سے اسے نقل کیا، اس کا نام لکھ دیا ہے۔

مزید فرمایا، ''وہ کتابیں کہ جن سے میں نے روایات کو نقل کیا ہے، اپنے موضوع پر ایسی بے نظیر کتابیں ہیں کہ جو نقلِ کرامات کے باب میں اپنا مخصوص انداز رکھتی ہیں۔ ان کے نام درجِ ذیل ہیں۔

(۱) مشکوٰۃ المصابیح (امام ولی الدین تبریزی۔ سن تالیف ۷۳۷ھ)۔ (۲) تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی۔ متوفی ۶۰۶ھ)۔ (۳) کتاب الاعتبار (امیر اسامہ بن منقذ دمشقی۔ متوفی ۵۸۴ھ)۔ (۴) رسالہ

قشیریہ (ابو القاسم نیشا پوری قشیری۔ متوفی ۴۶۵ھ)۔ (۵) مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ (ابو عبد اللہ بن نعمان مراکشی ۶۸۳ھ)۔ (۶) روح القدس (۷) الفتوحات المکیہ (۸) مواقع النجوم (۹) المحاضرات۔ (چاروں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۶ھ کی تصانیف ہیں۔)۔ (۱۰) روض الریاحین (۱۱) نشر المحاسن (یہ دونوں امام یافعی متوفی ۷۶۸ھ کی تالیفات ہیں)۔ (۱۲) نفاح الارواح (کمال الدین محمد بن ابی الحسن علی سراج رفائی۔ متوفی ۸۰۰ھ)۔ (۱۳) شرح الحکم العطائیہ (عارف بن عباد۔ متوفی ۷۹۲ھ)۔ (۱۴) تحفۃ الاحباب (علامہ سخاوی)۔ (۱۵) الاشارات لاماکن الزیارات فی دمشق الشام (ابن الحورانی)۔ (۱۶) تحفۃ الانام فی فضائل الشام (شیخ جلال الدین بصری دمشقی ۱۰۰۲ھ)۔ (۱۷) طبقات الخواص من اہل الیمن (امام احمد بن احمد زبیدی۔ متوفی ۸۹۳ھ)۔ (۱۸) الانس الجلیل (قاضی عبد الرحمٰن علیمی حنبلی۔ متوفی ۹۲۷ھ)۔ وغیرھا (آپ نے تقریباً ۴۳ کتب کا نام درج فرمایا ہے۔)

شواہد الحق فی استغاثۃ سید الخلق:۔

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس بے مثال کتاب میں سرکارِ دو عالم علیہ سے امداد طلب کرنے کے بارے میں بطورِ دلیل بے شمار واقعات جمع کئے گئے ہیں۔ علامہ نبہانی رضی اللہ عنہ اس کتاب کے باب نمبر چھ کی ابتداء میں "سرکار علیہ سے استغاثہ کے واقعات شروع کرنے سے پہلے ارشاد فرماتے ہیں، "یہ سب حکایات بلکہ حقائق وواقعات میں نے قابلِ وثوق واعتماد ائمہ اعلام اور علی الخصوص امام ابو عبد اللہ فاسی کی کتاب "مصباح الظلام فی مستغیثین بخیر الانام" امام قسطلانی کی کتاب "المواہب اللدنیہ" اور امام نور الدین حلبی کی کتاب "بغیۃ الاحلام" وغیرہ سے نقل کئے ہیں۔

مؤلفِ رسالہ قشیریہ:۔

اسمِ گرامی اور ولادتِ باسعادت :۔

آپ کا نام "الامام الاستاذ زین الاسلام عبد الکریم بن ہوازن" ہے۔ ماہ ربیع الاول، ۳۷٦ھ میں بمقام "استواء" پیدا ہوئے۔

علومِ دینیہ کا حصول:۔

ادب اور عربی زبان "ابو القاسم الیمانی"..... علمِ فقہ "محمد بن ابو بکر طوسی (متوفی ۴۰۵ھ)...... علمِ اصول "امام ابو بکر بن فورک (متوفی ۴۰٦ھ) سے حاصل فرمایا۔ امام ابو بکر بن فورک کے انتقال کے بعد ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد الاسفرائینی (متوفی ۴۱۸ھ) کے مدرسے میں جانے لگے۔

بیعت:۔

آپ شیخ ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

شیخ کا ادب اور دیگر خصوصیات:۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ "ابتدائی دور میں، میں جب بھی اپنے شیخ سے ملاقات کا ارادہ کرتا تو اس روز روزہ رکھتا، پھر غسل کرتا تب مجلس میں جا کر بیٹھتا۔"

آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے، کہا جاتا ہے کہ ان کی ذات میں اتنے علوم وفنون جمع تھے کہ ان کا فردِ واحد میں جمع ہونا بظاہر محال نظر آتا ہے۔ وہ بیک وقت محدث، فقیہہ، کاتب، شاعر، حافظ، ماہرِ نحو وصرف تھے۔ ان تمام کے علاوہ دیگر علوم میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ آپ کا صوفی ہونا ان کے تمام اوصاف پر غالب آ گیا، اس لئے دوسرے علوم میں آپ کو شہرت حاصل نہ ہو سکی۔

وصال مبارک:۔

آپ نے بانوے سال کی عمر میں، ١٦ ربیع الآخر، بروزِ اتوار ۴٦۵ھ میں انتقال

فرمایا۔

رسالۂ قشیریہ:۔

اس کتاب کا شمار تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی مستند ترین کتابوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب ۴۳۷ھ میں لکھنا شروع کی گئی اور ۴۳۸ھ کے اوائل میں اس کی تکمیل ہوئی۔

علامہ قشیری رضی اللہ عنہ نے اس میں تصوف کی اصطلاحات کی ایسی جامع ومانع وضاحت فرمائی ہے کہ اس کے بعد معترضین کو صوفیاءِ کرام پر کسی قسم کا اعتراض کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

بے شمار اولیاءِ کرام کی کرامات، ان کے حالاتِ زندگی اور اقوال وملفوظات کو ذکر فرمانے کے ساتھ ساتھ، مرید وشیخ کے آداب پر سیر حاصل بحث بھی فرمائی ہے اور ان امور کو با تفصیل بیان کیا ہے کہ جن پر عمل پیرا ہو کر یا جن سے محفوظ رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔

غرض یہ کہ تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی قابلِ مطالعہ کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بڑے بڑے اولیاء وعلماء رضی اللہ عنہ نے اس کی شرح لکھنے کو اپنے لئے سعادت تصور فرمایا ہے۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) سدید الدین ابو محمد عبد المعطی۔

(۲) سید محمد حسینی المعروف بخواجہ گیسو دراز۔

(۳) شیخ الاسلام زین الدین الحافظ زکریا محمد بن احمد (متوفی ۹۲۶ھ) آپ کی شرح کا نام "احکام الدلالۃ علی تحریر الرسالۃ" ہے۔

(۴) ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب و مقبول بندوں سے اکتسابِ فیض و برکت کرنے اور تاحیات حسنِ ظن قائم رکھنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم



۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

5 اگست 2000ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک و اصحابک یا حبیب اللہ

"سیدِ عالم، نورِ مجسم ﷺ" اور آپ کی امت کے اولیاء کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی حاجات کے حل کے لئے امداد طلب کرنا اور اس کے جواب میں ان کی طرف سے امداد کا قائل ہونا، بالکل "جائز و مستحسن" ہے۔ تقریباً ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے، اس سلسلے میں "مرجعِ خلائق" بنے رہے ہیں اور ان کے قدموں کی برکت سے، لوگوں کی حاجات پوری ہوتی رہی ہیں۔ یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ عزوجل قیامت تک یونہی رواں دواں رہے گا۔

لیکن اس مسلمہ حقیقت کے باوجود آپ کو معلوم ہی ہے کہ شیطان ہر نیک و مستحب کام میں مداخلت کئے بغیر باز نہیں آتا، چنانچہ اس مقام پر بھی مقربین بارگاہِ الٰہی کے فیوض و برکات سے محروم کرنے کے لئے بے شمار وساوس کا شکار کرنے کی کوشش کرتا ہے، مثلاً

(1) کیا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ہوتے ہوئے، کسی غیر سے مدد مانگنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا درست ہے؟

(2) کیا انبیاء و اولیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنہم اور دیگر جاندار و بے جان اشیاء کو نفع و ضرر کا مالک سمجھ کر ان سے امداد کا قائل ہونا اور ان سے مدد طلب کرنا "قرآن و حدیث و دیگر کتبِ معتبرہ" سے ثابت ہے؟

(3) اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حضرات مدد کرنے پر قادر ہیں، تو یہ بات ان کی زندگی میں تو تسلیم کی جا سکتی ہے، لیکن مرنے کے بعد کوئی کس طرح مدد کر سکتا

ہے؟

(4) پھر جو' ان کے قریب موجود ہو تو وہ تو ان سے مدد طلب کرلے گا لیکن جو ان سے دور ہے، وہ کیا کرے گا؟

(5) ایک صفت، جو اللہ تعالیٰ کے لئے بلا شک وشبہ تسلیم کی جانی چاہیئے، اسی صفت کو جب کسی غیر کے لئے بھی مانا جائے، تو کیا یہ شرک نہیں؟

(6) کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ انبیاء واولیاء کو پکارا گیا لیکن انھوں نے کوئی مدد نہ کی، اگر یہ حضرات مدد پر قادر ہوتے تو فوراً امداد نہ کرتے؟

غرض یہ کہ اسی قسم کے وسوسے ڈال کر مسلمانوں کو "بزرگانِ دین" سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہمارے بعض سادہ لوح مسلمان بھائی، جو کہ ان وسوسوں کا جواب دینے میں ناکام رہتے ہیں اور انھیں کوئی ایسا شخص بھی میسر نہیں آتا کہ جو ان سوالات کے اطمئنان کن جوابات صبر وتحمل اور تفصیل کے ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جائے، ان وسوسوں کے سامنے اعترافِ شکست کرنے کے ساتھ ساتھ انبیاء واولیاء رضی اللہ عنھم کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو کر اپنا دین وایمان داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

لھذا بہت ضروری ہے کہ ان وسوسوں کے جوابات حاصل کر کے، بلکہ ان جوابات کو بکوشش حفظ کر کے "اپنا، اپنی آنے والی نسلوں اور گھر کے دیگر افراد" کا ایمان بچانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

تنبیہ :۔مذکورہ نفوسِ قدسیہ سے استمداد (یعنی مدد طلب کرنے) کا قائل نہ ہونا، "کفر" نہیں، گمراہی ضرور ہے، لیکن عام مشاہدہ ہے کہ اس گمراہی کا مرتکب آہستہ آہستہ انبیاء واولیاء علیھم السلام ورضی اللہ عنھم کی توہین جیسے قبیح فعل میں مبتلاء ہو جاتا ہے اور توہین

انبیاء یقیناً "کفر" ہے۔

اس سے پہلے کہ "انبیاء و اولیاء علیھم السلام و رضی اللہ عنھم سے مدد مانگنے" سے متعلق سوالات کے جوابات لکھنے کی سعادت حاصل کی جائے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے مسلمانوں کا عقیدہ تحریر کر دیا جائے۔

مدد طلب کرنے کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ:۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ "حقیقتاً مدد فرمانا صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ساتھ خاص ہے۔بغیر اس کی عطا کے کوئی ایک ذرہ بھی نہیں دے سکتا،ہاں اس کی عطا سے اس کے مقرب بندے یا دیگر جاندار و بے جان اشیاء "نفع و ضرر" کے مالک ہو سکتے ہیں۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اسے "مستقل (یعنی غیر محتاج)، قادرِ مطلق، مالک و مختار اور غنی و بے نیاز" مانا جاتا ہے، جب کہ انبیاء و اولیاء علیھم السلام و رضی اللہ عنھم و غیرہ سے استمداد (یعنی مدد طلب کرنا) انھیں "غیر مستقل (یعنی اللہ تعالیٰ کا محتاج)، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہونے والے فیوض و برکات کا واسطہ و ذریعہ اور قضائے حاجات کے سلسلے میں وسیلہ" سمجھ کر کی جاتی ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے استمداد "**حقیقتاً**" اور دیگر مخلوق سے طلبِ مدد "**مجازاً**" ہے۔

اب ذیل میں "اللہ عزوجل" کی کرم نوازی سے مذکورہ وساوس کا جواب دینے کی کوشش کی جائے گی۔ان شاء اللہ عزوجل

پہلا اعتراض:۔

کیا اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ہوتے ہوئے، کسی غیر سے مدد مانگنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا

درست ہے ؟

جواب :۔اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا،یقیناً وہ ہر چاہت پر قادر ہے، چنانچہ اگر چاہے تو تمام کائنات کا کاروبار بغیر کسی وسیلے کے چلا سکتا ہے لیکن یہ اس کی عادتِ کریمہ ہے کہ اس نے ہر کام کی تکمیل کے لئے کوئی نہ کوئی وسیلہ ضرور بنایا ہے مثلاً وحی وروزی پہنچانے ،بارش برسانے ، ہوا چلانے ،ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانے ،بدنِ انسان میں تصرف اور مردوں سے سوال اوراس کی دشمنوں سے حفاظت اور روح قبض کرنے ،نامۂ اعمال لکھنے ،درود وسلام بارگاہِ نبوی ﷺ تک لانے ،عذابِ الٰہی دینے ، صور پھونکنے اور دیگر بے شمار کاموں کے لئے فرشتوں کو مقرر فرمایا۔

پھر تبلیغِ دین فرمانے ، لوگوں کو دولتِ ایمان سے نوازنے ،اللہ تعالیٰ سے ملانے اور دیگر بہت سے پاکیزہ کاموں کے لئے انبیاء واولیاء علیھم السلام ورضی اللہ عنھم کو مبعوث فرمایا۔

دنیا میں ملک چلانے کے لئے "لیڈر"...امراض کی تشخیص کے لئے "ڈاکٹر وحکیم"...بیماریاں دور کرنے کے لئے" دوائیاں "...حاجات پوری کرنے کے لئے "مال ودولت"...سردی گرمی سے محفوظ رکھنے کے لئے"لباس"...سایہ وفضا کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے "درخت"...زندگی کی بقاء کے لئے"کھانا،ہوا اور پانی"...علم کے حصول کے لئے" کتابیں اور اساتذہ"...اور ملکی دفاع اور جنگیں لڑنے کے لئے"ہتھیاروں"کو وسیلہ بنایا۔

اب جب کہ یہ واضح ہو گیا کہ وہ ذاتِ پاک ہر چاہت پر قادر ہونے کے

باوجود تقریباً ہر کام کے لئے وسیلہ قائم کرنا ہی پسند فرماتی ہے، تو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ "غیر اللہ کی طرف رجوع کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق ہے، اور ان سے مدد حاصل کرنا دراصل اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرنا ہے، کیونکہ یہ اسی کی طرف سے اس کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مثال :۔

یہ اسی طرح ہے کہ جیسے کسی فیکٹری کا مالک، فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں پر ایک سپر وائزر مقرر کر کے یہ حکم جاری کر دے کہ "ماہانہ تنخواہ اسی سے وصول کی جائے۔" اب یقیناً مزدوروں کا سپر وائزر سے تنخواہ وصول کرنا، دراصل مالک ہی سے وصول کرنا ہے۔ کیونکہ حقیقتاً تنخواہ دینے والا مالک ہے، سپر وائزر تو فقط ایک وسیلہ ہے۔

اب اگر کوئی مزدور 'یوں اعتراض کرے کہ "مالک کے ہوتے ہوئے سپر وائزر کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور مالک کے ہوتے ہوئے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ سپر وائزر سے تنخواہ طلب کریں؟ ہم تو مالک سے ہی پیسے لیں گے۔"

تو یقیناً اس کی اس بات کو بیوقوفی اور مالک کی مرضی کی مخالفت قرار دیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ مالک، کام میں رکاوٹ ڈالنے اور دیگر مزدوروں کا دماغ خراب کرنے کی بناء پر اس سے ناراض ہو جائے، بلکہ اسے نوکری سے ہی خارج کر دے؟

امید ہے کہ اس مثال کے ساتھ ہی مذکورہ اعتراض دور ہو گیا ہو گا۔

دوسرا اعتراض :۔

کیا انبیاء واولیاء علیہم السلام ورضی اللہ عنہم اور دیگر جاندار و بے جان اشیاء کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا، ان کی امداد کا قائل ہونا اور ان سے مدد طلب کرنا "قرآن

وحدیث ودیگر کتبِ معتبرہ" سے ثابت ہے؟

جواب :۔جی ہاں، اس پر بے شمار دلائل ذکر کیئے جا سکتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(آیاتِ کریمہ)

{1}اللہ کا نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دینا :۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.

اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔(کنزالایمان۔پ٦۔المائدہ۔٢)

شیطان سے سوال :۔

☆کیا اس آیتِ پاک میں (معاذاللہ) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو ایک ناجائز کام کی تعلیم دے رہا ہے؟

{2}غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم :۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

(کنزالایمان۔پ١۔البقرہ۔٤٥)

شیطان سے سوال :۔

☆کیا اس آیتِ پاک میں بھی (معاذاللہ) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو قابلِ گرفت اور ناجائز کام کی ترغیب دے رہا ہے؟

{3}اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کا غیر اللہ سے مدد مانگنا :۔

وَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ. تو میری، طاقت سے مدد کرو۔(کنز۔پ١٦۔الکھف۔٩٥)

☆ یہ قول حضرت سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا ہے۔جب آپ نے جانب مشرق سفر فرمایا تو ایک قوم کی شکائت پر یاجوج ،ماجوج اور اس قوم کے درمیان دیوار قائم کرتے ہوئے ،یہ جملہ اس قوم کے افراد سے ارشاد فرمایا تھا۔☆ یہ حضرت خضر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔☆ آپ کی نبوت میں اختلاف ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "وہ نہ نبی تھے ،نہ فرشتے ،اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ایک بندے تھے ،اللہ عزوجل نے انھیں اپنا محبوب بنایا تھا۔(تفسیر خزائن العرفان)

شیطان سے سوالات :۔

☆ کیا اس آیتِ پاک میں حضرت سکندر ذوالقرنین رضی اللہ عنہ نے غیر اللہ سے مدد مانگ کر شرک کا ارتکاب کیا ہے(معاذ اللہ)؟

☆ کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرما سکتا ہے ؟کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کو کوئی تنبیہ فرمائی ؟اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

{4} نبی کا غیر اللہ کی مدد کے حصول کے لئے اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنا :۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیراً مِّنْ اَھْلِیْ ☆ ھَارُوْنَ اَخِی ☆ اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ۔ اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے ،وہ کون میرا بھائی ہارون ،اس سے میری کمر مضبوط کر۔(کنزالایمان۔پ۱۶۔طہٰ۔۲۹ ،۳۱،۳۰)

مدینہ :۔جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس تبلیغِ دین کے لئے بھیجا، تو اس وقت آپ نے یہ عرض کی تھی۔

شیطان سے سوالات :۔

☆ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے غیر اللہ کی مدد کا سوال کر کے (معاذ اللہ)

"شرک" کادروازہ کھولنے کی کوشش کی یا نہیں ؟

☆کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی غیر سے مدد کی توقع رکھنا ممنوع ہے ؟

☆کیا کوئی ایسی آیت ہے کہ جس سے ثابت ہو کہ موسیٰ علیہ السلام پر اس طلب کے جواب میں کوئی عتاب نازل کیا گیا تھا ؟

☆اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟ کیا اللہ تعالیٰ آپ کی اس طلب سے راضی تھا ؟

{5}اللہ تعالیٰ کا انبیاء کو مدد کرنے کا حکم دینا :۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ۔ تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ (کنزالایمان۔پ ۳۔ال عمران۔۸۱)

مدینہ :۔اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے محبوب ﷺ کی مدد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی، ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سیدِ عالم ﷺ مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت (یعنی مدد) کریں، اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

شیطان سے سوالات :۔

☆کیا اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مدد کا حکم دے کر (معاذاللہ) شرک کی تعلیم دینا چاہی ہے ؟

☆انبیاء علیہم السلام نے جواب میں یہ کیوں نہ کہا کہ "اے ہمارے رب عزوجل!

تیرے ہوتے ہوئے بھلا ہماری مدد کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے ؟"

{6} اللہ عزوجل کا بندوں کو دین کی مدد کرنے کی ترغیب ارشاد فرمانا :۔

اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ۔ اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے (تو) اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ (کنزالایمان۔ پ ۲۶۔ محمد ﷺ۔ ۷)

شیطان سے سوالات :۔

☆ کیا اللہ تعالیٰ تبلیغِ دین کے سلسلے میں اپنے بندوں کی مدد کا محتاج ہے ؟

☆ اس طرح مدد کی ترغیب ارشاد فرما کر (معاذ اللہ) کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ایک غلط کام کی جانب مائل فرما رہا ہے ؟

{7} نبی کا غیر اللہ سے دین کے لئے مدد طلب فرمانا :۔

قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡ اِلَی اللّٰهِ ط قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ۔ بولا، کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا، "ہم دینِ خدا کے مددگار" ہیں۔ (کنزالایمان۔ پ ۳۔ ال عمران۔ ۵۲)

ملاینہ :۔ کلام فرمانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ☆ حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اولاً ایمان لائے۔ یہ تعداد میں بارہ اشخاص تھے۔

شیطان سے سوالات :۔

☆ موسیٰ علیہ السلام کے اپنے حواریوں سے مدد طلب کرنے پر شرک کا فتویٰ جاری ہو گا یا نہیں ؟

☆ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟ ☆ آپ کے حواریوں نے مددگار ہونے کا دعویٰ کر کے شرک کا ارتکاب کیا یا نہیں ؟

{8}اللہ عزوجل نے اپنے محبوب ﷺ کی غیر اللہ کی مدد سے تائید فرمائی :۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ۔ وہی ہے جس نے تمھیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔ (کنزالایمان۔پ۱۰۔الانفال۔۶۲)

شیطان سے سوال :۔

☆کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مسلمانوں کی مدد کے ذریعے زور عطا کرنے کا اقرار فرما کر (معاذ اللہ) شرک کی تعلیم دینا پسند فرمائی ہے ؟

{9}اللہ تعالیٰ کا بندوں کو کفایت میں شریک کرنا :۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! اللہ تمھیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمھارے پیرو ہوئے۔" (کنزالایمان۔پ۱۰۔الانفال۔۶۴)

شیطان سے سوالات :۔

☆کیا مختلف معاملات میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے لئے کافی نہیں ہے ؟

☆اگر ہے تو پھر غیر اللہ کو اس میں کیوں شریک کیا گیا ؟

☆کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کا فتویٰ لگانے کی جرأت کی جا سکتی ہے ؟

{10}اللہ عزوجل کا غیر اللہ کو مددگار فرمانا :۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ"۔ "تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔"

شیطان سے سوال :۔

☆اللہ عزوجل کا غیر اللہ کو رسول اکرم ﷺ کا مددگار فرمانا، "درست ہے یا غلط ؟"

{11} نبی کا شفاء عطا فرمانا اور مردوں کو زندہ کر دینا :۔

اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْراًبِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ "میں تمھارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔"

(کنزالایمان۔پ ۳۔ال عمران۔۴۹)

شیطان سے سوالات :۔

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان تمام دعووں کے جواب میں کون سا فتویٰ جاری ہوگا ؟

☆اگر اس آیت کی روشنی میں کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء علیھم السلام کے کرم سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور مردے زندگی پاتے ہیں، تو کیا یہ شرک ہوگا ؟

☆اگر (معاذاللہ) ہاں تو کیا اللہ تعالیٰ نے ایک شرکیہ عقیدے کی طرف مائل فرمایا ہے ؟

☆اور اگر نہیں تو پھر مسلمانوں پر طعنہ زنی کیسی ؟

{12} نبی کا غیر اللہ سے مدد طلب کرنا :۔

قَالَ یٰاَیُّھَاالْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ☆قَالَ عِفْرِیْتٌ" مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ج وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ" اَمِیْنٌ"☆قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ" مِّنَ

الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ☆ "سلیمان نے فرمایا، اے درباریو! تم میں کون ہے کہ جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے، قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا، قبل اس کے حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا، ایک پل مارنے سے پہلے۔" (کنزالایمان۔پ۱۹۔النمل۔۳۸،۳۹،۴۰)

ملاحظہ :۔ یہ تخت ملک سبا کی ملکہ بلقیس کا تھا۔ اس کا طول اسی گز اور عرض چالیس گز کا تھا اور اسے سونے، چاندی سے مرصع کیا گیا تھا۔ (وزن کا اندازہ خود فرمالیں کہ کتنا زیادہ ہوگا)

☆ جس شخص نے اسے پل بھر میں لانے کا دعویٰ کیا تھا وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا تھے، جو اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم جانتے تھے۔ ان کی عرض پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا، "لاؤ حاضر کرو۔" آصف نے عرض کی، "آپ نبی ابنِ نبی (یعنی نبی اور نبی کے بیٹے) ہیں اور جو رتبہ بارگاہِ الٰہی میں آپ کو حاصل ہے، یہاں کس کو میسر ہے؟ آپ دعا فرمائیں تو وہ تخت آپ کے پاس ہی ہو گا۔" آپ نے فرمایا، "تم نے سچ کہا۔" اور پھر آپ نے دعا فرمائی تو اسی وقت وہ تخت زمین کے نیچے نیچے چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے پاس نمودار ہوا۔" (تفسیر خزائن العرفان)

شیطان سے سوالات :۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت منگوانے کے لئے اولاً "غیر اللہ" سے امداد طلب کرنا جائز تھا یا ناجائز؟

☆ اگر جائز تھا تو فی زمانہ اسی سنت پر عمل پیرا ہونے والے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ کیوں؟

☆اور اگر (معاذ اللہ) ناجائز تھا تو کیا ایک نبی علیہ السلام نے ناجائز کام کی خواہش کا اظہار کیا تھا؟

{13} حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بیٹا عطا فرمانا :۔

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ "بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔" (کنزالایمان۔پ۱۶۔مریم۔۱۹)

شیطان سے سوالات :۔

☆بیٹا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے یا غیر اللہ کا؟

☆اگر اللہ تعالیٰ کا کام ہے (اور یقیناً بات یہی ہے) تو پھر بیٹا دینے کی نسبت اپنی طرف کرنے کے باعث حضرت جبرئیل علیہ السلام پر "شرک کا فتویٰ" جاری ہو گیا یا نہیں؟

☆اگر نہیں تو فی زمانہ جب کوئی مسلمان "مجازی طور پر نسبت کرتے ہوئے" یوں کہے کہ "غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بیٹا دیا، خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے شفاء دے دی، داتا صاحب رضی اللہ عنہ نے شادی کرا دی وغیرہ وغیرہ۔" تو یہ ناجائز و حرام کس طرح ہو سکتا ہے؟

☆حضرت جبرئیل خود تشریف لائے تھے یا آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا؟ نیز یہ الفاظ خود ادا کئے تھے یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارشاد فرمائے؟

{14} مغفرت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنے کا حکم فرمانا :۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ "اور اگر، جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی

شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں۔"

(کنزالایمان۔پ۵۔النساء۔۶۴)

مدینہ :۔"اپنی جانوں پر ظلم کرنے"کا مطلب ہے کہ "جب بندے گناہ ونافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھیں۔"

امام اہلِ سنت، پروانۂ شمع رسالت ﷺ، سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مجرم بلائے آئے ہیں "جاءُ وْكَ" ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(حدائقِ بخشش)

شیطان سے سوالات :۔

☆کیااللہ تعالیٰ براہِ راست مغفرت فرمانے پر قادر نہیں ؟

☆اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر اس نے لوگوں کو اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مغفرت کے لئے مدد طلب کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟

☆کیااللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو (معاذاللہ)"شرک"کی تعلیم وترغیب ارشاد فرما رہاہے ؟

(احادیثِ مبارکہ)

پہلی حدیث :۔

حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ (۔آپ کی کنیت "ابو فراس" ہے۔اصحابِ صفہ میں سے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص ہیں۔ ۶۳ھ میں انتقال ہوا۔)فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا (حاشیہ۔تاکہ آپ کی خدمت کر سکوں) تو (ایک رات) میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور آپ کی حاجت کی چیز (یعنی مسواک وغیرہ) لایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا، "اے ربیعہ! کچھ مانگ لو۔"میں نے عرض کی ، "میں آپ سے

جنت میں آپ کا پڑوس مانگتا ہوں۔" فرمایا، "اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟" میں نے عرض کی" بس یہی۔" فرمایا، "تو اپنی ذات پر کثرتِ سجود سے میری مدد کر۔" (مسلم۔ کتاب الصلوۃ)

فائدہ :۔﴿i﴾ نبی پاک ﷺ کے مطلقاً سوال فرمانے کے بارے میں اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ المصابیح (جلد دوم) میں ہے کہ "اطلاقِ سوال سے فرمایا، "مانگ" اور کسی مطلوبِ خاص کی تخصیص نہ کی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کام آپ کے دستِ ہمت وعزت کے قبضہ میں ہیں ﷺ، آپ جو کچھ چاہتے ہیں، جس کے لئے چاہتے ہیں، اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی نعمتیں آپ کے جود و سخا کا ایک حصہ ہے اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علم شریف میں سے ہیں۔ اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی کا آرزو مند ہے تو ان ﷺ کی درگاہ شریف پر آ اور اپنی ہر تمنا پوری کر۔

اس ارشاد میں تنبیہ ہے کہ " طالبِ صادق کو چاہئے کہ اخروی نعمتوں جو باقی ودوائم ہیں، کے علاوہ کچھ نہ چاہے اور دنیوی فانی حظوظ ولذتوں کی طرف التفات نہ کرے۔ خاص کر سب سے کامل واتم اور افضلِ کمالات یعنی حضور سیدِ کائنات ﷺ کی مرافقت ومعیت کا طلبگار رہے۔ تاہم طالبِ صادق کو چاہئے کہ اس مطلوب کے حصول کے طریق میں اپنی کوتاہی پر راضی نہ ہو اور صرف ہوس و آرزو پر کفایت نہ کرے (بلکہ عبادت وریاضت کا سلسلہ بھی جاری رکھے) کہ بے کار بیٹھنا اور آرزو کرنا ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے کے مترادف ہے۔"

﴿ii﴾ سرکارِ دوعالم ﷺ کے "سل ربیعہ (یعنی اے ربیعہ مانگ)" فرمانے کے بارے میں مرقات شرح مشکوۃ المصابیح (جلد دوم) میں ہے کہ "یعنی تو مجھ سے اپنی حاجت طلب کر"۔ اور ابنِ حجر اس کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ "یعنی جو تو نے میری خدمت

کی ہے میں اس کے بدلے تجھے تحفہ دوں گا۔" اس لئے کہ یہ کریموں کی شان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کریم کون ہو سکتا ہے اور رحمتِ عالم ﷺ کے سوال کو بغیر کسی قید کے (یعنی دنیاوی یا اخروی حاجت کی قید کے بغیر) بیان کرنے سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے خزانوں میں سے ہر اس شے کے عطا فرمانے کی قدرت عطا فرمائی تھی کہ جس کا آپ ارادہ فرمائیں۔ اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے آپ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ جس کے ساتھ جس چیز کو چاہیں خاص فرمادیں، جیسے خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر بنا دیا (اسے بخاری نے روایت کیا)

اور ابن سبع نے اسے آپ ﷺ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ آپ جنت کی زمین میں سے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔"

رحمتِ عالم ﷺ کے آخری جملے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

(i) یعنی فقط نمازِ پنجگانہ پر کفایت مت کرو بلکہ کثرت سے نوافل پڑھو، تاکہ میرے قرب کے لائق ہو سکو۔ جیسے بادشاہ کہے کہ "میرے پاس آنا ہے تو اچھا لباس پہنو۔" حاضری بادشاہ کے کرم سے ہے اور اچھا لباس دربار کے آداب میں سے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح)

(ii) اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ کثرتِ سجود میں مخالفتِ نفس ہے اور نفس کی مخالفت، قربِ الٰہی عزوجل کا ذریعہ ہے اور جنت میں نبی کا پڑوس اسی کو ملے گا کہ جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر چکا ہو۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ للقاری)

☆ مذکورہ حدیثِ پاک میں حضرتِ ربیعہ رضی اللہ عنہ کا جنت میں رسول

اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کے حصول کے لئے "مدد مانگنا" ثابت ہوا۔

مذکورہ حدیثِ پاک کے مطالعہ کے بعد یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ

مانگنے کا شعور دیتے ہیں
جو بھی مانگو حضور دیتے ہیں

دوسری حدیث :-

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟" فرمایا، "مجھے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھ کر تعجب ہوا، جو سمندر پر اس طرح سواری کر رہے ہیں، جیسے بادشاہ اپنے تختے پر بیٹھے ہوں۔" میں نے عرض کی کہ "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اس گروہ میں شامل فرمالے۔" فرمایا، "تم ان لوگوں کے ساتھ ہو۔" (بخاری۔باب رکوب البحر)

☆ معلوم ہوا کہ، "ام حرام رضی اللہ عنہا نے سمندر میں جہاد کرنے والے لشکر میں شمولیت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کی، اور جواب میں آپ نے کرم نوازی سے نوازا، مایوس نہ فرمایا۔"

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

واہ کیا جود وکرم ہے شہہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(حدائقِ بخشش)

تیسری حدیث :-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جنگِ خندق میں

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ پکارا، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، تیسری مرتبہ پکارا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہی حاضرِ بارگاہ ہوئے، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "ہر نبی کا کوئی حواری ہوتا ہے جب کہ میرا حواری زبیر ہے۔" سفیان کا قول ہے کہ حواری سے مراد "مددگار" ہے۔ (بخاری۔باب السیر وحدہ)

☆ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو اپنا "مددگار" کہنا "سیدِ عالم ﷺ کی سنت" ہے۔

چوتھی حدیث :۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم میں سے ایک شخص کو بچھو نے ڈنگ مار دیا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اس پر دم کروں ؟۔" تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تم میں سے جو اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے تو اسے چاہئے کہ ایسا کرے (یعنی نفع پہنچائے)۔" (مسلم۔کتاب السلام)

☆ معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان بھائی سے نفع کی امید رکھنا ناجائز نہیں، ورنہ رحمتِ عالم ﷺ کبھی بھی یہ کلمات ارشاد نہ فرماتے۔

پانچویں حدیث :۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "بدر کے دن ایک آدمی ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا (تاکہ اسے قتل کردے) کہ اچانک اس نے اس کافر کے اوپر کوڑا لگنے کی آواز سنی اور ایک سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا، "اے حیزوم! آگے بڑھ۔" اس نے مشرک کو دیکھا، "تو وہ مرا پڑا تھا، اس کی ناک پر ایک نشان تھا، اس کا چہرہ چر گیا تھا جیسے کسی نے اسے کوڑا مارا ہو اور وہ تمام کا تمام سبز ہو گیا تھا۔" پھر وہ انصاری رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”تو نے سچ کہا، یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے۔“ پس اس دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے ستر کافروں کو قتل اور ستر کو گرفتار کیا۔ (مسلم باب۔ کتاب الجہاد والسیر)

☆اس روایت سے ”غیر اللہ (یعنی فرشتوں)“ کی طرف سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مدد فرمانا ثابت ہوا۔

چھٹی حدیث :۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی۔ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ اس وقت سو رہا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی حتی کہ وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ میں سمجھ گیا کہ میں اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ پھر میں نے واپس آنے کے لئے دروازہ کھولا اور سیڑھیاں اترنے لگا، جب آخری سیڑھی پر قدم رکھا تو (پیر پھسلنے کے باعث) میں گر پڑا۔ جس کی وجہ سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنے عمامے سے اسے باندھ دیا۔ جب میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا تو میں نے اس کے بارے میں آپ کی خدمت میں عرض کی۔ فرمایا، ”اپنا پاؤں پھیلاؤ۔“ میں نے پھیلا دیا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس اس پر پھیر دیا، تو وہ اس طرح ٹھیک ہو گیا کہ گویا میں نے کبھی اس کی شکایت ہی نہ کی تھی۔“ (بخاری باب۔ کتاب المغازی)

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیبِ دو عالم
جب دستِ کرم آپ نے دامن سے نکالا

(ذوقِ نعت)

☆اس حدیث مبارکہ سے ایک صحابی کا پنڈلی جوڑنے کے سلسلے میں رسول اکرم ﷺ سے "مدد طلب کرنا" اور جواب میں "رسولِ مشکل کشا ﷺ کا مدد فرمانا" ثابت ہوا۔

فائدہ :۔ابو رافع ایک یہودی تھا، جو پیارے آقا ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا اور دشمنانِ اسلام کو پناہ دیا کرتا تھا۔ اس کے قتل کے لئے یہ جماعت بھیجی گئی تھی۔

ساتویں حدیث :۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آگیا۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی کہ "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! خندق میں ایک سخت پتھر سامنے آ گیا ہے۔" فرمایا، "ہم اسے توڑنے کے لئے اتریں گے۔" آپ اٹھے حالانکہ آپ نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے والی چیز نہ چکھی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کدال لی اور پتھر پر ماری تو وہ بالکل ریت کی مانند ہو گیا۔" (بخاری.کتاب المغازی)

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

جس کو بارِ دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)

☆اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چٹان توڑنے کے سلسلے میں شہنشاہِ محشر ﷺ سے "مدد مانگنا" اور جواب میں آپ ﷺ کا مایوس نہ فرمانا ثابت ہوا۔

آٹھویں حدیث :۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "غزوۂ خندق کے روز میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ "کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں۔" اس نے جواب دیا کہ "ایک صاع (یعنی تقریباً ساڑھے چار سیر) جو ہیں اور یہ ایک بکری کا بچہ ہے۔" میں نے اسے جو پیسنے اور آٹا گوندھنے کا کہا اور خود بکری ذبح کی اور تیار کر کے ہانڈی پر چڑھادی۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ کے کان مبارک میں کہا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں، چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھ چند صحابۂ کرام تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔" رسول اللہ ﷺ نے یہ سنتے ہی بلند آواز سے اعلان فرمادیا کہ "اے خندق والو! جابر نے کھانا تیار کیا ہے، چلو ان کے گھر چلیں۔" پھر مجھ سے فرمایا، "جب تک میں نہ آجاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ ہی روٹی پکانا شروع کرنا۔"

پھر حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں آٹا پیش کیا گیا، آپ نے اس میں اور ہانڈی میں اپنا لعابِ اقدس ڈالا۔ پھر میری زوجہ سے فرمایا، "اپنے ساتھ ایک روٹی پکانے والی کو بھی بلالو اور ہانڈی سے سالن اتارو لیکن اسے چولھے سے نیچے نہ اتارنا۔" حضرت جابر فرماتے ہیں کہ "خدا کی قسم! مجاہدین ایک ہزار تھے لیکن سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا حتی کہ کھانا بچ گیا اور وہ واپس لوٹ گئے، حالانکہ ہماری ہانڈی پہلے کی طرح جوش مار رہی تھی اور آٹے سے روٹیاں پکائی جا رہی تھیں۔"

(بخاری کتاب المغازی، مسلم کتاب الاشربہ)

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا تیرا

(حدائق بخشش)

☆اس ایمان افروز حدیثِ پاک سے رسول اللہ ﷺ کا کھانے کے سلسلے میں صحابۂ کرام کو نفع پہنچانا ثابت ہوا۔

نویں حدیث :۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈول تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور پانی پئیں سوائے اس ڈول کے کہ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا۔ پھر ہم نے اس پانی سے وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ "آپ اس دن تعداد میں کتنے تھے؟" فرمایا، "اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہم لوگوں کو کافی ہوتا، بہر حال ہم پندرہ سو تھے۔" (بخاری باب. کتاب المغازی)

☆معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پانی کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے "مدد مانگی" اور حبیبِ کبریا ﷺ نے "مدد فرمائی۔"

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

انگلیاں ہیں فیض پر پیاسے ہیں ٹوٹے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(حدائقِ بخشش)

دسویں حدیث :۔

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت سلمہ بن

اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک چوٹ کا نشان دیکھا تو عرض کی کہ "اے ابو مسلم! یہ چوٹ کیسی ہے؟" فرمایا، "یہ وہ چوٹ ہے کہ جو مجھے خیبر کے دن لگی تھا تو لوگوں نے کہا تھا کہ "سلمہ شہید ہو گیا۔ (یعنی چوٹ انتہائی خطرناک وگہری تھی) میں اس چوٹ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس پر تین بار دم فرمایا تو تب سے اب تک میں کسی تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا۔" (بخاری. کتاب المغازی)

ابھی سارے بیمار ہوتے ہیں اچھے
اگر لب ہلا دے وہ درمانِ عالم

(ذوقِ نعت)

☆اس روایت سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا چوٹ کے سلسلے میں "حصولِ شفاء کے لئے" حاضرِ خدمت ہونا اور پیارے آقا ﷺ کا "شفاء عطا فرمانا" ثابت ہوا۔

گیارھویں حدیث :۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا، "کیا تم مجھ کو ذِی الْخَلَصَه [1] سے راحت نہ دو گے؟" میں نے عرض کی "جی ہاں کیوں نہیں۔" پھر چونکہ میں گھوڑے پر ٹک کر نہ بیٹھ سکتا تھا لھذا آپ ﷺ کی خدمت میں اس کے بارے میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس میرے سینے سے لگا دیا حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا پھر فرمایا، "اے اللہ عزوجل! اسے ثابت رکھ، اسے ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا دے۔" فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد میں کبھی بھی اپنے گھوڑے سے نہ گرا، پھر میں

---

[1] قبیلۂ خثعم والوں نے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں ایک گھر تعمیر کیا تھا، اس میں ایک بت تھا جس کا نام ذی الخلصہ تھا، وہ لوگ اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ڈیڑھ سو، سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور ذی الخلصہ کو آگ لگا کر ڈھا دیا۔"

(بخاری، کتاب المغازی، مسلم، باب فضائل صحابۃ)

دامن بھریں گے دولتِ فضلِ خدا سے ہم
خالی کبھی گئی ہے حسن مصطفیٰ کی عرض

(ذوقِ نعت)

☆اس روایت سے شبہہِ دوسرا علیہ السلام کا حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے اور ان کا گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کے سلسلے میں ناصر و مددگار آقا علیہ السلام سے "مدد مانگنا" ثابت ہوا۔

بارھویں حدیث :-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میرے والد کا انتقال ہوا تو ان پر کچھ قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ "اس قرض کے بدلے میں میرے باغ میں موجودہ کھجوریں لے لیں۔" لیکن (چونکہ یہ کھجوریں مقدار میں تھوڑی تھیں لھذا) انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر میں رسول اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ جانتے ہی ہیں کہ میرے والد، احد کے دن شہید ہو گئے تھے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں، لھذا میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو دیکھیں[1] یہ عرض سن کر آپ نے فرمایا، "جاؤ، ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا دو۔" میں نے حسبِ حکم یہ کام کر کے آپ کی خدمت میں پیغام بھجوا دیا۔ جب آپ تشریف لائے اور قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو ان کے چہروں پر غضب کے آثار نمودار ہو گئے۔ جب رسول اللہ علیہ السلام نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو ان کھجوروں میں سے

---

[1] یعنی آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے تو ممکن ہے کہ یہود مدینہ مروت میں موجودہ پیداوار لے کر بقیہ قرض معاف کر دیں۔

بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے، پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا، "اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ۔" جب وہ حاضر ہو گئے تو آپ ناپ کروا کروا کر انھیں عنایت فرماتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا تمام قرضہ ادا فرمادیا۔ میں اس پر راضی تھا کہ بس اللہ تعالیٰ میرا قرضہ ادا فرمادے چاہے میں اپنی بہنوں کو ایک کھجور بھی نہ پہنچا سکوں، مگر اللہ عزوجل نے سارے ڈھیر کو سلامت رکھا حتی کہ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔" (بخاری. کتاب الوصایا)

فقیرو بے نواؤ! اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے

(ذوقِ نعت)

☆اس حدیثِ کریمہ سے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا "قرض کے سلسلے میں مدد طلب کرنا" اور "غمخوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مدد فرمانا" ثابت ہوا۔

تیرھویں حدیث :۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "غزوۂ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھ کر عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ان لوگوں سے ان کی بچا ہوا زادِ راہ منگوا کر اس کھانے پر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمادیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "ٹھیک ہے۔" چنانچہ دستر خوان بچھا کر سب سے ان کا بچا ہوا زادِ راہ منگوایا گیا۔ کوئی شخص ایک مٹھی جوار لایا تو کوئی ایک مٹھی کھجوریں اور کوئی روٹی کا ٹکڑا، حتی کہ دستر خوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی اور فرمایا، "اسے اپنے برتنوں میں بھر

لو۔" چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا، پھر کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے، اس کے باوجود کھانا بچ گیا۔" (مسلم. کتاب الایمان)

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اس در سے گزارا ہو گیا

(ذوقِ نعت)

☆مذکورہ بالا روایت سے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا "کھانے میں اضافے کے لئے مدد مانگنا" اور "رسول اکرم ﷺ کا برکت عطا فرمانا" ثابت ہوا۔

مدینہ :۔اس حدیثِ پاک میں اہلِ سنت والجماعت کے مروجہ طریقے کے مطابق "فاتحہ شریف" کی زبردست دلیل بھی موجود ہے۔

چودھویں حدیث :۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں شرکت کی۔ میں ایک ایسے اونٹ پر سوار تھا، جو بہت تھک گیا تھا جس کے باعث صحیح طرح چل بھی نہ سکتا تھا۔ اسے ملاحظہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا، "تمہارے اونٹ کو کیا ہوا؟" میں نے عرض کی، "تھک گیا ہے۔" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو ڈانٹا، پھر اس کے لئے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے وہ اونٹ، دوسرے اونٹوں سے آگے آگے چلنے لگا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا، "اپنے اونٹ کو کیسا پاتے ہو؟" میں نے عرض کی، "اس تک آپ کی برکت پہنچ گئی ہے۔"

(بخاری. کتاب الجہاد والسیر)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

☆ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو قوت عطا فرمائی۔

پندرھویں حدیث :۔

حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دورانِ سفر ہم ایک گھاٹ پر سے گزرے تو ایک عورت، رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں اپنا بچہ لائی، جسے دیوانگی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی ناک کا بانسہ پکڑ کر ارشاد فرمایا، ”نکل! میں محمد رسول اللہ ہوں۔“ پھر ہم آگے بڑھ گئے۔ جب واپس لوٹے اور اسی گھاٹ پر سے گزرے تو عورت سے اس کے بچے کے بارے میں سوال کیا۔ وہ بولی، ”اس ذاتِ پاک کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ ہم آپ کے بعد اس سے کوئی مشتبہ چیز نہیں دیکھی۔“ (مشکوۃ۔ باب المعجزات)

تم سے اس بیمار کو صحت ملے
جس کو دے دیں حضرتِ عیسیٰ جواب

(ذوقِ نعت)

☆ اس واقعہ سے ”ایک صحابیہ کا اپنے بچے کے لئے شفاء طلب کرنا“ اور ”طبیبِ اعظم ﷺ کا شفاء عطا فرمانا“ ثابت ہوا۔

سولھویں حدیث :۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ بدر کے دن، تین سو پندرہ صحابۂ کرام کی جماعت میں تشریف لے گئے، پھر ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ ”الٰہی! یہ ننگے پیر ہیں، انھیں سواریاں دے، یہ ننگے بدن ہیں، انھیں لباس دے، یہ بھوکے ہیں، انھیں سیر فرمادے۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی تو ان غازیوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسے ایک یا دو اونٹ، کپڑا اور سیر ہو کر

کھانا نہ ملا ہو۔(ترمذی، کتاب المناقب)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
(حدائق بخشش)

☆اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعا کی برکت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو سواریاں، لباس اور کھانا دلوایا۔

سترھویں حدیث :۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارکہ میں لوگ سخت قحط میں مبتلاء ہو گئے۔ جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کی، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے مال ہلاک اور بچے بھوکے ہو گئے، آپ اللہ عزوجل سے ہمارے لئے دعا فرمایئے۔" یہ عرض سن کر رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ راوی فرماتے ہیں کہ "ہم آسمان پر بالکل بادل نہیں دیکھتے تھے، لیکن اس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ آپ نے ابھی اپنے ہاتھ بھی نیچے نہ کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند اٹھے۔ پھر آپ ابھی منبر شریف سے نیچے بھی نہ آئے تھے کہ میں نے آپ کی ریشِ مبارک پر بارش کے قطرے گرتے دیکھے۔ پھر اگلے جمعہ تک یہ بارش ہوتی رہی۔

جب رسول اللہ ﷺ خطبے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے گھر گر گئے، مال ڈوب گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمایئے۔" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے عرض کی، "اے اللہ عزوجل! ہم پر نہ برسا، ہمارے آس پاس برسا، الٰہی! ٹیلوں

، پہاڑیوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگھوں پر برسا۔" راوی فرماتے ہیں کہ "آپ کی دعا کی برکت سے بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلتے ہوئے اپنے گھروں کو گئے۔" (بخاری. کتاب الجمعة)

جن و انسان و ملک کو ہے بھروسا تیرا
سرورا! مرجعِ کل ہے درِ والا تیرا

(ذوقِ نعت)

☆ معلوم ہوا کہ "صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بارش کی طلب کے لئے "بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں رجوع کیا کرتے تھے اور جواباً سخیٔ اعظم ﷺ انھیں مایوس نہ فرماتے تھے۔

اٹھارویں حدیث :۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، "میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی طرف بلاتا رہتا تھا، (لیکن وہ میری بات نہیں مانا کرتی تھی) ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے جواب میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے، جو مجھے بہت برے محسوس ہوئے، میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت عطا فرمائے۔" میری عرض پر رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ "اے اللہ عزوجل! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔" میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی وجہ سے خوش خوش نکلا۔ جب میں گھر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں، "ابو ہریرہ! ذرا وہاں ہی رہو۔" پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی، میری ماں نے غسل کیا اور بعجلت بغیر دوپٹہ کے ہی دروازہ کھولا اور فرمایا، "اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد (ﷺ)، اللہ

کے بندے اور رسول ہیں۔" جب میں نے اپنی ماں کی زبان سے یہ کلمات سنے تو میری آنکھوں سے خوشی کے باعث آنسو نکل آئے، میں فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ خوشخبری سنائی۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کیا اور دعائے خیر فرمائی۔" (مسلم کتاب فضائل صحابة)

اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

(حدائق بخشش)

☆اس حدیثِ پاک سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا "اپنی والدہ کے ایمان کے حصول" کے لئے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنا اور اپنے محبوب ﷺ کی طلب پر اللہ تعالیٰ کا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو دولتِ ایمان سے نوازنا ثابت ہوا۔

انیسویں حدیث:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "(اے لوگو!) تم کہتے ہو کہ "ابوہریرہ، نبی محترم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ زیادہ بیان کرتا ہے۔" (بات دراصل یہ ہے کہ) میرے مہاجر بھائیوں کو بازار میں چیخ و پکار مشغول رکھتی تھی (یعنی وہ تجارت وغیرہ کیا کرتے تھے) اور انصاری بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مصروف رکھتا تھا (یعنی وہ زراعت کیا کرتے تھے) میں ایک مسکین آدمی تھا، رسول اللہ ﷺ کا دامنِ مبارک خوشدلی کے ساتھ پکڑے رہتا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "تم میں سے جو اپنا کپڑا پھیلائے حتی کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں، پھر وہ اسے اپنے سینے سے لگالے تو آئندہ کبھی بھی میری کوئی بھی بات نہ بھولے گا۔" یہ سن کر میں نے اپنا کمبل بچھادیا، مجھ

پر اس وقت اس کمبل کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ تھا۔(رسول اللہ ﷺ نے کچھ پڑھنا شروع فرمایا) حتی کہ آپ ﷺ نے اپنا کلام پورا کر لیا۔ پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگالیا تو اس ذات کی قسم جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں اس دن کے بعد سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی فرمانِ عالیشان نہیں بھولا۔" (بخاری. کتاب المزارعة)

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

(حدائق بخشش)

☆ معلوم ہوا کہ بارگاہِ رسالت ﷺ سے حافظہ کی بھیک بھی تقسیم فرمائی گئی ہے۔سبحان اللہ۔

بیسویں حدیث :۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔جن میں سے ایک گنجا، دوسرا کوڑھی اور تیسرا اندھا تھا۔ان کی آزمائش کی خاطر اللہ تعالی نے ان کی جانب ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتے نے سب سے پہلے کوڑھی سے پوچھا کہ "تجھے کون سی شے سب سے زیادہ محبوب ہے ؟" کہنے لگا، "اچھا رنگ اور خوبصورت جلد، تاکہ لوگ میری عزت کریں۔" فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا، جس کی برکت سے اسے اچھا رنگ اور خوبصورت جلد حاصل ہو گئی۔ پھر فرشتے نے سوال کیا کہ "تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے ؟ اس نے کہا، "اونٹ۔" چنانچہ اس کی پسند کے مطابق اسے ایک حاملہ اونٹنی دے کر فرشتے نے دعا کی کہ "اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔"

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا ، "تجھے کون سی چیز زیادہ پیاری

ہے ؟"عرض کی ، "خوبصورت بال اور اس گنجے پن کا دور ہونا، تاکہ لوگ میری عزت کیا کریں۔" فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا اور خوبصورت بال سر پر اگ آئے۔ پھر سوال کیا کہ " تجھے کون سا مال زیادہ محبوب ہے ؟" عرض کی ، "گائے۔" پس اسے حسبِ خواہش ایک حاملہ گائے دے کر فرشتے نے اس کے لئے بھی برکت کی دعا کی۔

پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور وہی سوال کیا کہ " تجھے کون سی شے زیادہ محبوب ہے۔" اس نے عرض کی ، "اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے ، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔" فرشتے نے بحکمِ الٰہی اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھیں عطا فرمادیں۔ پھر دریافت کیا کہ " تجھے کون سا مال اچھا لگتا ہے ؟" عرض کی "بکری۔" پس فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دے کر برکت کی دعا دی اور ان کے پاس سے رخصت ہو گیا۔

فرشتے کی دعا کی برکت سے ان تینوں کے جانوروں نے خوب بچے جنے حتی کہ ایک کے اونٹوں ، دوسرے کی گایوں اور تیسرے کی بکریوں سے وادی بھر گئی۔

کافی عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس اسی کی سابقہ شکل وصورت میں دوبارہ پہنچا اور کہا کہ "میں غریب آدمی ہوں ، حالتِ مسافری میں زادِراہ ختم ہو گیا ہے ، "فَلاَ بَلاَ غَ الْیَوْمَ اِلاَّ بِاللّٰہِ ثُمَّ بِكَ۔ یعنی پس میرا ، خدا اور تیرے سوا کوئی کفایت کرنے والا نہیں۔" میں تجھ سے اس خدا کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ جس نے تجھے اچھا رنگ ، اچھی جلد اور اونٹ عطا فرمائے کہ مجھے منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے اسباب مہیا کر دے۔" کوڑھی نے جواب میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ "میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا کیونکہ میں نے بہت سے دوسرے لوگوں

کے حقوق بھی عطا کرنے ہوتے ہیں۔" فرشتے نے کہا، "شائد میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو پہلے کوڑھی نہیں تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت نہیں کرتے تھے؟ اور تو غریب تھا پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال نہیں دیا؟" اس نے (صاف جھوٹ بولتے ہوئے) جواب دیا کہ "یہ مال تو مجھے آباؤ اجداد کی میراث میں ملا ہے۔" فرشتے نے کہا کہ "اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سابقہ حالت کی طرف لوٹا دے۔"

پھر وہ گنجے کے پاس، اس کی سابقہ صورت میں پہنچا اور اس سے بھی اسی طرح سوال کیا، جواب میں اس نے بھی کوڑھی کی طرح سوال رد کرتے ہوئے جھوٹ بول دیا۔ فرشتے نے اسے بھی بد دعا دیتے ہوئے کہا کہ "اگر تو جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے تیری پہلی حالت پر لوٹا دے۔"

پھر آخر میں یہ فرشتہ، اندھے کے پاس اس کی سابقہ حالت میں پہنچا اور وہی سوال کیا۔ جواب میں اندھے نے سعادت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "واقعی میں پہلے اندھا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا فرمائی، اور میں غریب تھا، اس نے مجھے غنی کر دیا، خدا کی قسم! میں تجھے مال لینے سے ہرگز نہیں روکوں گا تو جو مال لینا چاہے لے سکتا ہے۔" فرشتے نے کہا، "اپنا مال اپنے پاس رکھو، دراصل اللہ تعالیٰ نے تم تینوں کو آزمایا تھا، جس کے نتیجے میں اللہ عزوجل تجھ سے راضی اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔" (بخاری شریف۔ باب حدیث ابرص واعمی واقرع فی بنی اسرئیل)

مدینہ :۔ عنوان کے اعتبار سے مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے درج ذیل نکات حاصل ہوئے۔

(i) اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی بارگاہ کے مقبول بندے بیماروں کو شفا دینے پر قادر ہو سکتے ہیں۔

(ii) ان نفوسِ قدسیہ کی دعارد نہیں کی جاتی۔

(iii) اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو ملا کر یوں کہنا جائز ہے کہ "میرا اللہ تعالیٰ اور تیرے سوا کوئی نہیں۔" اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس قول سے راضی ہیں کیونکہ فرشتے نے غیر اللہ کے لئے یہ جملہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہی کہا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی اس کے محبوب ﷺ نے ہمیں یہ خبر دے کر اس کے جواز کی راہ دکھانا پسند فرمائی۔﴿اور جب عام انسان کے بارے میں اس طرح کہنا جائز ہے تو انبیاء واولیائے عظام اور خصوصاً "سیدِ عالم ﷺ" کے بارے میں اس طرح کہنا کس طرح ناجائز و حرام ہو سکتا ہے؟ اللہ عزوجل سمجھ عطا فرمائے۔ امین﴾

اکیسویں حدیث:۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اِنَّمَا سُمِّیتُ اَحِیْدَ لاَنِّیْ اَحِیْدُ عَنْ اُمَّتِیْ نَارَ جَھَنَّمَ۔ یعنی میرا نام "احید (یعنی دور کرنے والا)" اسی لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتشِ دوزخ کو دور فرماتا ہوں۔" (ابنِ عساکر)

مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیو اور بہنو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ "صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی حاجات و مشکلات کے سلسلے میں بارگاہِ محبوبِ باری تعالیٰ میں رجوع کیا کرتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کرم نوازی سے ہمارے پیارے آقا ﷺ ان کی دستگیری فرماتے تھے۔ کسی مقام پر یہ ثابت نہیں کہ "صحابۂ کرام کی عرضِ حاجت کے جواب میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہو کہ "اے میرے صحابہ! تم مجھ سے کیوں کہتے ہو؟ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کیوں نہیں کرتے؟"

اور نہ ہی کہیں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

حاجات کی تکمیل میں کی گئی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح وحی نازل فرمائی ہو کہ "اے محبوب (ﷺ)! اپنے صحابہ کو دوبارہ کلمہ پڑھائیے، کیوں کہ میرے غیر سے اپنی مشکلوں کے حل کے لئے امداد طلب کرنا (معاذ اللہ) شرک ہے، اور آپ بھی آئندہ ان کے لئے دعا نہ فرمایئے گا کیوں کہ صرف میں ہی اپنے بندوں کی دستگیری فرماتا ہوں، میں نے آپ سمیت کسی کو اس کا اختیار نہیں دیا ہے، لھذا آئندہ احتیاط کیجئے گا۔"......

اگر کوئی قیامت تک ڈھونڈ تا رہے، تب بھی ان شاء اللہ عزوجل اس قسم کی کوئی روایت نہیں دکھا سکتا۔ بلکہ جیسا کہ پیش کردہ صحیح احادیثِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی مخلوق کی حاجت روائی کا اختیار عطا فرمایا ہے، تبھی صحابۂ کرام اور ان کی اتباع میں ہر زمانے کے مسلمان بارگاہِ رسالت ﷺ سے رجوع کرتے رہے ہیں۔ امام اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا،

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

(حدائقِ بخشش)

اس سے پہلے کہ اولیاءِ کرام رضی اللہ عنھم کے مدد فرمانے کے دلائل ذکر کیئے جائیں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مدد فرمانے پر قادر ہونے کے بارے میں ایک ایمان افروز حدیث بیان کردی جائے۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ، میری فرض کی ہوئی محبوب

چیزوں سے زیادہ کسی شے سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا، اور وہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتی کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں، اور جب اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی بصارت بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں ضرور ضرور اسے اپنی پناہ عطا کرتا ہوں۔" (بخاری شریف۔ کتاب الرقاق)

فائدہ :۔ حدیثِ مذکورہ میں، اللہ تعالیٰ کے سماعت، بصارت، ہاتھ اور پاؤں بن جانے سے اس کے ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ اس کی شرح فرماتے ہوئے حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ، "﴿عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (جلد ۱۵۔ صفحہ ۵۷۷)﴾" میں "علامہ دوادی" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ تمام مجاز کے قبیلے سے ہیں (یعنی یہاں ان کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعضاء کی حفاظت فرماتا ہے جیسے بندہ خود اپنے اعضاء کی حفاظت کرتا ہے، تاکہ وہ ہلاکت میں نہ گرے۔" اور ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ "میں اس کے دشمن کے خلاف مدد کرنے میں ایسا ہی ہو جاتا ہوں کہ جیسے (مختلف کاموں میں) معاونت کرنے کے سلسلے میں اس کے یہ اعضاء۔"

اس حدیثِ پاک میں یہ الفاظ بے حد اہمیت کے حامل ہیں، "اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ طلب کرے تو میں ضرور ضرور اسے اپنی پناہ عطا کرتا ہوں۔"

اس وعدۂ خداوندی سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس بھی چیز کا سوال کریں وہ انہیں ضرور عطا کی جائے گی اور اسی

طرح جس بھی نقصان پہنچانے والی شے کے بارے پناہ طلب فرمائیں، انھیں اس سے بچایا جائے گا۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اس کے ساتھ ہی اہلِ ایمان کی "ان کی خدمت میں اپنی حاجات کی تکمیل اور آفات و بلیات سے محفوظ رہنے" کے سلسلے میں رجوع کرنے میں حکمت بھی خوب واضح ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ عام مسلمان اچھی طرح جانتا ہے کہ میرے اعمال اس قابل نہیں کہ وہ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و محبوب کروا سکیں لھذا ہو سکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے براہِ راست طلب کروں تو میری دعا کو شرفِ قبولیت حاصل نہ ہو، لیکن چونکہ ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی عرض "وعدۂ خداوندی" کے باعث رد نہیں کی جائے گی، لھذا اپنی ہر مشکل کے حل اور ہر حاجت کی تکمیل کے لئے ان عظیم الشان قوت رکھنے والی شخصیات سے رجوع کرنا ہی مناسب و بہتر رہے گا۔" اور جب اولیائے عظام کی یہ شان ہے تو انبیاء علیھم السلام کی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟............ اس حدیثِ قدسی میں موجود وعدۂ رب العلی کس طرح پورا کیا گیا، کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا، اس کا اندازہ درجِ ذیل واقعات پڑھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

(اولیائے کرام رضی اللہ عنھم کے مدد فرمانے کے واقعات)

گم شدہ اونٹ واپس دلوا دئے:۔

شریف نامی ایک شخص اپنا بیان کرتا ہے کہ "ایک مرتبہ میں ایک ایسے خوف ناک جنگل سے گزرا جہاں خوف کی وجہ سے ایک بھائی دوسرے بھائی کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ میرے ہمراہ چودہ (۱۴) اونٹ تھے، جن پر شکر لدی ہوئی تھی۔ جب ابتدائے شب میں اونٹوں پر مال لادا جانے لگا تو میں نے دیکھا کہ میرے شکر سے لدے

ہوئے چار اونٹ غائب تھے۔ تلاش بسیار کے باوجود ان کا کہیں پتہ نہ چل سکا، چنانچہ میں قافلے سے الگ ہو گیا اور ساربان بھی میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ پھر صبح کے وقت مجھے خیال آیا کہ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ "جب بھی تمہیں پریشانی آیا کرے تو میرا نام لے کر پکارنا، وہ پریشانی دور ہو جائے گی۔" چنانچہ میں نے پریشانی کے عالم میں ندا کی کہ "یا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ! میرے اونٹ غائب ہو گئے ہیں، میں نے انہیں بہت تلاش کیا ہے لیکن وہ نہیں ملے اور اب تو میں قافلے سے الگ ہو گیا ہوں۔" اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک شخص سفید لباس پہنے ٹیلے پر کھڑے ہو کر اپنی آستین سے اشارہ کر کے مجھے بلا رہے ہیں، میں فوراً ٹیلے پر پہنچا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ غائب تھے، البتہ میرے چاروں اونٹ سامان سمیت ٹیلے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔" (قلائد الجواہر)

منہ مانگی نعمتیں عطا فرمادیں :-

مروی ہے کہ ایک دن سیدنا غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ مجلس میں تشریف فرما تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے جو شخص جو کچھ مانگنا چاہتا ہے، مانگ لے۔" حضرت ابو المسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ "میں ترکِ تدبیر واختیار چاہتا ہوں۔" حضرت محمد بن قائد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے مجاہدے کی قوت چاہیئے۔" حضرت عمر بزاز رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف چاہیئے۔" حضرت ابو محمد حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاحبِ حال بنا دیجئے، کیونکہ میں اس نعمت سے محروم ہو گیا ہوں۔" حضرت جمیل رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے حفظِ وقت کی ضرورت ہے۔" حضرت عمر غزال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے علم میں اضافہ چاہیئے۔" حضرت جلیل صرصری رضی اللہ عنہ نے

عرض کی کہ ”میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک موت نہ آئے، جب تک کہ مقام قطبیت پر فائز نہ ہو جاؤں۔“ حضرت ابو البرکات رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ”مجھے محبت الٰہی میں بے خودی درکار ہے۔“ حضرت ابو الفتوح رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ”مجھے قرآن وحدیث حفظ کروادیں۔“ حضرت ابو الخیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ ”مجھے ایسی معرفت چاہیئے کہ ہدایت وگمراہی پہچان لوں۔“ حضرت ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ مجھے درباں سرائی کی خواہش ہے۔“ حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ مجھے حاجب (یعنی دربان) بننے کی خواہش ہے۔“

سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ان تمام حضرات کی خواہشات سن کر اپنے باطنی تصرف کی برکت سے ان تمام مطالبات کو پورا فرمادیا۔ اس روایت کے راوی فرماتے ہیں کہ ”اللہ عزوجل کی قسم! ان لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں جو انھوں نے طلب کی تھیں۔ چنانچہ

☆ حضرت ابو المسعود رضی اللہ عنہ ترکِ اختیار کی انتہاء کو پہنچ گئے تھے اور ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ وہ خود کہا کرتے تھے کہ ”میرے دل میں میرے مصلے سے آگے کا کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“

☆ محمد بن قائد رضی اللہ عنہ کو مجاہدے پر پورا اختیار مل گیا تھا، آپ عمر کے آخری حصے میں تقریباً چودہ سال زیرِ زمین مجاہدہ کرتے رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ”میں نے بھوک کو بھوکا کر دیا ہے اور پیاس کو پیاسا بنا دیا ہے، نیند کو سلا دیا ہے اور بیداری کو بیدار کر دیا ہے، میں نے ڈر کو ڈرا دیا ہے اور مصائب کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے، اب صرف اللہ تعالیٰ میرے حکم پر غالب ہے۔“

☆ حضرت عمر بزاز رضی اللہ عنہ خوف کے اعلیٰ درجے پر پہنچے۔

☆ حضرت ابو محمد رضی اللہ عنہ پر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے نگاہ فرمائی تو مجلس میں بیٹھے بیٹھے ہی مضطرب ہو گئے۔ بعد میں فرمایا کہ "میرے احوالِ سلبی ایک مدت سے سلب ہو گئے تھے، شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ انھیں میری طرف لوٹادیا۔"

☆ حضرت جمیل رضی اللہ عنہ حفظ و مراعات نفس میں وہ چیزیں حاصل تھیں، جو میں نے دوسروں کے ہاں نہیں پائیں۔ وہ خلا میں اپنی تسبیح کے دانوں کو معلق کر دیا کرتے تھے۔

☆ حضرت عمر غزال رضی اللہ عنہ نے کئی قسم کے علوم جمع کر کے ازبر کر لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے اپنی لائبریری کی ہزاروں کتابیں فروخت کر دیں۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا کہ "اب مجھے ان کتابوں کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام مجھے زبانی یاد ہو چکی ہیں۔"

☆ حضرت ابو البرکات رضی اللہ عنہ پر غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی نگاہ پڑی تو تو آپ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو بے ہوشی کے عالم میں ہی کوفہ پہنچادیا گیا۔ میں نے انھیں کوفہ کے ایک مقام پر حیران کھڑے پایا۔ میں نے انھیں بلایا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہ ہوئے، چنانچہ میں واپس آ گیا۔ چند سال بعد مجھے بصرہ جانے کا اتفاق ہوا تو وہ مجھے اسی حال میں ملے، میں ان کے پاس گیا اور بات کرنا چاہی، مگر آپ نے پسند نہ کی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "اے اللہ! میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ انھیں عقل لوٹا دے تاکہ یہ مجھ سے کلام فرما سکیں۔" چنانچہ وہ میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ میں نے جواب دے کر عرض کی، "آپ کس حال میں ہیں؟" فرمایا، "بھائی! سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک نگاہ نے غیر اللہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔" یہ فرما کر اپنی جگہ واپس چلے گئے، حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال فرمایا۔

☆حضرت ابو الفتوح رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا اور ان کے سامنے جتنے بھی مشکل مسائل آتے حل ہوتے چلے جاتے۔ آپ ساتوں قرأتوں پر ماہر ہو گئے، احادیث ازبر یاد کر لیں، بہت سی کتابوں کو حفظ کر لیا، حتیٰ کہ آپ نے وفات پائی۔

☆حضرت ابو الخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا، تو مجھے اپنے سینے میں ایک نور آتا دکھائی دیا، اسی دن سے مجھے حق و باطل میں فرق محسوس ہونے لگا، حالانکہ پہلے مجھے ان میں بہت شک رہا کرتا تھا۔"

☆حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وزارت پر فائز کر دیا گیا۔

☆اور ابو القاسم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کے دروازے کے دربان کی نوکری مل گئی۔

﴿زبدۃ الآثار۔ للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی رضی اللہ عنہ﴾

حسبِ خواہش چیزیں عطا فرمائیں :-

حضرت بدیع الدین رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں بغداد آیا تو لوگوں کو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی تعریف میں مصروف دیکھا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جس ہستی کے یہ اوصاف بیان کئے جاتے ہیں، ان کو میرے دل کا حال ضرور معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے دل میں سوچا کہ "جب میں حاضر ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام کروں گا تو آپ سلام کا جواب نہ دینگے اور منہ پھیر لیں گے اور اپنے خادم کو حکم دیں گے کہ ایک گچھہ کھجوروں کا اور دو دانگ (یعنی چھ رتی کے وزن کے برابر) پیاز لے کر آؤ اور اس میں ذرہ برابر کمی نہیں ہونی چاہئے اور جب خادم یہ چیزیں لے کر آئے گا تو آپ مجھے ایک مخصوص لباس پہنائیں گے اور میرے سوال سے قبل ہی

اس کا جواب دے دیں گے۔" چنانچہ جب میں آپ کے مدرسے میں حاضر ہوا تو آپ محراب میں تشریف فرما تھے، آپ نے مجھے کچھ ایسی نظروں سے دیکھا کہ میں سمجھ گیا کہ یقیناً میرے دل کا حال آپ رضی اللہ عنہ پر روشن ہو گیا ہے، لہٰذا آپ نے میرے تصور کے مطابق سلام کرنے پر منہ پھیر لیا اور خادم سے فرمایا کہ "جاؤ ایک گچھہ کھجور اور دو وانگ پیاز لے آؤ اور اس میں ذرہ برابر کمی نہ ہو، پھر آپ کا خادم ایک مخصوص لباس' جسکو طاقیہ کہتے ہیں لے کر آیا، جسمیں کھجوروں کا ایک گچھہ بندھا ہوا تھا، پھر دو 'وانگ پیاز بھی لے کر آگیا اور پھر جب وہ لباس مجھ کو پہنایا جا چکا تو آپ نے میرے سلام کا جواب دے کر فرمایا "اے صاحبزادے! تمہارے دل میں یہی سب کچھ تو تھا۔" چنانچہ اس واقعہ کے بعد میں نے آپ کی خدمت ہی اختیار کر لی اور علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا۔ (قلائد الجواہر)

آٹا بڑھا دیا:۔

حضرتِ ابو صالح رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس وقت بغداد میں قحط پڑا اور میرے بیوی بچے فاقے کرنے لگے تو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے اور ایک تھیلی گیہوں کی دے کر فرمایا کہ "اس تھیلی کا منہ اوپر سے بند کر کے ایک کنارہ کھلا رہنے دو اور اسی میں سے گیہوں نکال کر پسوالیا کرو، مگر اسمیں سے کسی کو عاریتاً بھی نہ دینا اور نہ تھیلے کا منہ اوپر سے کھول کر دیکھنا۔"

میں اس میں سے پانچ سال تک گیہوں نکال کر کھاتا رہا، لیکن جب ایک مرتبہ میری بیوی نے تھیلے کو کھول کر دیکھ لیا تو اس میں صرف اتنے ہی گیہوں تھے جو غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائے تھے اور وہ صرف ایک ہی ہفتہ میں ختم ہو گئے، میں نے یہ بات غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے عرض کی تو فرمایا کہ "اگر تم، اس کو اپنے حال پر چھوڑ

دیتے تو تا حیات گیہوں کھاتے رہتے۔" (قلائد الجواہر)

جنوں پر حکومت :۔

حضرتِ عارف ابو الخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں بغداد میں تھا کہ میری فاطمہ نامی بیٹی چھت پر گئی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔ تلاشِ بسیار کے بعد غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ " کرخ کے ویرانہ میں چلے جانا اور وہاں ایک ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے گرد ایک گھیرا کھینچ لینا اور میرا تصور کر لینا اور پھر کہنا" بسم اللہ"، رات کی تاریکی میں تمہارے گرد جنات کے لشکر آئیں گے، ان کی مختلف شکلیں ہو نگی، انہیں دیکھ کر ڈرنا نہیں، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ تمہارے پاس آئے گا اور تمہاری حاجت کے بارے میں پوچھے گا، اسے کہنا کہ مجھے عبد القادر نے بھیجا ہے، تم میری لڑکی کو تلاش کرو۔"

میں اس ویرانے میں پہنچ گیا اور آپ کے بتائے ہوئے تمام طریقوں پر عمل کیا۔ رات کی تاریکی میں ہیبت ناک جنات کے لشکر اس گھیرے کے باہر سے گزرتے رہے، سحری کے وقت جنات کا بادشاہ گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا، اس کے گرد جنوں کا ایک ہجوم تھا، وہ دائرے کے باہر میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور پوچھا کہ "مجھ سے کیا کام ہے ؟" میں نے اسے بتایا کہ "مجھے غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے." وہ نام سنتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور زمیں بوس ہوا۔ جنوں کے تمام لشکر دائرے کے باہر بیٹھ گئے، میں نے اپنی لڑکی کے گم ہونے سارا واقعہ بتایا اس نے تمام جنوں کو مخاطب کر کے کہ "کوئی جانتا ہے کہ اس کی لڑکی کو کون لے گیا ہے ؟" جنات، ایک چینی جن کو پکڑ لائے۔ بادشاہ نے پوچھا "تم اس کی لڑکی کو کیوں لے گئے تھے ؟" اس نے عرض کیا "میں اس پر عاشق ہو گیا تھا۔" بادشاہ نے حکم دیا کہ "اس چینی جن کی گردن اڑا دی

جائے۔" اور پھر لڑکی کو میرے حوالے کر دیا۔ میں نے اس سے کہا "میں نے آپ جیسا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمانبردار نہیں دیکھا؟ وہ کہنے لگا، "خدا عزوجل کی قسم! جب سید عبد القادر رضی اللہ عنہ ہماری طرف نگاہ کرتے ہیں تو زیرِ زمین کے سارے جنات کانپنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قطبِ وقت کا تعین کرتا ہے تو تمام جن وانس اس کے تابع فرمان کر دیئے جاتے ہیں۔" (زبدۃ الآثار)

سبحان اللہ! جب غلاموں کی یہ شان ہے تو سر دارو آقا ﷺ کا عالم کیا ہو گا؟

سردرد دور کردیا :۔

غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص اصفہان سے حاضر ہوا اور عرض کی "میری بیوی کے سر میں سخت درد ہے، تمام معالج اس کے علاج سے اعترافِ عجز کر چکے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا "یہ کام تو ایک جن کا ہے جس کا نام خانس ہے اور وہ سیلون میں رہتا ہے اب تم اپنی بیوی کے کان میں جا کر کہو کہ، خانس تمہیں بغداد سے سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ پھر یہاں دوبارہ نہ آنا ورنہ مارے جاؤ گے۔" وہ اصفہانی کہتا ہے کہ "میں نے آپ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا تو اس کے بعد سے آج تک میری بیوی کو سر درد نہ ہوا۔" (زبدۃ الآثار)

لاعلاج مریضوں کا علاج :۔

حضرتِ ابو عبد اللہ محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میرے والد اکثر غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتے تھے، وہ تیرا سال تک آپ کی کرامات کا مطالعہ کرتے رہے۔ ان کی کرامات میں سے ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ "جو مریض تمام طبیبوں سے لا علاج ہو جاتا، اسے آپ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ دعا فرماتے اور اپنا دستِ مبارک اس کے بدن پر پھیر دیتے تو وہ شفایاب ہو جاتا۔" ایک مرتبہ خلیفہ مستنجد

کے عزیزوں میں سے ایک شخص آیا جسے استسقاء کی بیماری تھی، اس بیماری سے اس کا پیٹ پھول گیا تھا، آپ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ یوں ہو گیا کہ جیسے بالکل تندرست ہے۔" (زبدۃ الآثار)

کھانسی وبلغم ہمیشہ کے لئے دور کر دئیے :-

حضرت عارف ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں چھوٹا ہی تھا کہ مجھے بخار یا زکام کی وجہ سے بلغم نے زور کیا۔ میں غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے احتراماً کھانسنا یا تھوکنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے محمد! گھبراؤ نہیں، اس کے بعد نہ بلغم ہو گی، نہ کھانسی۔" چنانچہ اس دن کے بعد سے آج تک مجھے یہ دونوں چیزیں نہیں ہوئیں حالانکہ اس واقعہ کو تراسی (۸۳) سال گزر چکے ہیں۔"

(زبدۃ الآثار)

دریا کو بڑھنے سے روک دیا :-

ایک بار دریائے دجلہ میں طغیانی آئی تو بغداد شہر کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور امداد کے طالب ہوئے، آپ نے اپنا عصا پکڑا اور پانی کے کنارے پر ایک زوردار ضرب لگائی اور فرمایا "یہاں تک ہی۔" چنانچہ پانی وہاں ہی رک گیا، آگے نہ آسکا۔ (زبدۃ الآثار)

حیرت انگیز تصرف :-

ابو یسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "عبدالصمد بن ہمام، غوثِ پاک رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ منحرف تھا اور آپکی کرامتوں کا انکار کرتا تھا۔ لیکن ایک دور ایسا آیا کہ وہ پابندی سے آپ کی مجلس میں حاضر ہونے لگا، جس کی وجہ سے لوگوں کو تعجب ہوا۔ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد لوگوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا "یہ

میری بد قسمتی تھی کہ میں آپ کی کرامات کو نہ مانتا تھا۔ لیکن ایک دن میں آپ کے مدرسے کے سامنے سے گزر رہا تھا تو نماز کے لئے اذان ہو رہی تھی، مجھے اس وقت بیت الخلاء میں جانے کی حاجت تھی، لیکن میں نے سوچا کہ اذان تو ہو ہی رہی ہے، نماز سے فارغ ہو کر قضائے حاجت کو جاؤں گا چنانچہ میں منبر کے پاس بیٹھ گیا لیکن مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ آج جمعہ کا دن ہے، جسکی وجہ سے لوگوں کا انتارش ہو گیا کہ میرے لئے وہاں سے نکلنا ممکن نہیں رہا۔ بیت الخلاء کی حاجت بڑھتی ہی جا رہی تھی، حتی کہ جس وقت آپ منبر پر تشریف لائے تو مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میری جان نکل جائے گی۔ ان حالات کی وجہ سے میرے دل میں آپ سے موجودہ بغض میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ قریب تھا کہ میرا پاخانہ خطا ہو جائے، لیکن مجھے یہ فکر تھی کہ جب بدبو پھیلے گی تو لوگ کیا کہیں گے؟ اور یہ سوچ کر میرا دم گھٹنے لگا کہ اچانک غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے چند سیڑھیاں اتر کر اپنی عبا میرے اوپر ڈال دی، اس وقت میں نے دیکھا کہ میں ایک سرسبز باغ میں ہوں جہاں چشمہ جاری ہے۔ وہاں میں نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا اور دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کیں۔ جب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے اپنی عبا ہٹائی تو میں اسی جگہ بیٹھا ہوا تھا، لیکن میری حالت درست ہو چکی تھی اور میرے اعضاء وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس وقت میری عقل زائل ہونے لگی، جب سب لوگ جانے لگے تو میں اپنا رومال اور چابی تلاش کرنے لگا لیکن وہ مجھے نہ ملی۔ چنانچہ میں اپنے گھر واپس آگیا پھر مجھے کسی کام سے بغداد کے باہر جانا پڑ گیا۔ جب میں بغداد سے تین یوم کی مسافت طے کر کے ایک ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں بہت ہی سرسبز باغ اور چشمہ جاری تھا، میرے ساتھیوں نے کہا" کہ آگے پانی نہیں ملے گا اس لئے اسی جگہ نماز بھی ادا کر لیں اور کھانا بھی کھا لیں۔" مجھے بار بار احساس ہو رہا تھا کہ جیسے کچھ عرصہ پہلے میں یہ

مقام دیکھ چکا ہوں پھر جب میں ایک جگہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا گمشدہ رومال، جس میں چابی بندھی ہوئی تھی، وہاں پڑا ہے، یہ دیکھ کر قریب تھا کہ میں دیوانہ ہو جاؤں، غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے تصرف نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا، چنانچہ سفر سے واپسی پر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ خدمت میں حاضری اپنے اوپر لازم کر لی۔"

(قلائد الجواہر)

فائدہ:۔ جو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، ایک شخص کو تین دن کی مسافت پہنچانے پر قادر ہیں کیا وہ دور سے امداد کرنے پر قادر نہ ہوں گے؟

عذابِ قبر دور فرمادیا:۔

غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی ،"گزشتہ رات، خواب میں میرے والد مرحوم نے مجھ سے کہا کہ "مجھے عذابِ قبر میں مبتلاء کر دیا گیا ہے، تم غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر میرے لئے دعائے مغفرت کراؤ۔" غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ "کیا تمہارے والد کبھی میرے مدرسے کے سامنے سے گزرے تھے؟" اس شخص نے جواب دیا "جی ہاں۔" یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار کر لی، پھر وہ شخص آپ کے پاس سے گھر چلا گیا۔ رات کو اس نے اپنے والد کو خواب میں انتہائی خوش و خرم دیکھا، انہوں نے سبز لباس پہن رکھا تھا اور فرما رہے تھے کہ "غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے میرا عذاب ختم کر دیا ہے اور انہیں کے فیض سے مجھے یہ لباس پہنایا گیا ہے، لہٰذا میں تجھے ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی خدمت میں حاضری اپنے لئے لازم کر لے۔" اس شخص نے یہ واقعہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ "خدا عزوجل کی قسم! مجھ سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی میرے مدرسے کے پاس سے گزر جائے گا تو اس کے

عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی۔" (زبدۃ الآثار)

ولی کی حفاظت پر یقین رکھنے کی فضیلت :۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم طور کے راستے پر چل رہے تھے، دورانِ سفر آرام کے لئے ایک جگہ اترے، وہاں ترکوں کی ایک جماعت بھی قیام پزیر تھی۔ انہوں نے ہمیں پیغام بھجا کہ "اگلا سفر ہمارے ساتھ مل کر کرو۔" ہم نے پوچھا "کس لئے؟" وہ بولے "یہ راستہ خوفناک ہے، ہمارے پاس اسلحہ ہے، راستے کی شدتوں اور مصیبتوں سے ہم تمہیں اس اسلحہ کے ذریعے محفوظ کرلیں گے۔" ہم نے انہیں جواباً کہا کہ "ہمارے پاس بھی اسلحہ ہے۔" انہوں نے پوچھا کہ "تمہارے پاس کون سا اسلحہ ہے؟" ہم نے جواب دیا "ہمارا اسلحہ حضرت محمد حفنی رضی اللہ عنہ ہیں۔"

یہ سن کر وہ ٹھٹھے کرنے لگے، میں نے کہا "قسم بخدا اب ضروری ہو گیا ہے کہ ہم تم سے الگ ہٹ کر سفر کریں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا اسلحہ تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے یا نہیں؟" چنانچہ! ہم انہیں وہیں چھوڑ کر آگے چل دیئے اور صحیح وسلامت بغیر کسی تکلیف کے سویس جا پہنچے، جبکہ دوسری جانب اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ تُرک مصیبت میں مبتلاء ہو گئے، مشکلات نے انہیں گھیر لیا کچھ مر گئے اور کچھ بچ تو گئے مگر انھیں شدید تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔" ﴿جامع کرامات اولیاء﴾

شفاء عطا فرما دی :۔

حضرت محمد خان نقشبندی رضی اللہ عنہ کے خادم نے آپ کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ "میرا ایک نوعمر لڑکا شدید بیمار ہو گیا حتی کہ موت کے کنارے تک جا پہنچا، میں رات کے وقت اسے اٹھا کر حضرت کی سرائے میں لے گیا۔ آپ مراقبہ میں تھے، میں نے لڑکے کو آپ کے سامنے رکھ دیا اور آپ سے اس کے لئے دعا کی درخواست کی تاکہ

اسے شفاء نصیب ہو۔ آپ نے صرف ایک نظر اس پر ڈالی دیکھتے ہی دیکھتے اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرمادی۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

ناجائز محبت کا خاتمہ کروا دیا :۔

آپ کا ایک مرید ذکر کرتا ہے کہ "مجھے ایک عورت سے شدید محبت ہو گئی اور میں اس کے ساتھ برائی میں مبتلاء ہونے کے قریب پہنچ گیا، آخرِ کار انتہائی پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ "حضرت! اب میرے اور ارتکابِ گناہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا، اگر میں گناہ میں مبتلاء ہو گیا تو یہ بات یقیناً اللہ کریم کے ہاں آپ کے لئے باعثِ عار ہو گی کیونکہ میری حفاظت آپ کے ذمے ہے۔" آپ کو میرا یہ مسئلہ بہت اہم معلوم ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ " کہہ دے "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ (یعنی نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی قوت صرف اللہ عزوجل کی توفیق سے ہے)۔

میں نے جواباً عرض کیا "سبحان اللہ! یہ تو میں ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں (اب بھی پڑھ لیا تو کیا فائدہ ہوگا؟) آپ فرمانے لگے "میرے کہنے پر ایک دفعہ کہہ تو دے۔" میں نے کہہ دیا، پھر کیا تھا؟ یوں محسوس ہوا کہ میرے اور اس عورت کے درمیان ایک بہت عظیم دیوار حائل ہو گئی ہے، اور تین سال تک کے لئے میری قوتِ شہوت بالکل ہی ختم ہو گئی۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

پتھری دور فرما دی :۔

آپ کے پوتے شیخ عبد المجید خانی بیان فرماتے ہیں کہ "میرے سب سے بڑے چچا شیخ احمد کو مثانے میں پتھری کی وجہ سے تکلیف تھی، قضائے حاجت کے وقت تو شدتِ الم سے وہ بے قرار ہو جاتے، کئی کئی دن بیمار رہتے تھے۔ اطباء تھک گئے مگر

کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حضرت نے انہیں تعویذ لکھ کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ "اسے برتن میں پانی میں ڈال دیں اور پانی پیا کریں۔" زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ سنگریزہ قوت کے ساتھ پیشاب میں باہر نکل آیا اور جب طشتری میں گرا تو دو ٹکڑے ہو گیا اور الحمد للہ اس کے بعد چچا جان آج تک بخیر و عافیت ہیں۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

آنکھ ٹھیک کر دی :۔

شیخ ثقہ حضرت عرفات مصری بیان کرتے ہیں کہ "حضرت شیخ محمد طرابلسی اپنے مریدوں کو ملنے ہمارے شہر منصورہ تشریف لائے، منصورہ میں آپ کے مریدوں کی بڑی کثرت تھی، بہت بڑا مجمع لگ گیا اور حسبِ عادت آپ کی تشریف آوری پر مرید بہت خوش تھے میں بھی آپ کی محفل میں حاضری سے مشرف ہوا۔ میرا ماموں زاد بھائی محمد عزام بھی آپ کے ساتھ تھا اس کی آنکھ میں شدید درد تھا، چار ماہ سے علاج کرتے، طبیب عاجز آچکے تھے اور بالکل آرام نہیں آرہا تھا۔

جب ہم شیخ سے وداع ہو کر آپ کی مجلس سے اٹھنا چاہا تو میرے مذکورہ ماموں زاد بھائی نے حضرت کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور اسے آنکھ پر رکھ کر اوپر نیچے پھیرا تاکہ آپ کی برکت سے شفاء حاصل ہو، پھر ہم واپس پلٹے۔ رات کا وقت تھا، صبح ہوئی تو ہم نے اس کی آنکھ کو دیکھا، وہ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اور مرض کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ ہم پہلے ہی حضرت کے معتقد تو تھے ہی، اب اعتقاد میں اور اضافہ ہو گیا اور ہمیں تحقیق ہو گئی کہ یہ آپ کی کرامت ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۰۵ھ میں پیش آیا، اسی سال آپ حج کے لئے مکہ مشرفہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا وصال ہوا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدد فرمائی :۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں لکھا ہے، جنابِ حیدرِ کرار

اور ان کے دونوں شہزادوں (سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما) نے آدھی رات کو کسی کہنے وا
لے کو یہ کہتے سنا

يَا مَنْ يُّجِيبُ دُعَاءَ الْمُضطَرِّ فِي الظُّلَمِ
يَاكَا شِفَ الضُّرِّ وَ الْبَلْوٰى مَعَ السَّقَمِ
وَفْدُكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَبَهُوْا
وَاَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْ مُ لَمْ تَنَمِ
هَلْ لِّيْ بِجُوْدِكَ فَضْلُ الْعَفْوِعَنْ ذَلَلِيْ
يَا مَنْ اِلَيْهِ رَجَا ءُ الْخَلْقِ فِي الْحَرَمِ
اِنْ كَا نَ عَفْوَكَ لَاْيَرْجُوْهُ ذُوْ خَطَاءٍ
فَمَنْ يَّجُوْدُ عَلَى الْعَا صِمِيْنَ بِالنِّعَمِ

﴿جامع کراماتِ اولیا﴾

ترجمہ :۔اے ذات اقدس! جو تاریکیوں میں مضطرو بے تاب کی دعا سنتی ہے ،اے ذاتِ اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور ضرر کو دور فرماتی ہے ، تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے ارد گرد سو گئے ہیں، لیکن اے زندہ و کائنات کے سہارے! تو تو کبھی نہیں سویا کرتا، کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا، حرم میں تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر تو مخلوق اکٹھی ہے، اگر خطاکار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گناہ گاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارشیں برسائے گا؟

جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا ''ان اشعار والے کو تلاش کرو۔'' وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا ''امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو۔'' وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جنابِ امیر المومنین کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے پوچھا'' میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں، اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔'' وہ عرض کرنے لگا کہ

"میں لھو و لعب اور گناہ میں مبتلاء ایک آدمی تھا، میرے والد مجھے نصیحت فرماتے اور کہا کرتے کہ "اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں، جو ظالموں سے دور نہیں ہیں لہٰذا ایسا مت کر۔" لیکن میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہتا، جب انہوں نے باربار نصیحتیں کیں تو ایک دن میں آپے سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ "مجھے بد دعادیں گے اور استغاثہ لے کر دربارِ خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔" انہوں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بد دعا دی، ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا ۔میں اپنے کیئے پر سخت نادم تھا، میں نے بڑی مدارت سے انہیں راضی کرنا چاہا، انہوں نے وعدہ فرما لیا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بد دعا دی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا، اچانک اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا، وہ وہاں وفات پا گئے۔" جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر تیرا باپ تجھ سے راضی تھا تو اللہ کریم بھی تجھ سے راضی ہے۔" اس نے کہا "بخدا باپ تو راضی تھا۔" جناب حیدرِ کرار اٹھے، کئی رکعتیں پڑھیں اور کئی مخفی دعائیں فرمائیں جو اللہ کریم ہی جانتا ہے، پھر فرمایا کہ "مبارک ہو! کھڑا ہو جا۔" وہ اٹھا اور چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا۔ پھر جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے "اگر تو باپ کے راضی ہو جانے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لئے دعا نہ مانگتا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا :-

سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے یہ کرامت منقول ہے کہ "آپ کے محبّوں میں سے ایک سیاہ رنگ کے غلام نے چوری کی، اسے پکڑ کر سرکارِ مرتضوی میں لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا "کیا تو نے چوری کی ہے؟" وہ کہنے لگا "جی ہاں۔" جناب

حیدرِ کرار نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔وہ جب وہاں سے نکلا تو اسے حضرتِ سلمان فارسی اور ابن الکواء رضی اللہ عنہ ملے۔ حضرتِ ابن الکواء نے پوچھا "تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ؟" وہ کہنے لگا" امیر المومنین ، یعسوب المسلمین (یعنی مسلمانوں کے رئیس)، خَتَن (یعنی داماد) رسول ﷺ اور زوجِ بتول، علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کاٹا ہے۔" حضرتِ ابن الکواء رضی اللہ عنہ نے فرمایا" انھوں نے ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی مدح کرتا ہے ؟" جواب میں کہنے لگا "میں ان کی مدح کیوں نہ کروں، انھوں نے میرا ہاتھ حق کی وجہ سے کاٹا ہے اور مجھے یہ سزا دے کر جہنم سے بچایا ہے۔" حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو بتائی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کالے غلام کو طلب فرمایا، اس کا ہاتھ اس کی کلائی کے ساتھ رکھا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور اپنی بابرکت دعاؤں سے نوازا ، ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ "اس کے ہاتھ سے کپڑا ہٹادو۔" ہم نے کپڑا ہٹایا تو اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

فالج زدہ عورت کو ٹھیک کر دیا :۔

علامہ قرشی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو بکر مالکی مصری رضی اللہ عنہ کی ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ "آپ ایک فالج کی ماری ہوئی عورت کے قریب سے گزرے تو وہ کہنے لگی آپ کے پاس راہ خدا میں دینے کے لیے کوئی چیز ہے ؟" آپ نے فرمایا" میرے پاس دنیا کی تو کوئی چیز نہیں ہے، ہاں ہاتھ آگے بڑھا۔" اس نے ہاتھ بڑھایا آپ نے اسے پکڑ کر کھڑا کر دیا، کھڑے ہوتے ہی وہ حکم خداوندی سے اٹھ کر چلنے لگ گئی۔

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

بیل واپس دِلوا دیا :۔

حضرت یافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "مجھے ایک نیک بھائی نے بتایا کہ

حضرت محمد بن حسین بجلی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا "میرا بیل چوری ہو گیا۔" آپ نے فرمایا "تجھے اپنا بیل چاہیئے ؟" کہنے لگا "جی ہاں۔"، فرمایا "فلاں جگہ جا، وہاں ایک بزرگ ہل چلا رہے ہوں گے، ان سے بیل لئے بغیر نہ ٹلنا۔" (اس شیخ سے مراد خود ان کے مرشد حضرت شیخ یمن محمد حکمی رضی اللہ عنہ تھے۔) حسبِ ہدایت وہ شخص حضرت کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا کہ "میرا بیل مجھے دے دیں۔" انھوں نے فرمایا، "مجھے تیرے بیل کا کیا معلوم ؟" آپ کے منع کرنے کے باوجود وہ شخص بالکل پیچھے پڑ گیا اس کا خیال یہ تھا کہ یہی شیخ میرا بیل چرانے والے ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ شیخ نے پوچھا "تجھے کس نے یہ بات کہی ؟" اس نے جواب دیا کہ "مجھے یہ بات محمد بن حسین بجلی رضی اللہ عنہ نے بتائی۔" پھر کہنے لگا "مجھے میرا بیل دیں' ان لمبی باتوں کو چھوڑیں۔" آپ نے فرمایا "یہ تو بتا کہ تیرا بیل کیسا تھا ؟" وہ کہنے لگا "واہ جی' واہ! آپ میرا بیل بھی چراتے ہیں اور پھر اس کی صفات سے بے خبری کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔" آپ نے مراقبہ فرمایا پھر کہا کہ "فلاں جگہ جا، وہاں تیرا بیل ایک درخت کے ساتھ بندھا ہوا ہو گا، اسے کھول کر لے لے۔" وہ اس جگہ پہنچا تو شیخ رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق بیل کو وہیں موجود پایا۔"

﴿جامع کرامات اولیاء﴾

ولی نے اپنے تصرف سے چور کو قدموں میں بلوا لیا :-

شیخ صالح و عابد اسماعیل کروی بیان کرتے ہیں کہ "میرے والد نے بیان فرمایا کہ جب ملک کامل نے مشرقی علاقہ کا رخ کیا تو ہم بالس کے مقام پر اترے، ہم امراء کی ایک جماعت تھے۔ میں نے فخر الدین عثمان کے ساتھ حضرت ابو بکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ہم آپ کی خدمت میں تھے کہ ایک فوجی آیا اور کہنے لگا "سرکار! میرے پاس خچر تھا اور اس پر پندرہ ہزار درہم تھے وہ کہیں گم ہو گیا ہے، لوگوں نے مجھے

آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اب آپ میری اس مشکل کو حل فرمائیں۔" حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" عزتِ معبود کی قسم! بیٹھئے، اسے پکڑنے والے کے لیے زمین تنگ ہو گئی ہے اور اس کے لئے ہمارے اس مکان کے راستے کے علاوہ بقیہ تمام راستے بند کر دیے گئے ہیں، وہ ابھی آتا ہے جو نہی وہ آ کر بیٹھے گا، میں تجھے اٹھنے کا اشارہ کروں گا تو اٹھ کر اپنا خچر اور مال لے لینا۔" ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ ایک آدمی آکر مجلس میں بیٹھ گیا۔ شیخ نے فوجی کو اشارہ کیا، وہ اٹھ کر باہر گیا تو ہم بھی تجسّس میں اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، باہر جا کر دیکھا کہ خچر اور مال دروازے پر موجود ہے۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

چور اور بکریوں کا مقام بتا دیا :۔

حضرت شیخ صالح اسماعیل کردی کہتے ہیں کہ "میرے پاس کچھ بکریاں تھیں جن پر ایک چرواہا مقرر کیا ہوا تھا، وہ ایک دن صبح انہیں چَرانے نکلا مگر عادت کے مطابق شام کو واپس نہ پلٹا، میں نے اسے کافی تلاش کیا، مگر وہ نہ ملا اور نہ ہی اس کی کوئی خبر حاصل ہوئی۔ میں اس مسئلے کے حل کی نیت سے حضرت شیخ محمد رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلا، قریب پہنچا تو آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا پایا، مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے "بکریاں گم ہو گئیں ہیں؟" میں نے اثبات میں جواب دیا فرمایا" بارہ آدمیوں نے انہیں ہانک لیا ہے اور فلاں وادی میں چرواہے کو باندھ گئے ہیں، میں نے اللہ تعالی سے دعاء کی تھی کہ ان پر نیند مسلط کر دے میری دعاء قبول ہو گئی ہے، آپ فلاں جگہ جائیں وہ سوئے ہوئے ہوں گے، بکریاں سب بیٹھی ہوں گی، صرف ایک کھڑی ہو کر اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہو گی۔" آپ نے جس جگہ کی نشاندھی فرمائی تھی میں وہاں گیا تو معاملہ آپ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھا کہ سب چور سو رہے تھے، تمام بکریاں بیٹھی تھیں صرف ایک کھڑی ہو کر اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، میں تمام بکریاں اپنے گاؤں

واپس ہانک لایا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

چوری شدہ سامان واپس دلوا دیا :۔

ایک مرتبہ سردیوں کے دنوں میں حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب (متوفی ۲۷۱ھ) کے کسی خادم کی چوری ہو گئی وہ آپ کے درِ دولت پر حاضر ہوا مگر آپ عادت کے مطابق سویرے سویرے جامع میں تشریف لے جا چکے تھے، وہ وہیں حاضر ہوا مگر اس کے بولنے سے پہلے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ "گھر چلا جا چور سامان واپس کر گیا ہے۔" وہ گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی سامان موجود تھا۔ آپ سے مروی ہے کہ "میں نے جب بھی حضور ﷺ سے مدد چاہی، آپ نے مدد فرمائی اور میں نے آپ ﷺ کو ظاہری نظروں سے دیکھا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

پانی عطا فرما دیا :۔

آپ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ "آپ ایک مرتبہ ایک بڑے قافلے کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ جب مقامِ محرم پر صحرا میں پہنچے تو وہاں کا کنواں خشک ہو چکا تھا، پانی کہیں موجود نہیں تھا، پیاس کی شدت سے لوگوں کا برا حال ہو گیا۔ صورتِ حال جان لیوا ثابت ہو رہی تھی چنانچہ سب لوگوں نے پانی کے لئے آپ کا دامن تھام لیا۔ ان کے اصرار پر آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ "وادی کے کنارے پر جا کر یوں کہو، "یاوادیاہ (یعنی اے وادی مدد کر۔)" لڑکے نے اسی طرح کیا، جب لڑکا پلٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ پانی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

فوت شدہ بیوی سے ملاقات کرا دی :۔

منقول ہے کہ "ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا، جس کے ساتھ اسے والہانہ پیار تھا، اسے اس کا بے حد صدمہ ہوا۔ یہ شخص حضرت ابو عبد اللہ محمد

بن موسیٰ (متوفی ۶۰ ۷ھ) کا قریبی دوست تھا چنانچہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال سنا کر عرض کی کہ "میں چاہتا ہوں کہ وہ جس حال میں بھی ہے اسے دیکھ لوں۔" حضرت نے معذرت چاہی اور اس کی بات نہ مانی۔ وہ کہنے لگا "میں حاجت پوری ہوئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔" چونکہ حضرت کے ہاں اس کی قدر و منزلت تھی، لہٰذا آپ نے اسے تین دنوں کی مہلت دی۔ پھر اسے ایک دن بلا کر فرمایا "اس مکان میں اپنی بیوی کے پاس چلا جا۔" وہ کمرے میں گیا تو بیوی کو خوب صورت حال میں پایا، اس نے شاندار لباس پہن رکھا تھا، حال پوچھنے پر بتانے لگی کہ "بالکل خیر و عافیت سے ہوں۔" وہ اس بات سے بہت خوش ہوا، حضرت کی خدمت میں خوشی خوشی مطمئن دل کے ساتھ واپس آیا۔ اب اس کے دل سے غم واندوہ میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا تھا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

آٹا بڑھا دیا :-

حضرت بہاؤالدین نقشبند (متوفی ۷۹۱ھ) کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ "حضرت شیخ قدس سرہ میری ملاقات کو تشریف لائے، میں بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میرے پاس آٹا تک نہ تھا، میں جلدی سے جا کر آٹے کا ایک تھیلا لے آیا۔ آپ نے مجھے فرمایا "اس آٹے سے گوندھتے رہو اور کسی کو اس کی کمی وبیشی کی اطلاع نہ دینا۔" آپ دس ماہ تک میرے پاس قیام پزیر رہے۔ مرید اور دوست آپ کی زیارت کے لئے مسلسل میرے گھر آتے رہے اور ہم اسی تھیلے سے آٹا لے کر انہیں روٹی کھلاتے رہے وہ بدستور پورے کا پورا رہا۔ پھر میں نے یہ راز حضرت کے حکم کے برخلاف اہلِ خانہ کو بتا دیا، چنانچہ برکت جاتی رہی اور تھوڑے ہی وقت میں آٹا ختم ہو گیا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

تربوز کھلا دیا :-

شیخ محمد زاہد کہتے ہیں کہ "دورانِ سلوک فصلِ ربیع میں میں حضور

(بہاؤ الدین نقشبند) کی خدمتِ عالیہ میں بیٹھا تھا۔ میرا جی تربوز کھانے کو چاہا، میں نے حضرت سے تربوز مانگا، ہمارے قریب ہی پانی بہتا تھا، فرمانے لگے "اس پانی پر جاؤ، وہاں تربوز مل جائے گا۔" میں وہاں گیا تو پانی میں ایک تربوز پایا، جو بالکل اسی وقت تازہ تازہ توڑا گیا تھا۔ اس واقعے کے بعد حضور کی ذاتِ اقدس پر مجھے پورا اعتقاد ہو گیا۔

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

مدینہ :یاد رہے کہ کسی سے خلافِ عادت کام کے ظہور کی بناء پر اسے ولی ماننا اور نہ ظاہر ہونے کی بناء پر حسنِ عقیدت ختم کر لینا درست نہیں بلکہ ولایت کا معیار شریعت وسنت پر استقامت کو ہی قرار دینا چاہیئے۔

محاصرے سے نجات دلوادی :۔

ایک مرتبہ صحرا قبچاق کی فوج نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا، لوگوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی، بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ امیر بخارا نے اپنے خاص لوگوں میں سے ایک گروہ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب ہم کلی طور پر دشمن کے مقابلے سے عاجز آ گئے ہیں، ہماری تدبیریں خاک میں مل گئیں ہیں اور سب اسباب کے رشتے ٹوٹ گئے ہیں، آپ کی ذات کے بغیر اب ایسی کوئی جائے پناہ نہیں جو ان ظالموں سے ہمیں بچا سکے، آپ اللہ کریم کے سامنے تضرع وزاری کریں تاکہ وہ ذاتِ پاک ان کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بچائے، یہی تو مدد اور ہاتھ پکڑنے کا وقت ہے۔" حضرت نے وفد کو فرمایا ہم ذاتِ یکتا کے سامنے عاجزی وزاری کریں گے، پھر دیکھتے ہیں کہ رب العزۃ جل مجدہ کیا فیصلہ صادر فرماتا ہے، صبح ہوئی تو آپ نے وفد سے فرمایا کہ "مجھے چھ دنوں کے بعد اس بلا سے نجات کی بشارت دی گئی ہے، تم جاؤ اور اپنے امیر کو اطلاع کر دو۔" بخارا والے یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے، پھر آپ کے ارشاد کے مطابق ہی

معاملہ ہوا، چھ دنوں کے بعد دشمن کی فوج نے شہر کا محاصرہ توڑ دیا اور سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

بیٹا عطا فرما دیا :۔

آپ ہی کے ایک مرید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ "ایک دن میں نے حضرت سے درخواست کی کہ اللہ تعالی سے دعاء کریں مجھے لڑکا عطا ہو، آپ نے دعا فرمائی، آپ کی دعاء کی برکت سے لڑکا پیدا ہوا مگر کچھ عرصہ بعد وہ مر گیا۔ میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا، فرمانے لگے کہ "تم نے ہم سے درخواست کی تھی کہ لڑکا پیدا ہو اللہ کریم نے لڑکا عطا فرمایا، پھر وہی اسے لے بھی گیا، لیکن ہمیں اللہ تعالی پر بھروسہ ہے کہ وہ فقیر کی دعاء سے تمہیں دو لڑکے مزید عطا فرمائے گا اور وہ لمبی عمر پائیں گے۔" واقعی کچھ عرصے بعد میرے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے، جن میں سے ایک بیمار ہو گیا میں نے پریشان ہو کر حضرت کو اطلاع دی آپ نے فرمایا، "پریشان کیوں ہوتے ہو؟ وہ میرا لڑکا ہے، اکثر بیمار ہو کر شفاء پاتا رہے گا۔" پھر جس طرح حضور نے فرمایا ویسے ہی ہوتا رہا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

لُٹا ہوا مال واپس دلوادیا :۔

ایک شخص حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل (متوفی ۷۷۸ھ) کی زیارت کے لئے آرہا تھا کہ راستے میں ڈاکو مل گئے اور اس کے کپڑے اور دراہم وغیرہ چھین لئے۔ اس نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا، پھر کہنے لگا "میں اس وقت تک آپ کا کھانا نہیں کھاؤں گا کہ جب تک آپ مجھے میرا حق واپس نہیں دلا دیتے۔" حضرت اسے اپنے دادا جان حضرتِ یوسف رضی اللہ عنہ کی قبر پر لے گئے آپ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کو کوئی کسی کام پر مجبور کرتا تو آپ اسے اپنے دادا کی قبر پر

لے جاتے' تاکہ کرامت کا ظہور دوسرے کے ہاتھ پر ہو اور ان کا حال پوشیدہ رہے۔ وہ راوی کہتے ہیں "جب ایک ساعت ہم قبر کے پاس بیٹھ چکے' تو مجھے فرمانے لگے "تم قبر کے پیچھے کیا دیکھتے ہو ؟" میں اُٹھا' تاکہ قبر کے پیچھے دیکھوں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا کپڑا درہموں سمیت پڑا ہے اور درہم پورے کے پورے ہیں۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

پانی عطا فرما دیا :۔

حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے ساتھ سفر میں تھے کہ پانی ختم ہو گیا، پانی کا مقام وہاں سے بہت دور تھا۔ گھر والے پیاس کی شدت سے بے تاب تھے۔ شتربان کہنے لگا کہ "اس جگہ پانی کا کوئی علم نہیں۔" حضرتِ مذکور نے مشکیزہ لیا اور تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ تھا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

سراپا سونا بنا دیا :۔

ایک شخص نے حضرت شمس الدین حنفی (متوفی ۸۴۷ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "حضور ! میں بال بچے دار مفلوک الحال آدمی ہوں، آپ مجھے علمِ کیمیاء (سونا بنانے کا فن) سکھا دیں۔" حضور نے فرمایا "ایک سال ہمارے پاس اس شرط پر رہو کہ جب تمہارا وضو جاتا رہے تو نیا وضو کر کے دو نفل پڑھ لیا کرو۔" اُس نے اِس شرط پر رہنا منظور کر لیا۔ جب مقررہ عرصے سے صرف ایک دن باقی تھا، حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا "حضور ! وقت پورا ہو رہا ہے۔" آپ نے فرمایا "کل تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔" دوسرے دن آیا تو آپ نے فرمایا "اٹھ اور کنویں سے وضو کے لئے پانی بھر لا۔" اس نے کنویں سے ڈول بھرا تو وہ سونے سے پُر تھا۔ وہ کہنے لگا "حضور والا ! اب تو میرے جسم میں ایک بھی بال ایسا نہیں جسے سونے کی خواہش ہو۔"

حضرت نے فرمایا"پھر پانی وہاں ہی بہادے اور اپنے شہر چلا جا، اب تو سر تاپا کیمیاء بن گیا ہے۔وہ اپنے شہر آگیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کر دیا اور اس سے لوگوں کو بے حد نفع پہنچا۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

نداء کی برکت سے شفاء :۔

حضرتِ مذکور کی زوجہ شدید بیمار ہو گئیں ،جب ہلاکت کے دہانے تک پہنچیں تو اللہ تعالیٰ کے مشہور ولی حضرت احمد بدوی رضی اللہ عنہ کو مدد کے لئے پکارتے ہوئے بولیں"یا سیدی احمد بدوی! آپ کا خیال میرے ساتھ ہے۔" حضرتِ سیدی احمد رضی اللہ عنہ ان کے خواب میں تشریف لائے۔آپ ناک کو ڈھانپے ہوئے تھے اور کھلی آستیوں والا جبہ پہنا ہوا تھا، ان کا سینۂ بے کینہ خوب چوڑا اور چہرہ اور آنکھیں سرخ انگارے کی مانند تھیں۔ارشاد فرمانے لگے،"آپ نے مجھے کتنی دفعہ بلایا اور کتنی دفعہ مجھ سے مدد مانگی، آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ایک عظیم المرتبت تصرف کرنے والے بزرگ کی زوجیت میں ہیں۔اگر کوئی عظیم آدمی کے سائے میں رہتے ہوئے ہمیں بلائے تو ہم اسے جواب نہیں دیا کرتے، آپ جن کے پاس ہیں ان کا ادب ہمیں ملحوظ ہے ،لھذا یوں کہیئے "یا سیدی محمد! یا حنفی!(یعنی اپنے خاوند سے مدد طلب کرو)" آپ کو اللہ تعالیٰ مدد سے نوازے گا۔" آپ کی زوجہ نے حسبِ حکم اسی طرح ندا کی ،اب جب صبح ہوئی تو یوں صحت یاب تھیں کہ گویا کبھی مرض تھا ہی نہیں۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

آنکھ دُرُست فرما دی :۔

حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ ایک دعوت میں صحرا نشینوں کی طرح، تلوار سے کھیل رہا تھا کہ اچانک وہ تلوار ایک آدمی کی آنکھ میں لگی جس کے باعث اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔وہ درد سے بے چین وبیقرار ہو گیا، حضرت شیخ نے آنکھ

کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس پر تھوک ڈال دیا، چنانچہ وہ بالکل پہلے کی طرح صحیح و سلامت ہو گئی۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

ٹوٹی گردن جوڑ دی :-

حضرت محمد بن عیسیٰ زیلعی رضی اللہ عنہ اپنی مسجد تعمیر کرا رہے تھے کہ ایک معمار گردن کے بل گرا، جس کے باعث اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ لوگ اسے آپ کی خدمت میں لے آئے، آپ نے گردن پر تھوکا، دیکھتے ہی دیکھتے وہ کھڑا ہو گیا اور پھر طویل عرصہ تک زندہ رہا۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

بارش عطا فرمائی :-

آپ ہی کے بارے میں منقول ہے کہ جب لوگ بارش کے لئے آپ کو چمٹ جاتے تو آپ کی دعا سے فوراً انہیں بارش مل جاتی۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

سردی سے محفوظ فرما دیا :-

حضرت محمد بن علی باعلوی (متوفی ۸۶۲ھ) کا خادم محمد بالمختار کہتا ہے "مقام مقصد العبید پر مجھے شدتِ سرمانے آلیا حتی کہ میں نے موت کو سامنے پایا۔ نہ تو میرے پاس لباس تھا اور نہ اوڑھنے کو کوئی کپڑا، میں نے اپنے مرشد حضرت محمد بن علی سے مدد چاہی۔ فوراً مجھے نیند آگئی۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے گرمی پہنچا رہے ہیں اور سردی دور فرما رہے ہیں۔ میں جاگا تو حقیقتاً سردی کی تکلیف ختم ہو چکی تھی۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

ڈاکو سامان واپس لے آئے :-

ایک دفعہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن مبارک برکانی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت اور مختلف لوگوں کے ایک بڑے گروہ کے ساتھ حدود یمن میں شہر بہ شہر

سفر فرمارہے تھے کہ اچانک ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا۔ آپ کے ساتھی آپ کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں آکر یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا "شائد انہوں نے تمھیں پہچانا نہیں ہے ؟" انہوں نے جواب دیا انہوں نے ہمیں پہچان لیا تھا بلکہ بطور تمسخر یہ بھی کہا تھا فقیرو! ہم تمہاری ذات سے ہی تو برکت تلاش کر رہے ہیں (یعنی تمہارا اماں برکت کے لئے لے رہے یہ گویا مزاحیہ جملہ تھا) حضرت نے فرمایا "انہیں مبارک ہو۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں پکڑ لیا ہے حالانکہ حقیقت میں ہم نے انہیں پکڑا ہے۔" پھر اکچھ دیر کے لئے آپ نے سر جھکا لیا (اور باطنی تصرف فرمایا) دفعۃً سامان لوٹنے والے ڈاکو آگئے اور سب لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور حضرت کے سامنے معذرت کی، آپ کی وفات خصر نامی گاؤں ہوئی، آپ کی قبر اقدس وہاں مرجع انام ہے جس سے حوائج پورے ہوتے ہیں۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

عذابِ قبر دور فرما دیا :۔

برہمتوش کے قبرستان کی ایک قبر میں ایک آدمی ہر رات سورج ڈوبنے سے صبح تک چیختا رہتا تھا، لوگوں نے حضرت محمد بن عنان (متوفی ۹۲۲ھ) کو اس کا واقعہ بیان کیا آپ قبرستان تشریف لے گئے اور سورت تبارک تلاوت فرمائی، اللہ کریم سے اس کی مغفرت کی دعا کی اس رات کے بعد کسی نے اس کی چیخیں نہیں سنیں لوگوں کو یقین ہو گیا کہ حضرت کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو گئی ہے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

مریض کا مرض اٹھا لیتے :۔

آپ کے بارے میں ہی کہا جاتا ہے کہ "جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے جو شدت کمزوری سے ہلاکت کے کنارے پر پہنچ چکا ہو تا تو آپ اس کا مرض خود اٹھا لیتے۔ مریض شفایاب ہو جاتا اور اس کے بدلے میں حضرت جب تک

اللہ چاہتا ہمارر ہتے۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

کھانا بڑھا دیا :۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب المنن میں ذکر فرمایا ہے کہ "ردیف سے قریباً پچاس مہمان حضرت شناوی (متوفی ۹۳۲ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب جامع ازہر کے مجاوروں نے یہ بات سنی تو وہ بھی آگئے اور حضرت محمد سروی کا آستانہ بھر گیا۔ حضرت سروی، حضرت شناوی کے مرشد تھے، گلیوں میں لوگوں کے لئے چٹائیاں بچھادی گئیں اور سب گلیاں بھر گئیں، آپ نے اپنے شیخ کے نقیب سے پوچھا" کیا تمہارے پاس پکا ہوا کچھ کھانا ہے ؟" اس نے جواب دیا" جی ہاں صرف اتنا پکا ہوا کھانا ہے کہ جس کا کھانے والا میں خود ہوں یا میری بیوی ہے۔" آپ نے فرمایا" میرے واپس آنے تک بالکل کھانا نہ اتارنا۔" پھر حضرت نے تشریف لا کر کھانے کی چھوٹی سے ہنڈیا اپنی چادر سے ڈھانپ دی اور کھانا ڈالنا شروع کر دیا، پھر وہی کھانا آستانے اور گلیوں میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کو پورا ہو گیا۔ امام شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ واقعہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

فتح دلوا دی :۔

سلطانِ یمن نے ایک لشکر حضر موت کے بادشاہ احمد بن یمانی کی طرف بھیجا تاکہ اس سے شہر کی بندرگاہ اپنے قبضہ میں لے لیا جائے۔ حضرت محمد بن علی بن باعلوی (متوفی ۹۶۵ھ) اور احمد بن یمانی رضی اللہ عنہ بندرگاہ میں تھے، فوج بندرگاہ کے قریب آکر اتری، احمد ان کے مقابلے سے عاجز تھا، لہذا اس نے فوج سے مہلت مانگی کہ نمازِ جمعہ پڑھنے کے بعد وہ شہر سے باہر نکل جائے گا اور شہر ان کے لئے چھوڑ دے گا، فوج والوں نے انکار کر دیا اور کہا اسی وقت تیرا یہاں سے نکلنا ضروری ہے۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ

نے فرمایا ”ان کے مقابل آجا، یقیناً اللہ تیری مدد کرے گا۔“ احمد جنگ کے لئے نکل آیا، جب دونوں فوجیں ٹکرائیں تو حضرت سید نے کنکریوں کی مٹھی بھری، اس پر تھوکا اور فوج کے مونہوں پر دے مارا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

تالاب پانی سے بھردئیے :۔

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کا چشمہ لٹ گیا، حاجیوں کے آنے کے دن آچکے تھے اور تالاب خالی پڑے تھے۔ شریف مکہ سے دور تھا، اس نے مکے میں متعین اپنے حاکم سے کہا، ”جس طرح ممکن ہو تالابوں کو پانی سے بھر دو۔“ حاکم کو پتہ تھا کہ حج کا موسم آگیا ہے اور وہ اب ان تالابوں کو بھرنے سے عاجز ہے۔ چنانچہ وہ حضرت محمد بن علی عید روس (متوفی ۱۰۶۶ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حال کی شکایت بھری کہانی سنانے لگا ۔آپ نے فرمایا خادم کو پانچ خرفان (بکرے) صدقہ کرنے کے لئے دے دیجئے، وہ فقیروں کو پہنچادے، ایسا ہی کیا گیا، صبح ہوئی تو خوب بارش برسی۔ مکہ مکرمہ کی وادیوں میں خوب پانی آیا اور تالاب پانی کے سیلاب سے پر ہو گئے۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

مرضِ شدید سے صحت یابی :۔

ایک واقعہ وہ بھی ہے جو سید ابراہیم حافظ یارِ غم خوار حضرت صالح بانقوسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت ولیدی نے انہیں فرمایا ”اگر کوئی مشکل پیش آئے تو اللہ کریم کے سامنے میرے وسیلے پیش کرنا، ان شاء اللہ حل ہو گا۔ مجھے اپنے آقا اور اپنے خالق جل جلالہ سے یہی امید ہے کہ وہ سیدنا و مولٰنا رسول مکرم ﷺ کے شانِ رفیع کے صدقے میں ایسا ہی کرے گا۔“ یہ بات پھر صبح کی روشنی کی طرح پوری ہوئی۔

حضرت ابراہیم جب حج سے واپس آتے ہوئے معان کے مقام پر پہنچے تو سخت

بیمار ہو گئے ان رخ کعبے کی طرف دوستوں نے پھیر دیا اور اہلِ معان کو آپ کے کفن ودفن کے لئے کچھ رقم دینے کا پروگرام بنایا۔ اللہ کریم نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اپنے مرشد حضرت ولیدی کا وسیلہ ذاتِ باری میں پیش کریں۔ انھوں نے ان کا ذکر کیا اور وسیلہ پیش کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ان کا ڈھنگا (سکیل) کھل گیا ہے اور بند ھن ٹوٹ گئے ہیں۔ حاجیوں کے ساتھ اپنے شہر واپس آئے اور اس یادداشت کی تحریر تک صحت سے رہے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

قیدی رہا ہو گیا :۔

واقعہ یوں ہے کہ نصاریٰ کے علاقہ شہر مالطہ میں آپ کے ذکر کا طریقہ نیا نیا پہنچا تھا، مسلمانوں میں سے ایک مقید حاکم مالطہ کی مسجد کے قریب سے گزرا، ذکر سنا تو کہنے لگا "یہ کس کا طریقہ ہے ؟" لوگوں نے کہا یہ اندازِ ذکر حضرت محمد حفنی مصری شافعی (متوفی ۱۱۸۱ھ) کا ہے۔ امیر نے کہا کہ "اے اللہ ! اگر یہ صاحبِ ذکر اولیائے حق میں سے ہے تو مجھے اس کے وسیلے سے قید سے نجات دے۔" رات آئی تو عیسائیوں نے اسے طوق پہنا کر قید میں ڈال دیا۔ وہ جیل میں سو گیا، خواب میں دیکھا کہ ایک شخص زین کسے لگام لگائے ایک گھوڑا اس کے پاس لے کر آیا اور اسے سوار ہونے کے لئے حکم فرمایا پھر ساحلِ سمندر تک ساتھ چلا اور اس جہاز میں بٹھا دیا، جو سکندریہ جا رہا تھا، جب جہاز خشکی تک جا پہنچا، یہ امیر قیدی اس سے اتر پڑا۔ یہ خواب دیکھ کر جونہی وہ جاگا تو سچ مچ اپنے آپ کو سکندریہ میں پایا، نہ ہی وہ جیل تھی، نہ ہی وہ طوق موجود تھے۔ یہ قیدی پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے سارا واقعہ بیان فرما دیا۔
﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

رہائی عطا فرمائی :۔

صعید (علاقہ) مصر کی جماعت کو بھی جسے ان کے حاکم نے ضامن میں قید کر رکھا تھا، ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اس نے انہیں قید میں ڈال کر طوق پہنا رکھے تھے، حضرت حفنی کا ایک شاگرد اور خاص مرید جس کا نام غانم تھا' قیدیوں کے شہر سے آیا، حاکم کے پاس سفارش کی لیکن یہ سفارش قبول نہ کی گئی۔ غانم بہت حیران پریشان ہوا لیکن شرم کے مارے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض نہ کر سکا۔ آخر یہ بات دل میں ٹھانی کہ حضرت شیخ کے ساتھ زبان سے نہیں دل سے بات کرے گا، حضرت کے پاس آیا اور یہ قیدیوں والا دل میں چھپائے رکھا۔ حضرت سے بذریعہ دل کے پیغام کے امید کی کہ آپ قیدیوں کو چھڑا دیں۔ پھر رات کو حضرت کی خدمت سے واپس آگیا۔ صبح ہوئی تو پھر حضرت کے دولت کدہ کی طرف پلٹا اور دروازے کے سامنے چبوترے پر بیٹھ گیا، دفعتہ اس کے جیل والے قیدی آنگن کی طرف سے کھڑکی سے سر نکال کر اسے سلام کہنے لگے، اس نے حیران ہو کر انہیں دیکھا اور کہا "تمہیں کس نے آزاد کیا ہے اور کب آئے ہو؟" وہ کہنے لگے "حضرت حفنی رضی اللہ عنہ کی برکت سے اللہ نے ہمیں آزادی عطا فرمادی ہے۔" اس نے پوچھا "وہ کیسے؟"

وہ کہنے لگے ہمارا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ قصہ یہ ہے کہ "آج ہم سخت اذیت و کرب میں مبتلاء تھے، طوق گردنوں میں تھے کہ ہم نے حضرت سے مدد مانگی اور پناہ چاہی۔ ایک بولا پھر مجھے اُونگھ آگئی، میں نے حضرت کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں "اٹھو اور جیل سے نکل جاؤ۔" میں نے عرض کیا "حضور کیسے نکلیں؟" فرمانے لگے میرے پیچھے چلو۔ اُونگھ ختم ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو طوق اتر چکے تھے اور حضرت جیل سے باہر جا رہے تھے۔ ہم سب اٹھے اور آپ کے نقشِ قدم پر چلے مگر اب آپ نظر نہ آئے ہمیں خوف ہوا کہ محافظ ہمیں دیکھ نہ لیں۔ ہم نے لاٹھی لی اور

چلتے رہے، دیکھا تو جیل کا دروازہ کھلا ہے اور جیل کے محافظ دہلیزوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ہم دروازے سے نکلے تو انہوں نے ہماری طرف بالکل توجہ نہ دی، آگے بڑھے تو راستے میں ہمیں کوئی بھی نہ ملا، ابھی اندھیرا تھا کہ جامع مسجد موئد پہنچ گئے، اب مؤذن صبح کی اذان دے رہا تھا، ہم نے مسجد میں جاکر نمازِ صبح ادا کی، اس کے بعد حضرت کے گھر آئے تو آپ کا دروازہ کھلا پایا۔ چنانچہ ہم آنگن میں آکر بیٹھ گئے۔ یہ ہے ہمارا واقعہ، اور ہم اس سے بڑے حیران ہیں۔ یہ واقعہ سن کر شیخ غانم رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا "اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جس نے قید و بند کھول دیئے تھے، پردے ہٹا دیئے تھے، نگرانوں کو چپ کر دیا تھا، اسی نے راستہ چلنے کی ہمت دی اور دروازے کھول دیئے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

اللہ تعالیٰ کے حکم سے موت کو ٹال دیا :۔

امام شعرانی فرماتے ہیں "جب حضرت محمد خراسانی نجم (متوفی ۷۹۲ھ) کا لڑکا احمد شدتِ مرض سے کمزوری کے باعث موت کے دروازے پر پہنچ گیا۔ جب حضرت عزرائیل اس کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو حضرت نے انہیں فرمایا "آپ واپس جاکر اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیں اس کی موت کا معاملہ منسوخ ہو گیا ہے۔" حضرت عزرائیل واپس تشریف لے گئے۔ آپ کا یہ بیٹا، اس بیماری کے بعد تیس سال تک زندہ رہا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

حاجت روائی فرمائی :۔

آپ فضاء سے ضرورت کی ہر چیز پکڑ کر گھر والوں کو عطا کر دیا کرتے تھے خواہ وہ چیز گھر کی ضرورت کی ہوتی یا کسی اور ضرورت کی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ " سلطان مراکش کی لڑکی سے آپ کی اولاد مغرب میں رہتی ہے۔ آپ کی کچھ اولاد عجم

میں تھی کچھ علاقہ منہد میں اور کچھ ملکِ تکرور میں تھی۔ایک ہی وقت میں ان سب علاقوں کے لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کے پاس مقیم ہیں،ان صورتوں میں تبدیلی اور ان شکلوں میں تصرف کی وجہ سے بعض فقہاء حضرات یہ اعتراض کرتے کہ آپ نے جمعہ نہیں پڑھا لیکن فقہاء ہی دیکھتے کہ وہ جمعہ مکہ مشرفہ میں پڑھ رہے ہیں۔"

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

لاٹھی کو انسان بنا دیا :۔

آپ کے صاحبزادے حضرت احمد فرماتے ہیں کہ "حضرت اپنی لاٹھی کو حکم دیا کرتے تھے کہ ایک بہادر انسان کی شکل دھار لے وہ اسی وقت انسانی شکل میں آجاتی، آپ اسے حاجتیں پورا کرنے کے لئے بھیج دیتے،اس کے بعد وہ پھر لاٹھی بن جاتی۔"

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

دراڑ اور ہوا کی اطلاع دے دی :۔

سمندر میں دورانِ سفر ایک جہاز کو دراڑ آگئی پورا دن اور رات ملاح جہاز کے اردگرد گھومتے رہے مگر پھٹی جگہ کا علم نہ ہو سکا اور تلاش میں ناکامی ہوئی۔ملاح سو گیا تو آپ کو خواب میں دیکھا فرمارہے تھے "جہاز کی فلاں سمت وہ دراڑ ہے۔" یہ شخص جاگا تو جہاز کے کپتان کو ساری بات بتادی وہ جہاز میں اترے تو وہ سوراخ آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر ہی موجود تھا۔

جب کچھ آگے بڑھے تو ہوا بند ہو گئی، جس کے باعث جہاز رک گیا،اس میں کچھ آپ کے نیاز مند بھی سوار تھے ایک نیاز مند نے آپ کو خواب میں دیکھا فرمارہے تھے صبح ہو تو برکاتِ خداوندی سے چل پڑو، ہوا چلے گی۔ صبح ہوئی تو اس شخص نے جہاز کے ملاحوں کے افسر کو چلنے کو کہا" وہ کہنے لگا ہوا نام کو بھی نہیں ہے، چلیں کیسے ؟"اس شخص نے کہا سفر کیجئے اللہ کی برکتیں ساتھ ہوں گی اور ہوا چلے گی وہ چلے تو ان کے

حسبِ منشاء اللہ تعالیٰ نے انہیں پاکیزہ ہوا عطا فرمائی۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

پھر کبھی نمونیہ نہ ہوا :۔

ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ "مجھے کبھی کبھی پہلو کا درد (نمونیہ) ہو جایا کرتا تھا، جس سے میرا آدھا جسم بالکل معطل ہو کر رہ جاتا، یہ مرض عرصۂ دراز سے میرا ساتھی تھا ایک سفر میں اسی درد نے مجھے آلیا، میں نے اپنے دل ہی دل میں حضرت کو مخاطب کر کے کہا "اگر آپ میں برکت ہے تو اس درد کو مجھ سے یوں زائل فرمادیں کہ پھر کبھی نہ ہو۔" خدا کی قسم، ابھی دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ درد فوراً کافور ہو گیا اور الحمد للہ اس کے بعد پھر اب تک دوبارہ نہیں ہوا۔" ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

اپاہج کو ٹھیک کر دیا :۔

آپ کا ایک مریض اپاہج ہو گیا، وہ اٹھ نہیں سکتا تھا، اس نے آپ کی طرف بلانے کے لئے یہ کہہ کر آدمی بھیجا "**ادرکنی** (یعنی آپ میری دستگیری فرمائیں)۔" آپ وہاں تشریف لے گئے، جب آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ یوں کھڑا ہو گیا گویا اسے کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

جہاز منزل پر پہنچا دیا :۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ "میں سمندری سفر کر رہا تھا جہاز ابھی سولیس نہیں پہنچ سکے تھے کیونکہ موافق ہوا نہیں چل رہی تھی، [1] میں جہاز سے اتر کر مصر چلا آیا اور حضرت کی خدمت میں حاضری دی، کئی دن وہاں قیام کیا اور آپ سے ایک دن عرض کیا "حضور! قلبی توجہ فرمائیں تاکہ جنوب کی ہوا چل کر جہازوں کو منزلِ مقصود پر لے جائے۔" کئی دن آپ ٹال مٹول فرماتے رہے، اور میں بھی بات دہرا

(ے ا۔ یاد رہے پہلے دور کے جہاز ہوا کے زور پر چلا کرتے تھے، ہوا موافق ہوتی تو چلتے ورنہ رک جاتے

تارہا ایک دن فرمایا''آج جنوبی ہوا آکر جہازوں کو منزلِ مقصود پر لے جائے گی ، ابھی رات کے لشکر نے حملہ نہیں کیا تھا(یعنی رات ابھی پوری طرح چھائی نہیں تھی) کہ جنوبی ہوا چلی اور دلوں کے زخموں کا علاج کر گئی اور جہاز اپنی جگہ پہنچ گئے ، حساب بھی یہی کہتا تھا اور سمندر کے ماہروں کا بھی یہی خیال تھا کہ ایسے وقت میں ہوا کا چلنا کرامت ہے یہ عادت کی بات نہیں۔﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

مدد کے لئے ولی کا آنا :۔

حضرت سیدی محمد بن ابی الحمائل کہتے ہیں ، میرا ایک فقیر حضرت شربینی کے پاس بھاگ گیا ، پھر واپس آیا تو میں نے پوچھا''کہاں تھا ؟'' کہنے لگا ''حضرت شربینی کے پاس گیا تھا۔''میں نے اسے کہا کہ ''میں تجھے پیٹوں گا ، دیکھتا ہوں بھلا تیری چیخ و پکار پر شربینی آتے ہیں یا نہیں ؟''میں نے اسے مارنا چاہا تو دفعۃً شربینی اس کے سرہانے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے ''میں سفارش کرتا ہوں۔''میں نے فقیر کو چھوڑ دیا تو حضرت غائب ہو گئے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

خطیب کو غسل کروا دیا :۔

مکہ مکرمہ کا ایک خطیب حضرت کا مخالف تھا۔وہ ایک دن منبر پر خطبہ دے رہا تھا کہ وضو ٹوٹ گیا یا اسے یاد آیا کہ رات کو احتلام ہوا تھا اور اس نے غسل نہیں کیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس کی حالت غیر ہو گئی۔ حضرتِ شیخ بھی مجمع میں موجود تھے۔آپ نے بذریعۂ کشف اس کی اس کیفیت کو جان لیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ، خطیب نے حضرت کی آستینوں کو گلیوں کی طرح کھلا پایا ، وہ اس میں داخل ہو گیا ، اسے وہاں طہارت گاہ اور پانی مل گیا۔ غسل سے فارغ ہو کر حضرت کی آستین سے باہر نکلا تو پھر خود کو مسجد میں پایا ، اس کرامت کے باعث اس نے آپ کا انکار کرنا چھوڑ دیا اور معتقد ہو گیا۔

اور بادل چھٹ گیا :۔

حضرت شیخ معضاد بن حامد بن خولہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "جو نہر شیخ محمد بن عمر (متوفی ۶۵۸ھ) نے اپنے شہر بالس تک کھدوائی تھی، ہم بھی اس میں آپ کے ساتھ تھے ایک دن نہر کھودنے کے لئے بہت سے لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے، کام جاری تھا کہ دفعتاً بادل آ گیا جس سے بڑے بڑے اولے برستے دکھائی دے رہے تھے آپ کے ایک ساتھی شیخ محمد بن عقیبی آپ سے عرض کرنے لگے "جناب والا! بادل آگیا ہے اب لوگ کام نہیں کر سکیں گے۔" حضرت شیخ نے فرمایا کام جاری رکھئے اور خاطر جمع رکھیں، جب کڑکتا بادل قریب آگیا تو حضرت شیخ نے اس کی طرف منہ کر کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے برکت دے دائیں بائیں ہو جا، بادل یہ سن کر چھٹ گیا اور ہم دھوپ میں کام کرتے رہے، لیکن جب شہر واپس ہوئے تو شدید بارش کی وجہ سے پانی چیرتے آئے۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

زمین سونے کی بنا دی :۔

ابو الحسین البصری فرماتے ہیں کہ "عبادان میں ایک سیاہ رنگ کا فقیر تھا جو کسی ویرانے میں رہا کرتا تھا، میں نے اس کے لئے کچھ لیا اور اس کی تلاش میں نکلا، جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مسکرایا اور زمین کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، میں نے جو دیکھا تو تمام زمین سونے کی بن کر چمک رہی ہے۔ پھر فرمایا "لاؤ کیا لائے ہو؟" میں نے وہ چیز اسے دے دی اور ڈر کے مارے بھاگ آیا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

سوکھا ہاتھ درست کر دیا :۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ "میں خیر نساج کے پاس تھا کہ آپ نے

سوت بیچ کر دو درہم حاصل کیئے۔ میں ان درہموں کے لالچ میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور کسی طرح آپ کے تہمد سے کھول کر حاصل کر لئے۔ جونہی وہ درہم میرے ہاتھ میں آئے، میرا ہاتھ سکڑ گیا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ ہنسے اور میرے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو وہ بالکل درست ہو گیا۔ پھر فرمایا، ''جا' جا کر اپنے عیال کے لئے ان درہموں سے کچھ خرید لے اور پھر ایسا نہ کرنا۔'' ﴿رسالہ قشیریہ﴾

سمندر کے جواہرات منگوا لئے :۔

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک بار میں کشتی میں محوِ سفر تھا کہ اسی اثناء میں کسی کا کمبل چرا لیا گیا۔ لوگوں نے ایک شخص پر چوری کا الزام لگایا۔ میں نے کہا مجھے اس سے نرمی سے بات کر لینے دو۔ وہ نوجوان چادر اوڑھے سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے اٹھایا۔ اس نے اپنا سر چادر سے نکال کر معاملہ دریافت کیا۔ میں نے اس سے چوری کے متعلق بات کی۔ اس نے جواباً کہا کہ ''کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ چوری میں نے کی ہے ؟'' پھر اس نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ یاالٰہی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ سمندر میں جس قدر بھی مچھلیاں ہیں، سب جواہرات لے کر آجائیں۔ ذوالنون کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا تو سمندر کی سطح پر مچھلیاں ہی مچھلیاں نظر آرہی تھیں اور ان کے منہ میں جواہر تھے، اس کے بعد اس شخص نے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا اور پانی پر چلتا ہوا ساحل تک جا پہنچا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

غیب سے کھانا منگوایا :۔

ابراہیم خواص بیان کرتے ہیں کہ ''ایک بار جنگل میں گیا تو میں نے ایک عیسائی کو دیکھا کہ اس کی کمر میں زنار ہے، اس نے مجھ سے درخواست کی کہ ''میں اسے اپنے ساتھ رہنے دوں، میں نے منظور کر لیا۔'' ہم سات دن تک چلتے رہے،

ساتویں روز اس عیسائی نے مجھ سے کہا، "اے راہبِ اسلام! مجھے بھوک لگی ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی کرامت ہے تو پیش کرو۔" میں نے کہا" خدایا! مجھے اس کافر کے سامنے رسوانہ کرنا، اچانک ایک طبق جس پر روٹی، بھنا ہوا گوشت، تازہ کھجور اور پانی کا ایک کوزہ تھا، نظر آیا، ہم نے کھایا پیا اور پھر سات دن تک چلتے رہے۔ اب کی بار میں نے کہا، "اے عیسائیوں کے راہب! اب جو کچھ تمہارے پاس ہے تم پیش کرو، کیونکہ اب تمہاری باری ہے۔" اس نے اپنی لاٹھی پر سہارا کر کے دعا کی تو دو طبق آگئے، جن پر میرے طبق کے مقابلے میں دگنی چیزیں تھیں۔

خواص کہتے ہیں مجھے حیرت ہوئی اور میرا رنگ بدل گیا اور میں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس نے اصرار کیا، میں پھر بھی نہ مانا۔ اس نے کہا" کھاؤ، میں تمہیں دو خوشخبریاں سناتا ہوں، پہلی یہ کہ میں مسلمان ہوتا ہوں پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر اس نے زنار کھول دیا اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں نے جو دعا مانگی تھی اس میں 'میں نے یہ کہا تھا کہ "یاالٰہی! اگر تیرے ہاں اس شخص کی کوئی قدر و منزلت ہے تو میرے لئے غیب سے کچھ دے دے۔" لہٰذا یہ چیزیں دی گئیں۔ خواص کہتے ہیں کہ ہم کھا کر پھر چل پڑے، اس نے حج ادا کیا اور ہم ایک سال تک مکہ میں رہے اس کے بعد وہ مر گیا اور اسے بطحاء میں دفن کیا گیا۔" ﴿رسالہ قشیریہ﴾

اڑنے والا ولی :۔

کہتے ہیں ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید تھا جس کا نام یحییٰ تھا۔ وہ ایک ایسے بالا خانہ میں عبادت کیا کرتا تھا جس کی کوئی سیڑھی نہ تھی جب یہ قضائے حاجت کرنا چاہتا تو اپنے بالا خانہ کے دروازے پر آکر کہتا" لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ" اور ہوا میں اس طرح سے گزر جاتا جس طرح کہ ایک پرندہ گزر جاتا ہے، جب فارغ

ہو جاتا تو پھر "لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا اور بالا خانہ میں واپس چلا آتا۔

﴿رسالہ قشیریہ﴾

پہاڑ حکم کے تابع :۔

کہا جاتا ہے کہ فضیل منیٰ کے کسی پہاڑ پر تھے، انہوں نے فرمایا اگر کوئی اللہ کا ولی پہاڑ کو یہ کہے کہ حرکت میں آجا تو یہ ضرور حرکت میں آجائے گا، بس یہ کہنا تھا کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا "ٹھہر جاؤ، میری یہ مراد نہ تھی۔" اس پر پہاڑ ساکن ہو گیا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

غیب سے دراہم کا حصول :۔

کہتے ہیں کہ عامر بن عبد قیس اپنا وظیفہ لیتے اور پھر جو شخص انہیں ملتا، اسے اس میں کچھ نہ کچھ دیتے۔ جب آپ اپنے گھر کے قریب پہنچتے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کچھ دراہم ان کی طرف پھینک دیئے جاتے اور یہ مقدار میں اتنے ہی ہوتے جتنے آپ نے بطورِ وظیفہ لئے ہوتے اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوتا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

پانی عطا فرما دیا :۔

کہتے ہیں کچھ لوگ ایوب سختیانی کے ساتھ سفر میں تھے۔ راستے میں پانی ختم ہو گیا، جس کے باعث لوگ سخت پریشان ہو گئے۔ ان کی تنگی و تکلیف دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا، "اگر میں تمہارے لئے پانی کا انتظام کروں تو کیا تم اس بات کو میری زندگی بھر پوشیدہ رکھو گے ؟" انہوں نے عرض کی "جی ہاں۔" ان سے وعدہ لینے کے بعد آپ نے زمین پر ایک دائرہ کھینچا تو اس سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام لوگوں نے سیر ہو کر پی لیا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

تازہ کھجوریں کھلا دیں :۔

بکر بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں، ایک مرتبہ ہم جنگل میں حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ کے ساتھ محوِ سفر تھے۔ چلتے چلتے ہم کیکر کے ایک درخت کے نیچے پہنچے ، ہم نے کہا "یہ کیا ہی اچھی جگہ ہے ، کاش! یہاں کھانے کو تازہ کھجوریں ہوتیں۔" یہ سن کر ذوالنون مسکرائے اور فرمایا، "کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو ؟" ہم نے عرض کی "جی ہاں۔" آپ نے درخت کو ہلا کر کہا "اے درخت ! تجھے اس خدا کی قسم، جس نے تجھے درخت بنایا کہ تو ہم پر تازہ کھجوریں بکھیر۔" اس کے بعد آپ نے اسے پکڑ کر ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں، جب ہم خوب پیٹ بھر کر کھا چکے تو آپ دوبارہ اٹھے اور درخت کو ہلایا تو اب کی مرتبہ اس سے کانٹے گرے۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

ستون سونے اور چاندی کا بنا دیا :۔

جنید فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا اور وہاں فقراء کی جماعت کو دیکھا جو کرامات پر بحث کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک فقیر نے کہا کہ می "ں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اگر اس ستون کو کہے کہ آدھا چاندی اور آدھا سونے کا ہو جائے تو ہو جائے گا۔" جنید کہتے ہیں، "میں نے جو دیکھا تو آدھا ستون چاندی کا اور آدھا سونے کا ہو چکا تھا۔" ﴿رسالہ قشیریہ﴾

برادے کو آٹا بنا دیا :۔

عطاء ازرق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے دو درہم دیئے جو اس نے سوت بیچ کر حاصل کئے تھے اور کہا کہ ان سے آٹا خرید لائیے۔ جب میں گھر سے نکلا تو ایک لڑکی کو روتے دیکھا، میں نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ "میرے آقا نے مجھے دو درہم کچھ خریدنے کو دیئے تھے وہ مجھ سے گر گئے ہیں، اب میں ڈرتی ہوں کہ مجھے مار پڑے گی۔" اس کی یہ بات سن کر میں نے اپنے دو درہم اسے

دے دیئے۔ پھر میں اپنے ایک دوست کی دکان پر پہنچا، جو ساگوان کی لکڑی چیر رہا تھا۔ میں نے تمام حال اس سے کہہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ مجھے اپنی بیوی کی بد اخلاقی کا ڈر ہے۔

میرے دوست نے کہا کہ "اس تھیلے میں برادہ ڈال لو شاید تمہیں تنور گرم کرنے میں اس سے فائدہ ہو، کیونکہ اس وقت میں کوئی اور مدد نہیں کر سکتا۔" میں وہی برادہ اٹھا لایا اور تھیلے کو گھر کے ایک کونے میں پھینک کر خود مسجد میں چلا گیا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں کافی دیر وہاں ٹھہرا رہا تاکہ سب گھر والے سو جائیں اور اس طرح بیوی زبان درازی سے محفوظ رہوں۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ روٹی پکا رہی ہے۔ میں نے پوچھا "یہ روٹی کہاں سے آئی؟" اس نے جواب دیا "اسی تھیلے والے آٹے سے، اور ہاں کوئی اور آٹا نہ خریدا کرو (یعنی یہ آٹا بہت عمدہ ہے اسی قسم کا آٹا لایا کرو)۔" میں نے کہا "ان شاء اللہ تعالیٰ اب ایسا ہی کروں گا۔" ﴿رسالہ قشیریہ﴾

جب چاہا پانی حاصل کر لیا :-

ابو سلیمان درانی فرماتے ہیں کہ عامر بن عبد قیس شام کے سفر کو نکلے، ان کے پاس ایک مشکیزہ تھا۔ جب چاہتے اس میں سے وضو کے لئے پانی نکال لیتے۔

﴿رسالہ قشیریہ﴾

ابراہیم بن ادہم کی کرامت :-

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ نے کشتی پر سوار ہونا چاہا تو کشتی والوں نے کہا کہ "ہم ایک دینار لئے بغیر تمہیں سوار نہ کریں گے۔" اس پر انہوں نے کنارے پر دو رکعت نماز ادا کی اور کہا "خدایا! یہ لوگ مجھ سے ایک دینار مانگ رہے ہیں اور وہ میرے پاس نہیں ہے۔" آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی وہاں کی ریت دیناروں میں تبدیل ہو گئی۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

پانی اور پیالہ عطا فرما دیا :۔

ابو العباس فرماتے ہیں کہ ہم ابو تراب نخشبی کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ راستہ سے ہٹ کر ایک طرف کو ہو لئے۔ ان کے ایک مرید نے کہا کہ "حضرت! مجھے سخت پیاس لگی ہے۔" یہ سن کر آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا تو صاف پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ اس شخص نے کہا "میں چاہتا ہوں کہ پیالہ میں ڈال کر پانی پیوں۔" آپ نے پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اسے سفید کانچ کا ایک پیالہ پکڑا دیا۔ یہ پیالہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس نے اس پیالے سے پانی پیا اور ہمیں بھی پلایا پھر وہ پیالہ مکہ تک ہمارے ساتھ رہا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

قتل سے بچا لیا :۔

ابو عبد اللہ بن الجلاء فرماتے ہیں کہ ہم بغداد میں سری سقطی کے بالا خانے میں تھے، جب کچھ رات گزر گئی تو انہوں نے صاف ستھری قمیض، شلوار، چادر اور جوتا پہنا اور اٹھ کر باہر جانے لگے۔ میں نے پوچھا "اس وقت آپ کہاں جا رہے ہیں؟" جواب دیا "فتح موصلی کی عیادت کو جا رہا ہوں۔" جب بغداد کی سڑک پر پہنچے تو پہرہ داروں نے انہیں پکڑ لیا اور قید کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو دیگر قیدیوں کے ساتھ انہیں بھی مارنے کا حکم دیا گیا۔

جب جلاد نے مارنے کو ہاتھ اٹھایا تو اس کا ہاتھ رک گیا اور وہ ہاتھ کو نہ ہلا سکا۔ جلاد کو مارنے کو کہا گیا تو کہنے لگا۔ میرے سامنے ایک بوڑھا آدمی کھڑا مجھے کہہ رہا ہے کہ اسے نہیں مارنا، لہٰذا میرا ہاتھ رک جاتا ہے اور حرکت نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے جب غور کیا کہ کون شخص ہے تو دیکھا کہ وہ بوڑھے شخص حضرت فتح موصلی رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا انہوں نے آپ کو نہ مارا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

درہم ودینار کی بارش:۔

سعید بن بصری فرماتے تھے کہ قبیلۂ قریش میں سے کچھ لوگ عبد الواحد بن زید کے پاس جاکر بیٹھا کرتے تھے۔ایک دن انہوں نے آکر کہا کہ ہمیں تنگی اور محتاجی سے ڈر لگتا ہے۔انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ دعا پڑھی۔

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الْمُرْ تَفِعِ الَّذِی تَکْرُمُ بِهٖ مَنْ شِئْتَ مِنْ اَوْلِیَائِكَ وَتُلْھِمُهٗ الصَّفِیُّ مِنْ اَحْبَابِكَ اَنْ تَاْتِیَنَا بِرِزْقٍ من لدنك تقطع به علائق الشیطان من قلوبنا وقلوب اصحابنا ھؤلاء فانت الحنان المنان القدیم الاحسان ۔اللھم الساعة الساعة ۔

ترجمہ :۔یااللہ میں تجھ سے اس بلند نام کے وسیلہ سے درخواست کرتا ہوں،جس کے ساتھ تو اپنے جس ولی کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جسے تو اپنے برگزیدہ دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ تو اپنی طرف سے ہمیں رزق عطا فرما جس کی وجہ سے ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے دلوں سے شیطانی تعلق منقطع ہو جائے۔تو ہی رحم فرمانے والا،احسان کرنے والا ہے،جس کا احسان قدیم سے چلا آرہا ہے۔یااللہ!اسی وقت ہو اسی وقت ہو۔"

وہ کہتے ہیں کہ "میں چھت کی کڑاکڑاہٹ کی آواز سنی،اس کے بعد درہم ودینار برسنے لگے۔"آپ نے کہا"دنیا والوں کو چھوڑ کر خدا سے مالداری چاہا کرو۔" چنانچہ لوگوں نے وہ درہم ودینار لے لئے لیکن آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا۔

﴿رسالہ قشیریہ﴾

کنکریاں سونے کی بنا دیں :۔

سعید بن بصری فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ سائے میں بیٹھے تھے میں نے کہا"اگر آپ اللہ تعالیٰ درخواست

کریں کہ وہ آپ کو رزق دے تو مجھے امید ہے کہ وہ ضرور ایسا کرے گا۔" آپ نے فرمایا کہ "میرا رب اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔" اس کے بعد آپ نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں اور کہا "خدایا! اگر تو انہیں سونا بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔" خدا کی قسم وہ کنکریاں ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں۔ آپ نے انھیں میری طرف پھینکتے ہوئے فرمایا "لو! انہیں خرچ کرو، دنیا میں کوئی بھلائی نہیں، سوائے ان نیکیوں کے لئے جو آخرت کے لئے کی جائیں۔" ﴿رسالہ قشیریہ﴾

بیمار کو تندرست کر دیا :۔

ابو علی بن وصیف مؤدب فرماتے ہیں ایک دن سہل بن عبداللہ نے ذکر الٰہی پر وعظ فرمایا اور فرمایا کہ "حقیقی ذاکر اگر مُردوں کو زندہ کرنا چاہے تو زندہ کر سکتا ہے۔" اس وقت اس کے سامنے ایک بیمار تھا، آپ نے اپنا ہاتھ پھیرا اور وہ تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

گوشت عطا فرما دیا :۔

ابرہیم الیمانی فرماتے ہیں کہ "حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساحل سمندر پر چلنے کے لئے نکلے اور ایک جنگل میں پہنچے، جہاں بہت سی سوکھی لکڑیاں پڑی تھیں اور ان کے قریب ایک قلعہ تھا ہم نے آپ سے عرض کی "اگر آج رات یہیں ٹھہر جائیں تو یہ لکڑیاں جلالیں گے۔" آپ نے فرمایا "بہتر ہے ایسا ہی کرلو۔" ہم نے قلعہ سے آگ لے کر لکڑیاں جلائیں، ہمارے ساتھ روٹیاں تھیں ہم نے انہیں نکال کر کھانا شروع کر دیا، ہم میں سے کسی نے کہا" کہ کیسے اچھے انگارے ہیں، اگر اس وقت گوشت ہوتا تو ان پر بھونتے۔" آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں بھنا ہوا گوشت کھلائے۔" ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک شیر

بارہ سنگھے کو بھگاتا ہوا لے آیا، جب بارہ سنگھا ہمارے قریب پہنچا تو ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ آپ اٹھے اور فرمایا "اسے ذبح کر لو۔" ہم نے اسے کاٹ کر اس کا گوشت بھونا اور کھایا اور شیر کھڑا دیکھتا رہا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

پانی کا چشمہ جاری فرما دیا :۔

حامد اسود فرماتے کہ "میں ابراہیم خواص کے ساتھ جنگل میں سات دن تک بغیر کھائے پئے رہا، ساتویں دن کمزوری کے باعث بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا "کیا بات ہے ؟" میں نے عرض کی کہ "کمزور ہو گیا ہوں۔" فرمایا "کس چیز کی خواہش ہے ؟ پانی کی یا کھانے کی ؟" میں نے کہا "پانی کی۔" فرمایا "پانی تو تمہارے پیچھے ہے۔" میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک پانی کا چشمہ تازہ دودھ کی طرح بہہ رہا ہے، میں نے پانی پیا اور وضو کیا آپ دیکھتے رہے لیکن اس کے قریب بھی نہ آئے۔ جب میں اٹھنے لگا تو چاہا کہ کچھ پانی ساتھ لے لوں۔ مگر آپ نے مجھے روکتے ہوئے فرمایا کہ "یہ ایسا پانی نہیں ہے جسے ہم زادِ راہ بنا سکیں۔" ﴿رسالہ قشیریہ﴾

گمشدہ مشکیزہ دلوا دیا :۔

احمد بن الحواری فرماتے تھے کہ میں اور ابو سلیمان دارانی حج کے لئے گئے، راستے میں مجھ سے پانی کا مشکیزہ گر گیا۔ میں نے ابو سلیمان سے کہا کہ "مشکیزہ گم ہو گیا اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں ہے۔" ابو سلیمان نے دعا کی اور کہا "اے خدا! جو گم شدہ چیزوں کو لوٹا دینے والا ہے اور گمراہی سے ہدایت دینے والا ہے، ہمارا مشکیزہ ہمیں واپس دے دے۔" دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پکار رہا ہے کہ "کس کا مشکیزہ گم ہو گیا ہے ؟" میں نے کہا میرا۔ چنانچہ اس نے مشکیزہ مجھے پکڑا دیا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

جانوروں کی اطاعت گزاری :۔

ایوب حمال بیان کرتے ہیں کہ سفر میں عبداللہ دیلمی جب کسی منزل پر اترتے تو گدھے کو پکڑ کر اس کے کان میں کہتے "میں تجھے باندھنا چاہتا تھا مگر اب نہیں باندھوں گا اور میں تجھے اس صحراء میں چھوڑتا ہوں کہ تو گھاس چرلے، جب ہم چلنے کا ارادہ کریں تو چلے آنا۔" چنانچہ آپ کے حسب حکم جب کوچ کا وقت آتا تو گدھا بھی آپہنچتا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

تہہ بند لمبا کر دیا :۔

نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک تہمد خریدا مگر وہ چھوٹا نکلا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ "اسے ایک ہاتھ اور لمبا کر دے، وہ ہو گیا۔" نضر فرماتے ہیں کہ اگر میں کہتا تو اور لمبا ہو جاتا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

چور کا ہاتھ درست فرما دیا :۔

جعفر الدیلمی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت نوری رضی اللہ عنہ پانی میں گھسے تو ایک چور اُن کے کپڑے لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دوبارہ لوٹ آیا، حضرت کا لباس چوری کرنے کی بناء پر اس کا ہاتھ سوکھ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے دعا فرمائی "خدایا! میرے کپڑے مجھے واپس مل گئے ہیں۔ لہٰذا اس کا ہاتھ بھی اسے واپس دے دے۔" دعا فرماتے ہی اس کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ ﴿رسالہ قشیریہ﴾

مدد کو پہنچے :۔

حضرتِ مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "بتوں کو توڑنے سے غازیوں کا سا ثواب ملتا ہے"۔ ایک شخص کو دکن میں ایک بت خانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور وہ حضرتِ مجدد رضی اللہ عنہ کی صحبت میں فیض یاب ہو چکا تھا، اس لئے، تمام بت توڑ ڈالے۔ گاؤں والوں کو جب پتہ چلا تو سب کے سب اسے جان سے مارنے کے لئے

اکٹھے ہوئے۔اس اللہ کے بندے نے مدد کے لئے دل ہی دل میں حضرتِ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔اسے آواز آئی، "فکر نہ کر۔" اتنے میں چالیس آدمی گھوڑے پر سوار وہاں آموجود ہوئے اور گاؤں کے لوگ تتر بتر ہو گئے ،اس طرح اس شخص کی جان بچ گئی۔(مجددِ اعظم)

شیر سے نجات دلوادی :۔

آپ کا ایک مرید جنگل سے گزر رہا تھا کہ اچانک شیر سامنے آ گیا، جسے دیکھ کر وہ بہت ڈرا۔باطن میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی، دیکھا تو آپ وہاں تشریف فرما ہیں، آپ نے شیر کی طرف اپنا عصا پھینکا جس کے باعث وہ دم دبا کر بھاگ گیا،اس کے بعد آپ غائب ہو گئے۔(مجددِ اعظم)

کوڑھی کو اچھا کر دیا :۔

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کو کوڑھ ہو گیا۔اس کے عزیزوں ،دوستوں اور دوسرے لوگوں نے اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرض سے نجات چاہی ، آپ نے توجہ فرمائی اور وہ بیماری ایک درخت پر ڈال دی ،وہ شخص اچھا ہو گیا اور وہ درخت خشک ہو گیا۔ (مجددِ اعظم)

بارش عطا فرمادی :۔

ایک دفعہ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے فرزندوں اور چند مریدین کے ہمراہ ایک لق ودق میدان میں سے گزر رہے تھے۔ گرمی ،لو، گرد و غبار اور پیاس کی شدت کی وجہ سے سب کے سب بے چین ہو رہے تھے ،مگر پاسِ ادب سے زبان بند تھی۔ حضرت نے خود ہی فرمایا کہ "اکثر ہمراہیوں کو گرمی اور پیاس کی وجہ سے بہت

تکلیف پہنچ رہی ہے ؟" ایک صاحب نے عرض کی کہ "آپ کو سب معلوم ہی ہے ، ہم کیا عرض کریں۔" حضرت مجدد الف ثانی مسکرائے اور آسمان کی طرف دیکھا، ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا، پھر بوندیں پڑنے لگیں جس سے گرد و غبار بیٹھ گیا اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ (مجدد اعظم)

بارش روک دی :۔

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے ، رمضان شریف میں برسات کا موسم آیا، پہلی رات بارش کی وجہ سے مسجد کے اندر تراویح پڑھی گئیں، جس کی وجہ سے حضرت اور دوسرے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو تا کہ مسجد کے باہر دل جمعی سے نماز ادا کر سکیں۔" امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہوگی۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ تمام رمضان بارش نہ ہوئی، پھر عید کی رات سے دوبارہ شروع ہوگئی۔ (مجدد اعظم)

شکستہ دیوار روکے رکھی :۔

ایک مسجد کی دیوار اس قدر ٹیڑھی ہوگئی تھی کہ اس کے گرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا "جب تک ہم یہاں ہیں یہ دیوار نہ گرے گی۔" حضرت اور تمام ہمراہی اسی دیوار کے پاس ہی نماز ادا کرتے رہے اور مراقبے اور ذکر میں مشغول رہتے ، دیوار جہاں تھی وہیں رہی ، لیکن جب حضرتِ مجدد رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے، دیوار دھڑام سے زمین پر آگری۔ (مجدد اعظم)

بیمار فوری تندرست ہو گیا :۔

ایک صاحب محمد امین کئی برس سے بیمار تھے۔ دواؤں اور دعاؤں سے کچھ نہ

ہوتا تھا۔اس نے آپ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا اور دعا کے لئے التجاء کی۔ حضرت مجدد نے جواباً تسلی دی اور اپنا کرتہ مبارک اسے پہننے کو دیا، جونہی اس نے وہ کرتہ پہنا، فوراً روبصحت ہو گیا۔(مجدد اعظم)

مردہ زندہ کردیا :۔

حاکمِ وقت نے ایک شخص کو بلا قصور پھانسی دے دی ،اس کی ماں روتی پیٹتی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ "میرا بیٹا بے قصور تھا۔" یہ عرض کرکے فریاد رسی کی طالب ہوئی۔ آپ عصا لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوئے ، مقتول کے قریب پہنچ کر آپ نے عصاء سے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "اے مظلوم !اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار سے نیچے چلا آ۔"

آپ کے اس ارشاد پر مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اتر کر آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر روانہ گیا۔(معین الند)

رہائی دلوا دی:۔

ایک بڑھیا جو اعلیٰ حضرت ،امامِ اہلِ سنت رضی اللہ عنہ کی مُریدنی تھی ، کے شوہر ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔غلط منی آرڈر ہو جانے کے جرم میں بند ہو گئے۔اِلٰہ آباد میں اپیل دائر کی تھی ، فیصلے کی تاریخ سے چند روز قبل بڑی بی پردے میں لپٹی ہوئی بارگاہِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میں فریاد لے کر حاضر ہوئیں ۔آپ نے فرمایا کہ کثرت کے ساتھ " حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل "پڑھئے۔وہ چلی گئیں۔درمیان میں کئی بار حاضر ہوئیں ، آپ رضی اللہ عنہ وہی فرمادیا کرتے ، یہاں تک کہ فیصلے کی تاریخ آگئی۔بڑھیا نے حاضر ہو کر عرض کی کہ "حضور! آج فیصلہ ہونا ہے۔"فرمایا،"وہی پڑھئے۔"بڑی بی

وہی پرانا جواب سن کر کچھ خفا سی ہو گئیں اور یہ بڑبڑاتے ہوئے چل دیں کہ "جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو دوسرا کون سنے گا۔" جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو فوراً آواز دے کر بڑی بی کو بلا لیا اور فرمایا "پان کھا لیجئے۔" بڑی بی نے عرض کی" میرے منہ میں پان موجود ہے۔" آپ نے اصرار کیا لیکن وہ کچھ ناراض سی تھیں۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے پان بڑھاتے ہوئے فرمایا، "چھوٹ تو گئے، اب تو پان کھا لیجئے۔" اب بڑی بی نے خوش ہو کر پان کھا لیا اور گھر کی طرف چل دیں۔ جب گھر کے قریب پہنچیں تو بچے دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ "آپ کہاں تھیں؟ تار والا ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔" خوشی میں گھر گئیں، تار لیا اور پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ شوہر صاحب بری ہو گئے ہیں۔

تمنا ہے فرمائیے روزِ محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

❁بریلی سے مدینہ❁

بے ہوشی دور فرما دی:۔

سیدی قناعت علی شاہ صاحب کمزور دل کے تھے۔ ایک بار کسی مریض کے خطرناک آپریشن کی تفصیل سن کر صدمے سے بے ہوش ہو گئے، لاکھ جتن کئے گئے لیکن ہوش نہ آیا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی، آپ سید زادے کے سرہانے تشریف لائے، نہایت ہی شفقت کے ساتھ ان کا سر اپنی گود میں لیا اور اپنا مبارک رومال ان کے چہرے پر ڈالا کہ فوراً ہوش آ گیا اور آنکھیں کھول دیں ۔زمانے کے ولی کی گود میں اپنا سر دیکھ کر جھوم گئے، تعظیم کی خاطر اٹھنا چاہا مگر کمزوری کے سبب نہ اٹھ سکے۔

سرہانے انہیں رحمت کی ادا لائی ہے

حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے

﴿بریلی سے مدینہ﴾

تیسرا اعتراض:۔

اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حضرات مدد کرنے پر قادر ہیں، تو یہ بات ان کی زندگی میں تو تسلیم کی جاسکتی ہے، لیکن مرنے کے بعد کوئی کس طرح مدد کر سکتا ہے؟

جواب:۔ اس وسوسۂ شیطانی کا جواب یہ ہے کہ "انبیاء واولیاء (علیہم السلام ورضی اللہ عنہم) دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی امداد فرمانے پر بالکل اسی طرح قادر ہوتے ہیں کہ جیسے اپنی دنیاوی زندگی میں قدرت رکھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ اپنی اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اللہ کی عطا سے پورے عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔ اس کے بالتفصیل دلائل درجِ ذیل ہیں۔

(انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ پاک پر دلائل)

اس پر درجِ ذیل تین احادیث صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔

﴿1﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "معراج کی رات میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا، وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔" (مسلم۔باب من فضائل موسی علیہ السلام)

﴿2﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز ادا فرماتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی شریف)

﴾3﴿ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا ہے، پس اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب ما جاء فی الجنائز)

﴿اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ پاک پر دلائل﴾

بعدِ وفات اولیاءِ عظام رضی اللہ عنہم کی حیاتِ اقدس کی دلیل درجِ ذیل ہے۔

دلیل کے بیان سے پہلے ایک اصول یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ "قرآنِ پاک میں جب کوئی حکم بیان کیا جائے تو جس چیز کے بارے میں حکم فرمایا گیا اس کے برابر اور اس سے اعلیٰ چیزیں اس حکم میں بغیر ذکر کئے خود بخود داخل ہوتی ہیں۔" مثلاً اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بارے میں ارشاد فرمایا، "فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا۔"

ترجمہ: تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا ﴿کنزالایمان.. بنی اسرائیل ۲۳۔ پ ۱۵﴾

اس آیتِ پاک میں ماں باپ کو "لفظِ ہوں" کہنے کی ممانعت فرمائی گئی جس کی وجہ یہ ہے کہ "اس کے باعث والدین کو تکلیف پہنچے گی۔" یقیناً اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر وہ لفظ جو والدین کے لئے باعثِ تکلیف ہو کہنا ممنوع ہے، اور جب "ہوں" یا اس کے ہم مثل الفاظ "تکلیف کا سبب" بن جانے کی وجہ سے ممنوع ہوئے تو ان سے زیادہ اذیت پہنچانے والا عمل مثلاً مارنا پیٹنا تو بدرجۂ اولیٰ ناجائز و حرام ہو گا۔"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ "اصل میں ممانعت تو صرف "لفظِ ہوں" کے بارے میں نازل فرمائی گئی تھی لیکن تھوڑا سا غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہم مثل الفاظ اور کوئی بھی ایسا عمل جو باعثِ رنج و غم ہو، ناجائز و ممنوع ہے۔" نتیجہ وہی نکلا کہ حکم ایک چیز کے بارے میں نازل ہوا لیکن اس کے برابر اور اعلیٰ چیزیں خود بخود تحتِ حکم داخل

ہیں۔اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی اصول کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ "قرآنِ کریم کے ایجازات(اختصارات) میں سے یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں اور اس کے امثال (ہم مثل)اور اس سے امثل(یعنی اعلیٰ وافضل) پر دلالت(یعنی رہنمائی) فرمادیتے ہیں، جیسے "فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا۔ ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا۔" ﴿فتاویٰ رضویہ۔ جلد۹۔ صفحہ نمبر۹۹﴾

جب یہ اصول سمجھ میں آگیا تو ملاحظہ فرمایئے کہ "اللہ تعالیٰ نے شھدائے کرام رضی اللہ عنھم کے بارے میں ارشاد فرمایا،"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" ط بَلْ اَحْیَآءٌ" وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ☆ترجمہ :اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں،انہیں مردہ نہ کہو،بلکہ وہ زندہ ہیں،ہاں! تمہیں خبر نہیں﴿کنزالایمان. البقرۃ۱۵۴.پ۲﴾

معلوم ہوا کہ شھداءِ کرام بعدِ وفات بھی زندہ ہیں،لیکن ہمیں اس کا شعور حاصل نہیں۔اب اصول کے مطابق جب "شھداء"کی حیات قرآن سے ثابت ہوئی تو ان سے اعلیٰ "یعنی علماء واولیاء وانبیاء علیھم السلام ورضی اللہ عنھم "کی بدرجۂ اولیٰ ثابت ہو گی۔

علماء کے شھداء سے افضل ہونے پر دلیل یہ حدیثِ کریمہ ہے کہ "بروزِ قیامت شھداء کا خون اور علماء کے قلم کی سیاہی تولے جائیں گے،علماء کے دوات کی سیاہی،شھداء کے خون پر غالب آئے گی۔" ﴿کنزالعمال﴾

اور اولیاء کے علماء سے افضل ہونے پر دلیل یہ مسئلہ ہے کہ "ولایت بے علم کو نہیں ملتی،خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف فرمادئے ہوں۔" (بہارِ شریعت۔حصہ اول)

معلوم ہوا کہ ہر عالم ولی نہیں ہو سکتا،ہاں ہر ولی کے لئے عالم ہونا ضروری ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے عالم سے کہ درجۂ ولایت تک نہ پہنچا ہو،اللہ تعالیٰ کا ہر ولی

"افضل واعلیٰ" ہے۔

اور انبیاء علیہم السلام کا افضل ہونا تو بلا دلیل ہی تسلیم شدہ ہے۔

☆ خلاصہ یہ ہوا کہ جب شہداء دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد زندہ ہیں تو ان سے افضل واعلیٰ یعنی علماء و اولیاء و انبیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنھم کی زندگی تسلیم کرنا بھی بالکل جائز ہے۔

☆ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ، "اولیائے کرام بعدِ وفات زندہ ہیں، مگر نہ مثلِ انبیاء علیہم السلام (کیونکہ) انبیاء علیہم السلام کی حیات "روحانی، جسمانی، دنیاوی" ہے، (یہ حضرات) بالکل اسی طرح زندہ ہوتے ہیں، جس طرح دنیا میں تھے، اور اولیائے کرام رضی اللہ عنھم کی حیات ان سے کم اور شہداء سے زائد، جن کے بارے میں قرآنِ عظیم میں دو مرتبہ فرمایا، "ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۹)

حدائقِ بخشش میں ہے،

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسمِ پُر نور بھی نورانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

مذکورہ دلیل کی تائید کے لئے چند اقوال وروایات ملاحظہ فرمایئے۔

(i) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دارِ فانی بہ دارِ بقاو زندہ اند نزد پروردگار خود ومرزوق اندو خوشحال اندو مردم راازاں شعور نیست۔﴿یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی اس دارِ فانی سے دارِبقا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے اور خوش وخرم ہیں لیکن لوگوں کو اس کا شعور نہیں ہے۔﴾(اشعۃ اللمعات)

(ii)حضرت ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، "لاَ فَرْقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ وَلِذَا قِيْلَ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لاَ يَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ يَّنْقَلِبُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ۔ یعنی اولیاءِ کرام رضی اللہ عنھم کی دونوں حالتوں یعنی حیات وممات میں اصلاً فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ)

(iii) امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ "مشہور ولی اللہ حضرت ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ "میں مکہ معظمہ میں تھا کہ میں نے ایک نوجوان کو "بابِ بنی شیبہ" پر مردہ پڑا پایا۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا، "یَااَبَا سَعِيْدٍ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاَحِبَّاءَ اَحْيَاءٌ" وَاِنْ مَاتُوْا وَاِنَّمَا يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ ۔ یعنی اے ابو سعید! کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ کے محبوب بندے زندہ ہیں، اگرچہ وہ مر جائیں، معاملہ تو صرف اتنا ہے کہ وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل کئے جاتے

ہیں۔" (رسالۂ قشیریہ)

(iv) حضرت ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ ہی حضرت ابو علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ "میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا، جب کفن کھولا اور اس کا سر خاک پر رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم فرمائے، تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا، "یَا اَبَا عَلِیٍّ! تَذَلِّلُنِیْ بَیْنَ یَدَیْ مَنْ یَدَلِّلُنِیْ۔ یعنی اے ابو علی! آپ مجھے اس کے سامنے ذلیل کرتے ہیں کہ جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔" میں نے کہا، "اے میرے سردار! کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟" اس نے جواب دیا، "بَلٰی اَنَا حَیٌّ" وَ کُلُّ مُحِبٍّ لَاَنْصُرُکَ بِجَاھِی غَدًا۔ یعنی ہاں کیوں نہیں، میں زِندہ ہوں اور خدا کا ہر محبوب زندہ ہے، بے شک وہ وجاہت و عزت جو مجھے روزِ قیامت ملے گی اس میں تیری مدد کروں گا۔" (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

(v) آپ ہی حضرت ابراہیم بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ "میرے ایک جوان مرید کا انتقال ہو گیا، جس کا مجھے سخت صدمہ ہوا۔ جب میں اسے نہلانے بیٹھا تو گھبراہٹ و غم میں بائیں طرف سے ابتداء کی تو اس جوان نے اپنی بائیں کروٹ بدل کر دائیں کروٹ میرے سامنے کر دی۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ "میرے پیارے بیٹے! تو سچا ہے، غلطی مجھ سے ہی ہوئی ہے۔" (ایضا)

(vi) آپ ہی حضرت ابو یعقوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لئے تختے پر لٹایا، تو اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔" میں نے کہا، "بیٹے! میرا ہاتھ چھوڑ دے کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ تو زندہ ہے، یہ (موت کا طاری ہونا) تو فقط مکان کا تبدیل ہونا ہے۔" (ایضا)

(vii) حضرت ابو یعقوب رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ "مکہ

معظّمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا کہ "حضرت! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا، یہ اشرفیاں لے لیجئے، نصف سے میرے کفن اور نصف سے دفن کا انتظام فرما دیجئے گا۔" جب دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو اسی مرید نے آکر طواف کیا اور پھر کعبۃ اللہ سے کچھ فاصلے پر لیٹ کر مر گیا۔ میں نے حسبِ وصیت اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ جب اسے قبر میں اتارا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ "موت کے بعد زندگی؟" اس نے جواب دیا، "نَعَمْ، اَنَا حَیّ" وَکُلُّ مُحِبٌّ اللّٰهِ حَیّ"۔ یعنی جی ہاں، میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر محبّ زندہ ہے۔" (ایضاً)

☆ مذکورہ دلائل سے جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنہ اپنی اپنی قبور میں حیات ہیں، تو جس دلیل کے ساتھ ان سے ان کی حیاتِ ظاہری میں مدد طلب کرنا جائز و مستحب ہے بالکل اسی دلیل کے باعث ان سے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی مدد مانگنا جائز و درست ہے۔

☆ بلکہ پیارے آقا ﷺ کے لئے چونکہ ہر آنے والی ساعت باعثِ بلندی درجات ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "وَ لَلْآخِرَةُ خَيْرٌ" لَّكَ مِنَ الْأُوْلٰى ☆ ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے ﴿کنز الایمان، الضحیٰ ۴، پ ۳۰﴾

لھذا غور کرنا چاہیئے کہ جب آپ ﷺ نے زمانہ گزشتہ میں مدد طلب کرنے پر سخاوت کے دریا بہائے تو اب زمانۂ حال اور پھر زمانۂ استقبال میں آپ ﷺ کے دریائے کرم کی موجوں کی روانی اور فیوض وبرکات کی موسلا دھار بارش کا عالم کیا ہوگا؟............ لھذا شیطان کے بہکائے میں آکر ہر گز ہر گز فیضِ سرکار ﷺ سے محروم نہیں ہونا چاہیئے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی ہم غریبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے موجود ہے، "وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ☆ ترجمہ: اور منگتا کو نہ

جھڑکو۔ ﴿کنزالایمان، الضحیٰ ۱۰، پ۳۰﴾ ....

☆یونہی اولیائے کرام رضی اللہ عنھم کا، "جب اپنی حیاتِ پاک میں امداد فرمانے پر قادر ہونا" ثابت ہوا تو بعدِ وفات ان کی حیات کے ثبوت اور فیوض وبرکات وتصرفات میں مزید اضافہ ہوجانے کی صورت میں ان کی طرف سے امداد کا یقین کامل رکھنا کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے ؟

بعدِ وفات ان کے فیوض وبرکات میں زیادتی کے سلسلے میں بطورِ دلیل چند امور درجِ ذیل ہیں۔

(1) روحِ انسانی، موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے، کیوں کہ موت بدن پر طاری ہوتی ہے، روح پر نہیں۔

☆اس پر بطورِ دلیل یہ حدیثِ پاک یاد رکھنی بہتر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "مومن کی روح ایک پرندہ کی طرح ہے، جسے جنت کے درختوں میں لٹکایا جاتا ہے، یہاں تک کہ بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم میں لوٹائے گا۔" (نسائی)

(2) سننا، دیکھنا، جاننا، پہچاننا وغیرہ یہ سب روح کی صفات ہیں۔ بعدِ موت ان تمام صفات میں اضافہ ہوجاتا ہے، کیونکہ پہلے روح بدن کی قید میں تھی جب کہ اب وہ آزاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ انسان اوپر نگاہ اٹھائے تو زیادہ سے زیادہ آسمان تک دیکھ سکتا ہے، لیکن جب یہی شخص مرکر قبر میں پہنچتا ہے تو صحیح احادیث کے مطابق اس کی نگاہ ساتوں آسمانوں کے اوپر جنت تک پہنچ جاتی ہے، یونہی دنیا میں ایک مخصوص فاصلے تک کی آواز سن سکتا تھا، لیکن جب قبر میں پہنچتا ہے تو منوں مٹی کے نیچے سے باہر کی آواز سننے پر قادر ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ "بخاری و مسلم شریف" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "لوگ جب مردے کو قبر میں رکھ کر چلتے ہیں، تو وہ مردہ ان کے "جوتوں کی آواز سنتا" ہے۔ پھر دو فرشتے آ کر اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "تیرا اس مقدس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جو تم ہی لوگوں میں رہتا تھا، جس کا نام محمد ﷺ تھا؟" تو اگر وہ مومن تھا تو کہے گا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول (ﷺ) ہیں۔" پھر اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض تجھے بہشت عطا کی ہے۔" تو وہ "ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا" ہے اور اس کی قبر ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے اور اس میں سبزہ زار بنا دیا جاتا ہے۔ پھر منافق اور کافر سے بھی یہی سوال ہوتا ہے، تو وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کوئی علم نہیں، جو لوگ کہتے تھے میں تو وہی کہا کرتا تھا۔" یہ سن کر فرشتے اسے جواب دیتے ہیں کہ "ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔" پھر اسے لوہے کے اوزاروں سے پیٹا جاتا ہے، جس کو انسانوں اور جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں۔"

☆ سیدی احمد بن رزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہاء و علماء اور مشائخ دیارِ مغرب میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ "ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ "زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟" میں نے کہا کہ "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔" شیخ نے فرمایا، "ہاں، یہ بات درست ہے کیونکہ وفات یافتہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے سامنے ہوتے ہیں۔" (اشعۃ اللمعات)

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، "فیوض الحرمین" میں لکھتے ہیں کہ "جب (اولیاءِ کرام) برزخ کی طرف انتقال کرتے ہیں تو یہ وضعیں، عادتیں اور علم سب ان کے

ساتھ ہوتے ہیں، ان سے جدا نہیں ہوتے۔

﴿ ﴾......اسی میں مزید فرماتے ہیں کہ، "جب یہ بندۂ کامل انتقال فرماتا ہے، تو نہ وہ گھٹتا ہے اور نہ اس کا کمال، بلکہ سب بدستور اسی حال پر رہتے ہیں۔

﴿ ﴾اسی میں مزید لکھتے ہیں، "جس کامل کا انتقال ہوتا تو عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ عالم سے گم گیا، حالانکہ خدا کی قسم! وہ عالم سے گما نہیں، بلکہ مزید جوہر دار اور قوی ہو گیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۴۔ صفحہ نمبر ۳۰۵۔۳۰۶)

☆اسی مضمون کی تائید کے سلسلے میں "فتاویٰ رضویہ (جلد۔ چہارم۔ صفحہ ۳۰۰) میں درج شدہ، دو فتاویٰ ملاحظہ فرمایئے۔

{1}سیدی جمال مکی رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ میں ہے کہ "مجھ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو سختیوں کے وقت مثلاً "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!....یا علی رضی اللہ عنہ!....یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ!......کہتا ہے کہ آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ "ہاں، اولیاء سے مدد مانگنی جائز کام اور مرغوب شے ہے، جس کا انکار وہی کرے گا جو ہٹ دھرم یا دشمنِ انصاف ہو گا، اور بے شک وہ برکت اولیائے کرام سے محروم رہے گا۔

{2}شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی رضی اللہ عنہ فتویٰ پوچھا گیا کہ "عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً "یا شیخ فلاں!" کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیاء و اولیاء علیھم السلام ورضی اللہ عنھم سے فریاد کرتے ہیں، اس کا شرع میں کیا حکم ہے؟

امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ "انبیاء و مرسلین و اولیاء و علمائے صالحین علیھم السلام ورضی اللہ عنھم سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت (یعنی مدد طلب کرنا) و استمداد جائز ہے۔

اب جبکہ انبیاء و اولیائے عظام علیھم السلام و رضی اللہ عنھم سے بعدِ وفات امداد کے حصول کا جائز ہونا مع دلائل سمجھ میں آ گیا تو بہتر ہے کہ اس ضمن میں چند واقعات بھی درج کر دئیے جائیں تاکہ اس سلسلے میں یقین و اعتقاد میں مزید پختگی آ سکے۔

﴿بعدِ پردۂ ظاہری، رحمتِ کونین ﷺ اور اولیائے عظام رضی اللہ عنھم کے مدد فرمانے کے ایمان افروز واقعات﴾

قحط دور فرما دیا:۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ (امام بخاری و امام مسلم رضی اللہ عنھما کے استادِ محترم) اپنی کتاب "مصنف" اور امام بیھقی رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف "دلائل النبوۃ (جلد نمبر ۱۱)" میں "سندِ صحیح" کے ساتھ حضرت مالک الدار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارکہ میں قحط پڑا۔ ایک شخص (یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کے مزارِ پاک پر آکر عرض کی، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنی امت کے لئے اللہ تعالٰی سے پانی طلب کیجئے کیوں کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔" (راوی فرماتے ہیں کہ آپ کی اس عرض کے جواب میں) رسول اللہ ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ "عمر کے پاس جا کر اسے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ لوگوں کو خبر دے دے کہ عنقریب انھیں سیراب کیا جائے گا۔"

مغفرت کی بشارت عطا فرمادی :۔

﴿1﴾ حافظ ابو سعد سمعانی نے حضرتِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا، فرماتے ہیں "رسول کریم ﷺ کو دفن کئے تین دن گزر چکے تھے کہ ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اس نے اپنے آپ کو مزارِ پرانوار پر گرا دیا اور قبر انور سے مٹی اٹھا کر

اپنے سر میں ڈال کر عرض گزار ہوا" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے فرمایا اور ہم نے سنا اور جو ہم نے آپ سے حفظ کیا وہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا اور آپ پر جو آیات نازل ہوئیں ان میں یہ آیتِ کریمہ بھی تھی۔

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" ☆ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب! تمہارے، حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں۔

﴿کنزالایمان. النساء ۶۴. پ ۵﴾

چنانچہ میں نے بھی اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں تو قبرِ انور سے ندا آئی "اِنَّهٗ قَدْ غُفِرَ لَكَ" بے شک تیری مغفرت فرمادی گئی ہے۔" (شواہد الحق)

﴿2﴾ محمد بن حرب باہلی سے مروی ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا، نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اعرابی تیزی سے اونٹ دوڑاتے ہوئے حاضر ہوا، اونٹ بٹھایا اور اس کا پاؤں باندھا، پھر قبرِ انور پر حاضر ہوا، بہت پیارے انداز میں سلام پیش کیا اور دلکش انداز میں دعا مانگی، پھر عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ساتھ مخصوص فرمایا، آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں آپ کے لئے اولین و آخرین کے علوم جمع فرمادیئے اور اسی کتاب میں یہ بھی فرمایا اور اس کا فرمان برحق ہے "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم...... الاية ۔" میں بھی آپ کی بارگاہ میں پناہ حاصل کرنے آیا ہوں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں اور آپ کے ساتھ آپ کے کریم ورحیم رب قدوس

کی جناب میں توسل وشفاعت حاصل کرتا ہوں اور جس قبولِ توبہ اور مہربانی کا اس نے وعدہ دیا ہے اس کا سوال کرتا ہوں پھر مزارِ پرانوار کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
اَنْتَ النَّبِیُّ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ عَنْدَالصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَّتِ الْقَدَمُ
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ فِیْهِ الْعِفَافُ وَ فِیْهِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

ترجمہ :☆اے وہ ذات والا صفات جو ان لوگوں سے بہتر و برتر ہے جن کے اعضاء بدن کو میدانی علاقہ میں دفن کیا گیا اور ان اعضاء واجزاء بدن سے میدانی علاقے اور پہاڑ وٹیلہ پاکیزہ وخوشبودار ہو گئے۔

☆ آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی امید جہنم کی پشت پر رکھے ہوئے پلِ صراط سے قدموں کی لغزش کے وقت کی جاتی ہے۔

☆ میری جان فدا ہو اس قبر انور پر جس میں آپ نے سکونت اختیار فرمائی ہے وہی قبر عفت وپاکدامنی کا گہوارہ ہے اور وہی قبر جود و کرم پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مجھے اس امر میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہ رہا کہ وہ مغفرت و بخشش کے ساتھ رخصت ہوا اور اس سے زیادہ حسین وبلیغ سلام اور طریقۂ ادب والتجاء میرے سننے میں نہیں آیا۔

محمد بن عبداللہ العتبی نے اس خبر وحکایت کو روایت کیا ہے اور اس میں اس قدر اضافہ نقل کیا کہ مجھے اس دوران اونگھ آگئی تو رسولِ کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے فرمایا "اے عتبی !اس اعرابی کے پاس پہنچ اور اس کو یہ بشارت دے دے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مغفرت و بخشش فرمادی ہے۔" (شواہد الحق)

شہادت عطا فرمادی :۔

حافظ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت پہنچی

ہے کہ "فقیہ ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن رواحہ بن ابراہیم بن عبد اللہ بن رواحۃ الحموی نے نبی الانبیاء ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور اس کا صلہ بارگاہِ نبوت پناہ ﷺ سے یہ طلب کیا کہ انہیں راہِ خدا میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان کی تمنا بر آئی اور شہادت نصیب ہو گئی۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر فرماتے ہیں کہ وہ مرج عکا میں بروز بدھ شعبان ۵۷۹ھ میں شہید ہوئے۔(شواہد الحق)

{مختلف حاجات پوری فرمانا}

{1}میدانِ محشر کا سہارا عطا فرمادیا :-

قیروان کے بعض ثقہ مشائخ نے نقل فرمایا کہ "ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ پر چلا اس کے دوستوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ "مجھے تیرے ساتھ ایک کام ہے اور میری دلی خواہش ہے کہ تو میری اس حاجت کو پورا کرنے میں خصوصی توجہ دے۔" جب عازمِ حج نے دریافت کیا کہ "وہ کونسی حاجت ہے تو اس نے کہا کہ میرا یہ خط نبی اکرم ﷺ کی قبرِ انور اور روضۂ اطہر تک پہنچا دینا، میرا سلام اس بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کر کے اس عریضہ کو مزارِ پر انوار کے سرہانے دفن کر دینا، مگر اس کو نہ کھولنا اور نہ مطالعہ کرنا یہی میری سب سے بڑی خواہش و حاجت ہے۔"

اس عازمِ حج نے اپنے اس دوست سے استدعا کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ اس نے بیان کیا کہ "جب میں زیارتِ حرمینِ طیبین کی سعادت سے بہرہ ور ہوا تو روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا اور اپنی حاجات بارگاہِ کرم میں پیش کیں، پھر اس دوست کا سلام اور رقعہ وعریضہ پیش کیا۔ جب واپس پہنچا تو وہ دوست استقبال کے لئے شہر سے باہر آ کر ملا اور قسمیں دے کر اپنے ہاں مہمان بننے پر مجبور کیا، میں اس کی خواہش کے مطابق اس کا مہمان بنا، اس نے میری خوب خاطر تواضع کی اور میرے اہلِ

خانہ کے ساتھ بھی اسی طرح حسنِ سلوک سے پیش آیا۔ بعد ازاں مجھ سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے، آپ نے میرا عریضہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔" مجھے حیرت ہوئی کہ اس مجھ سے دریافت تو کیا نہیں کہ عریضہ پہنچایا یا نہیں اور خود بخود ہی اس پر مطلع ہے اور مجھے خبر بھی دے رہا ہے۔

میں نے اس سے دریافت کیا کہ "آپ کو کیوں کر معلوم ہو گیا کہ میں نے آپ کی فرمائش کو پورا کر دیا ہے؟" اس نے کہا "اب میں آپ کو ساری صورتِ حال بتاتا ہوں، دراصل میرا ایک بھائی فوت ہو گیا تھا اور اس کا ایک چھوٹا سا یتیم بچہ میری کفالت میں باقی رہ گیا تھا، میں نے حتی المقدور اس کی خوب تربیت کی، مگر قضائے الٰہی سے وہ نابالغی میں ہی فوت ہو گیا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ میدانِ محشر میں جمع ہو چکے ہیں اور سخت جہد و مشقت کی وجہ سے ہر شخص شدید پیاس کا شکار ہے، اسی دوران مجھے اپنا وہ بھتیجا نظر آ گیا، جس کے ہاتھ میں پانی تھا میں پانی پلانے کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا میرا باپ پیاسا ہے اور اس کا حق زیادہ ہے۔" مجھے یہ چیز گراں گزری، جب آنکھ کھلی تو خواب میں دیکھے ہوئے منظر کی وجہ سے سخت گھبرایا ہوا تھا اور اپنے بھتیجے کا وہ طرزِ عمل دیکھ کر غمگین بھی تھا اور اس قدر محوِ حیرت و استعجاب تھا کہ مجھے صبح ہونے کا یقین بھی نہیں آ رہا تھا۔

الغرض میں نے صبح اٹھ کر چند دینار راہِ خدا میں صدقہ کئے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ "مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور وہ لڑکا عطا فرمایا، جو آپ نے جاتے وقت میرے پاس دیکھا تھا، چنانچہ اس کے اس عمر تک پہنچنے کے بعد آپ کو اس سعادت مند سفر کا اتفاق ہوا تو میں نے وہ عریضہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں آپ کے ہاتھوں روانہ کیا اور اس میں یہ التجاء کی کہ آپ اللہ

تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ مجھ سے یہ فرزند قبول فرمائے اور اسے اپنے پاس بلالے تاکہ بروزِ قیامت اس کے کام آئے اور محشر کی شدتوں اور سختیوں میں موجبِ راحت و سکون بننے کی امید رکھ سکوں۔ چنانچہ آپ کے جانے کے بعد فلاں فلاں دن وہ بخار میں مبتلا رہا اور فلاں رات اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے یقین کر لیا کہ میرا عریضہ پہنچ گیا اور میری حاجت بطفیلِ نبی کریم ﷺ پوری ہو گئی۔ " راوی کہتا ہے جب میں نے تاریخوں کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ جس دن کی ظہر کو لڑکا بیمار ہوا اور اگلی رات فوت ہوا، میں اس وقت روضۂ رسول ﷺ پر حاضر تھا۔ شواہد الحق

﴿2﴾ گھوڑا دلوا دیا :۔

استاذ ابو العباس احمد بن محمد جرجی فرماتے ہیں کہ "میں دیویہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص دیکھا، جو سیمون بیچاوی قارس کے نام سے معروف تھا، وہ سلطان ملک کامل کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب کہ دشمن دمیاط کی سرحد پر تھا۔ وہ سلطان موصوف کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اور اسلام لانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ "میرے اور دیویہ کے درمیان باہم اختلاف و نزاع پیدا ہوا، میں ان سے الگ ہو گیا، مادہ خچر یا نر خچر پر سوار ہوا اور عربی نسل کا گھوڑا ہاتھ میں پکڑا، وہ بھی میرے پیچھے پکڑنے کو نکلے، مجھے ایک طرف تو ان کو خوف دار گیر تھا اور دوسری پریشانی یہ لاحق ہوئی کہ میرا گھوڑا مجھ سے بھاگ گیا۔ چنانچہ میں نے اس ابتلاء و آزمائش کی گھڑی میں بطورِ توسل بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) میں عرض کیا "اے محمد بن عبداللہ (ﷺ)! اگر میرا گھوڑا میری طرف واپس آجائے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔" یہ فریاد کرتے ہی میرے گھوڑے نے میرے گرد ایک یا دو چکر لگائے، چنانچہ میں نے اس کو پکڑ لیا اور بادشاہِ اسلام کے پاس پہنچ گیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔" چنانچہ وہ ناحیات کفار کے

ساتھ معروف جہاد رہا اور اسلام پر ہی اس کا خاتمہ ہوا اور یہ سب نبی کریم ﷺ کے ساتھ توسل اور آپ کے ذکر پاک ہی کی برکت تھی۔" (شواہد الحق)

﴿3﴾ قرض دور کروادیا :۔

☆ حضرت محمد بن منکدر کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ "اہل یمن کے ایک آدمی نے میرے باپ کے پاس اسی (۸۰) دینار بطور امانت رکھے اور ان سے کہا "اگر ضرورت پڑے تو ان کو خرچ کر لینا، جب واپس آؤں تو مجھے ادا کر دینا۔" اور وہ خود جہاد کے لئے چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں سخت قحط اور خشک سالی نے غلبہ کیا، میرے باپ نے وہ دینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے، تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص واپس آگیا اور اس نے اپنی امانت طلب کی میرے باپ نے اس سے کہا "کل آنا (میں تمہاری امانت واپس کر دوں گا)۔" آپ اس رات مسجد شریف میں ہی ٹھہرے، کبھی روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے اور نبی اکرم ﷺ کی نظر عنایت کے طلب گار ہوتے اور کبھی منبر شریف کے پاس آتے اور دعا والتجاء کرتے، حتیٰ کہ سپیدۂ سحر نمودار ہونے لگا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تاریکی میں ایک شخص نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا "اے محمد بن منکدر! یہ تھیلی لیجئے۔" آپ نے ہاتھ بڑھا کر اس کو وصول کیا، کھول کر دیکھا تو وہی اسی (۸۰) دینار اس میں موجود تھے۔ صبح ہوئی تو وہ شخص آگیا انہوں نے اسی (۸۰) دینار اس کے حوالے کر دیئے اور بوسیلہ نبی کریم ﷺ اس قرض سے سبکدوش ہو گئے۔"

(شواہد الحق)

☆ یوسف بن علی جو کہ حرمِ رسول ﷺ کے مجاور تھے، بیان فرماتے ہیں "مجھ پر بہت سا قرض چڑھ گیا جس کی وجہ سے میں نے مدینہ منورہ سے باہر جانے کا

قصد کیا پھر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور اپنے قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ سے استغاثہ کیا، خواب میں دولت دیدار سے مشرف ہوا، آپ نے مجھے وہیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا شخص مہیا فرمادیا جس نے میرے سارے قرضے ادا کر دیئے۔"

﴿4﴾ مکہ پہنچوادیا :۔

ام فاطمہ اسکندرانیہ کا بیان ہے کہ " میں مدینہ منورہ حاضر ہوئی تو میرے پاؤں پر سخت ورم اور سوجن ہوگئی، جس نے مجھے اپاہج کر دیا اور چلنے پھرنے سے بالکل معذور، میں روضۂ اقدس کے گرد چکر کاٹتی اور عرض کرتی "یا حبیبی !....یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!.... لوگ حاضری دے کر گھروں کو لوٹ گئے اور میں پیچھے رہ گئی ہوں میرے اندر واپسی کی بالکل ہمت و استطاعت نہیں یا تو باسلامت اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچ جاؤں یا یہیں وفات آجائے اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں پہنچ جاؤں۔"

وہ اسی استغاثہ کو دہراتی رہی بالآخر ایک دفعہ وہ روضۂ اقدس کے پاس موجود تھی کہ تین عربی جوان وہاں پہنچ گئے جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے "کون ہے جو مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے ؟" وہ فوراً بولی" میں ۔"ان میں سے ایک نے کہا"اٹھو۔" اس نے کہا"میں تو اٹھ نہیں سکتی۔"اس نے کہا"اپنا قدم لمبا کر۔" جب اس نے قدم بڑھایا اور انہوں نے اس کی حالت دیکھی تو کہا"ہاں یہی عورت ہے (جس کے متعلق بارگاہ نبوی ﷺ سے ارشاد ہوا ہے۔)۔"انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور تیز رفتار اونٹنی پر سوار کر دیا اور مکہ مکرمہ پہنچادیا۔ ان میں سے ایک سے جب اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے کہا"میں نے خواب میں رسول معظم ﷺ کی زیارت کی، آپ نے مجھ سے

فرمایا کہ "یہ عورت پاؤں کے عارضہ میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے اپاہج ہو گئی ہے اسے لے جاؤ اور مکہ مکرمہ پہنچادو، کیونکہ کئی دنوں سے یہ مجھ سے استغاثہ اور فریاد رسی کی درخواست کر رہی ہے۔"

فرماتی ہیں کہ "میں بہت آرام و سکون سے مکہ مکرمہ پہنچ گئی اور پھر بغیر کسی پریشانی اور تکلیف کے اسکندریہ پہنچ گئی اور پاؤں بھی بالکل درست ہو گیا۔" (شواہد الحق)

﴿5﴾ خرچہ دلوا دیا :۔

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم الہذلی فرماتے ہیں "میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا اور میرے ساتھ کچھ فقراء اور درویش بھی تھے، جب میں نے رخصت ہونے کا ارادہ کر لیا اور حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض کیا کہ "یارسول اللہ! مجھے بطورِ سفر خرچ بیس درہم درکار ہیں، فوراً ایک شخص نے آکر بیس درہم میرے حوالے کر دیئے۔ (اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ استغاثہ کی بدولت مدعا پورا ہو گیا۔)"

﴿6﴾ مزارِ ابراہیم علیہ السلام پر مؤذنی دلوا دی :۔

ابو موسیٰ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ "ابو مروان عبد الملک بن حزب اللہ جو کہ بیتِ خلیل علیہم السلام میں موذن تھے، تیرہ سال کا عرصہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے، فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط سالی کا زور ہوا تو میں نے اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، خواب میں رسول گرامی ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا، میں نے اپنی مجبوری آپ سے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ "شام کی طرف رحلت کر جاؤ۔" میں نے عرض کیا آپ سے دوری پر صبر و قرار کیسے میسر ہو سکتا ہے؟" آپ نے فرمایا" شام کی طرف کوچ کرو۔" میں نے پھر وہی عرض پیش کی، تو آپ نے فرمایا" تم شام میں حضرتِ ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے مزار کی

طرف منتقل ہو جاؤ۔ "میں نے حسب الارشاد وہاں حاضری دی تو اللہ تعالیٰ نے وہاں موذن بننے کا شرف عطا اور دین و دنیا کی بہتریاں عطا فرمائیں۔" (شواہد الحق)

﴿7﴾ سند دلوا دی :۔

مصر کے قدیم دار العلوم جامعہ ازھر میں منصبِ قراءت پر فائز ایک استاد نے تین طلاق کے ساتھ قسم کھالی کہ "جو شخص بھی میرے پاس فنِ تجوید و قراءت کی تکمیل کرے گا تو اس وقت تک اس کو اس فن کی تدریس کی سندِ اجازت نہ دوں گا جب تک دس دینار بطورِ نذرانہ وصول کر لوں گا، خواہ وہ سندِ اجازت کا جتنا بھی حق دار کیوں نہ ہو۔"

اتفاق سے ایک فقیر اور نادار شخص نے ان کے ہاں فنِ قراءت حاصل کیا، جب سندِ اجازت طلب کی تو استاد نے اپنی قسم کا تذکرہ کیا، شاگرد رنجیدہ خاطر ہوا۔ اپنے ساتھیوں سے اس صورتِ حال کا تذکرہ کیا تو انہوں نے پانچ دینار جمع کر دیئے، استاد کی خدمت میں پیش کئے مگر انہوں نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ نادار متعلم استاد سے رخصت ہوا، دیکھا تو ایک ساربان نے اونٹ کو تیار کر رکھا ہے اور مکہ مکرمہ جانے والا ہے، اس درویش نے دل میں عزم کر لیا کہ ان پانچ دیناروں کو حج پر خرچ کرتا ہوں۔ چنانچہ ضروری سامان خریدا اور مکہ مکرمہ کے ارادہ پر مصر سے روانہ ہوا، جب حاضری کی دولت نصیب ہوئی اور حج کی سعادت سے بہرہ ور ہو گیا تو مدینہ منورہ میں حاضری دی، جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچا تو عرض کیا "السلام علیک یا رسول اللہ "۔ بعد ازاں ائمہ سبعہ سے مروی و منقول قراءت رحمتِ کونین ﷺ کے حضور پڑھیں اور عرض کیا کہ "یہ قراءت فلاں شیخ اور فلاں قراءت کرنے والے کے واسطہ سے جنابِ والا سے مجھ تک پہنچی، میں نے اپنے

شیخ سے سندِ اجازت طلب کی مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا، میں اس کے حصول میں آپ کی ذاتِ اقدس سے استغاثہ کرتا ہوں۔" اتنا عرض کیا اور جاکر سو رہا۔ خواب میں رحمتِ مجسم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا" جاکر اپنے شیخ کو سلام دینا اور کہنا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں بغیر کسی ہدیہ ونذرانہ کے مجھے سندِ فراغت عطا کر دو اور اگر وہ اس پیغام میں تجھے سچا نہ سمجھے اور تجھ پر اعتماد واعتبار نہ کرے تو کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے "زُمَراً زُمَراً "والی نشانی میری راست گوئی کے لئے علامت ودلیل مقرر فرمائی ہے۔" جب وہ نادار طالب علم مصر پہنچا، اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول خدا ﷺ کا پیغام، علامت ودلیل بیان کئے بغیر اس تک پہنچادیا، جب شیخ نے اس کی صداقت پر اعتماد واعتبار نہ کیا تو اس نے کہا کہ "میری صداقت کی علامت "زمراً زمراً" ہے۔" یہ سنتے ہی استاد کی چیخ نکل گئی اور غش کھا کر گر گیا۔ جب ہوش آیا تو حاضرینِ مجلس نے دریافت کیا کہ "یہ کیا قصہ ہے؟"

شیخ نے بتایا "میں بسا اوقات قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا (مگر بسرعتِ تمام اور تیزی وروانی کے ساتھ)، ایک دن دورانِ تلاوت جب یہ آیتِ مقدسہ پڑھی "وَمِنۡهُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ☆ترجمہ: اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں ﴿کنز الایمان البقرۃ ۷۸، پ ۱﴾ "تو میں نے قسم کھائی کہ "میں قرآن مجید کی تلاوت بغیر فہم اور تدبر معانی کے نہیں کروں گا۔"

مگر اس طرح قرانِ مجید کے حفظ وضبط کی رفتار بہت سست ہوگئی اور عرصہ دراز گزرنے پر صرف قلیل حصہ تلاوت کر سکا اور قرآن مجید بھولنے لگا۔ چنانچہ میں نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور قرآن مجید کو حفظ کرنا شروع کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ اس کو جلد

حفظ کر لیا ،ایک دن دورانِ تلاوت جب یہ آیتِ مقدسہ زبان پر آئی "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِم" لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِد" وَّمِنْهُمْ سَابِق" بِالْخَیْرَاتِ ۔ ترجمہ: پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور کوئی میانہ چال پر ہے اور ان کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا۔﴿کنزالایمان. فاطر ۳۲. پ۲۲﴾ تو میں نے سوچا" کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ میں ان تین اقسام میں سے کس قسم میں داخل ہوں۔" پھر میں نے دل ہی دل میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ میں دوسری اور تیسری قسم میں یقیناً داخل نہیں ،لہذا صرف پہلی قسم میں شامل ہوں اور سخت غم واندوہ لاحق ہوا۔اسی دوران نیند آگئی اور بخت بیدار نے یاوری کی، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے' فرمایا" قرانِ مجید کے قاریوں اور تلاوت کرنے والوں کو یہ مژدہ سنادو کہ وہ "زمراً زمراً یعنی فوج در فوج اور گروہ در گروہ جنت میں داخل ہوں گے۔'

پھر وہ شیخ اس فقیر ونادار طالب علم کی طرف متوجہ ہوا،اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور حاضرینِ مجلس کو فرمایا" تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ خود ان قراءت سبعہ وعشرہ کے ساتھ قرآنِ مقدس کی تلاوت کرے اور متعلمین میں سے جس کو چاہے پڑھائے۔" یہ سب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استغاثہ وتوسل کی برکت تھی۔(شواہد الحق)

﴿8﴾ گھر پہنچوا دیا :۔

شیخ ابو ابرہیم ورادر رضی اللہ عنہ جن کی کرامات مغربی علاقہ میں مشہور ومعروف ہیں ،اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "انہوں نے ایک دفعہ چند ساتھیوں کی رفاقت میں حجِ بیت اللہ کے لئے سفر کیا۔مکہ مکرمہ پہنچ کر مناسکِ حج ادا کئے پھر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی،ان کے ساتھی واپس ہو گئے اور انہیں زادِ راہ کی قلت

کے پیشِ نظر وہیں چھوڑ گئے۔ وہ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ عالم پناہ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے استغاثہ و توسل کرتے ہوئے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ جانتے ہیں میرے ساتھی مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔" خواب میں حبیب کریم ﷺ کا شرفِ دیدار نصیب ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا "مکہ شریف جاؤ اور وہاں ایک شخص زمزم کے کنویں پر لوگوں کو پانی کھینچ کر پلا رہا ہو گا، اس سے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر تک پہنچاؤ۔"

فرماتے ہیں "حسب الارشاد مکہ مکرمہ پہنچا، چاہِ زمزم پر گیا (ایک شخص پانی کھینچ رہا تھا) میں ابھی کچھ کہہ نہیں پایا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ "لوگوں کے پانی سے فارغ ہونے تک مجھے مہلت دو۔" جب وہ پانی پلانے سے فارغ ہوا تو رات کا وقت آپہنچا تھا، اس نے کہا "بیت اللہ شریف کا طواف کر لو اور میرے ساتھ مکہ شریف کے بالائی حصہ کی طرف چلو۔" چنانچہ میں طواف سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ اس کے قدم بقدم چل پڑا۔ جب صبح قریب ہوئی تو میں ایک ایسی وادی میں پہنچا ہوا تھا، جس میں بہت گھنے درخت تھے اور پانی کے چشمے، میں نے سوچا یہ وادی تو میرے علاقہ وادی شفشاوہ کے بالکل مشابہ ہے۔ جب اچھی طرح سپیدۂ سحر نمودار ہوا اور میں نے غور سے دیکھا تو وہ واقعی وادی شفشاوہ تھی میں اپنے اہل وعیال کے پاس گیا، ان کو اپنے گھر پہنچنے کی عجیب وغریب داستان سنا کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ لوگوں نے سراپا تعجب بن کر مجھ سے ان ساتھیوں کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ لوگ مجھے مفلس ونادار سمجھ کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں چھوڑ کر چلے آئے تھے، بعض نے میری بات کو درست تسلیم کیا اور بعض نے مجھے جھوٹا سمجھا، چند ماہ گزرے تو میرے وہ ساتھی بھی آپہنچے اور انہوں نے خود اصلی صورتِ حال لوگوں سے بیان کی۔ (تب سب کو یقین آگیا)"

(شواہد الحق)

ملا یہ :۔ چونکہ پہلے زمانے میں اونٹوں اور خچروں وغیرہ پر سفر ہوا کرتا تھا، اسی وجہ سے ان کے ساتھی کچھ مہینوں کی تاخیر سے پہنچے۔

﴿9﴾دربار رسالت ﷺ میں ،تکلیف دینے والے کو سزا :۔

ابو القاسم ثابت بن احمد بغدادی نے بتایا کہ "انہوں نے مدینہ طیبہ میں ایک شخص کو دیکھا، جس نے مزارِ اقدس کے پاس آکر صبح کی اذان دی اور اس میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہا تو مسجد شریف کے خدام میں سے ایک خادم نے اس کے پاس آکر اس کو تھپڑ مار دیا، وہ شخص رو دیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے ؟" اتنا عرض کرنا تھا کہ وہ خادم مفلوج ہو گیا اسے وہاں سے اٹھا کر گھر پہنچایا گیا مگر تین دن کے بعد ہی مر گیا۔" (شواہد الحق)

﴿10﴾فریاد کرنے والی کے دشمن ہلاک فرما دئیے :۔

ایک ہاشمی خاندان کی عورت سے منقول ہے کہ "وہ مدینہ منورہ میں مقیم تھی اور مسجدِ نبوی کے تین خادم اس کو ایذاء و تکلیف دیتے تھے، اس نے کہا ایک دن میں بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں فریاد و زاری کی، تو حجرہ مبارکہ سے آواز آئی "کیا تیرے لئے میرا اسوہ کافی نہیں ہے ؟ تو بھی لوگوں کی ایذاؤں پر اسی طرح صبر و تحمل سے کام لے جس طرح کہ میں نے حلم و حوصلہ سے کام لیا۔" یہ آواز آتے ہی جو رنج و الم اور درد و کرب در پیش تھا، فوراً زائل ہو گیا اور وہ تینوں خادم جلد ہی موت کا شکار ہو گئے۔ پھر وہ عورت عرصہ دراز تک وہیں مقیم رہی اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔"

(شواہد الحق)

﴿11﴾گمشدہ بیٹا دلوا دیا :۔

شیخ ابو القاسم بن یوسف اسکندرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں

مدینہ طیبہ میں تھا ایک شخص کو قبرِ انور کے پاس دیکھا جو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں گریہ و زاری کر رہا ہے اور عرض کرتا ہے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں تاکہ میرا بیٹا مجھے واپس مل جائے۔" میں نے اس کے بیٹے کی گمشدگی کی صورت دریافت کی تو اس نے بتایا کہ "میں جدہ سے روانہ ہوا تو میرا بیٹا میرے ساتھ تیز رفتار اونٹنی پر ہم سفر تھا، قضائے حاجت کے لئے گیا اور پھر پتہ نہ چل سکا کہ کدھر اترا۔"

چند سال کے بعد وہ شخص مجھے مصر میں ملا تو میں نے بیٹے کے متعلق اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا "اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے ملا دیا، قصہٗ ملاقات یہ ہے کہ بنی شبعہ نے پکڑ کر اونٹ چرانے پر لگا دیا تھا، ان میں سے ایک پاکباز عورت نے خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کی، آپ نے اس سے فرمایا کہ "مصری شخص کو بنی شبعہ کے قبضہ سے آزاد کرا کر گھر بھیج دو۔" اس عورت کی سفارش پر میرے بیٹے کو آزاد کر دیا گیا۔ یقیناً یہ سب کچھ نبی کریم ﷺ کے ساتھ استغاثہ و توسل کی برکت تھی۔" (شواہد الحق)

﴿12﴾ گمشدہ اونٹ دلوا دیا :-

الشریف ابو اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ بن ماجد الحسینی فرماتے ہیں "ہم شام اور مدینۃ النبی ﷺ کے درمیان سفر کر رہے تھے کہ ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی کے متعلق یہ اطلاع ملی ہوئی تھی کہ "ان کا فرمان ہے اور اعلان عام ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو وہ "عبادان" میں میری قبر کی طرف متوجہ ہو کر میرے ساتھ استغاثہ کرے اور سات قدم چلے تو اس کی حاجت ان شاء اللہ بر آئے گی۔" جب میں اس خیال پر عبادان کی طرف متوجہ

ہوا اور استغاثہ کا قصد کیا تو ہاتفِ غیبی نے مجھے آواز دی "أَمَا تَسْتَحِيْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ تَسْتَغِيْثُ بِغَيْرِهٖ ۔ یعنی کیا تجھے رسول اللہ ﷺ سے حیا نہیں آتی کہ (ان کا فرد ہوتے) ان کی بجائے دوسروں سے استغاثہ کرتا ہے؟" اس آواز کے کانوں میں پڑتے ہی میں مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا "یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا مُسْتَغِیْثٌ" بِكَ۔ اے میرے سردار اے رسول خدا ﷺ! میں آپ سے فریاد رسی کی درخواست کرتا ہوں۔" میں یہ جملہ مکمل بھی نہیں کر پایا تھا کہ ساربان نے پکار کر کہا "ہمارا اونٹ دستیاب ہو گیا ہے۔" (شواہد الحق)

﴿13﴾ راستہ دکھا دیا :۔

☆ یوسف بن علی فرماتے ہیں کہ "میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف پیدل چلنے والے راہ پر گامزن تھا کہ راستہ سے بھٹک گیا، میں نے فوراً نبی اکرم ﷺ کے ساتھ استغاثہ کیا، اچانک ایک عورت آتی ہوئی نظر پڑی جو مجھے اشارہ کرتی ہے کہ میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ چنانچہ میں اس کے پیچھے چلتا ہوا مدینہ منورہ پہنچ گیا۔" (شواہد الحق)

☆ ابو الحجاج ہی کا بیان ہے کہ "میں نے فقراء میں سے ایک شخص کو دیکھا جو مدینہ طیبہ کے راستہ سے بھٹک گیا تھا، جب اس نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ استغاثہ کیا تو فوراً اس کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قبہ اور روضہ دکھائی دیا (اور مدینہ طیبہ کی طرف رہنمائی ہو گئی) حالانکہ اس جگہ اور مدینہ شریف کے درمیان دو دن کا بلکہ اس سے بھی زیادہ کا فاصلہ تھا۔" (شواہد الحق)

﴿14﴾ پانی عطا فرمادیا :۔

ابو عبداللہ سالم المعروف بخواجہ کا بیان ہے کہ "میں نے خواب میں

اپنے آپ کو دریائے نیل کے اندر ایک جزیرہ پر موجود پایا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگر مچھ مجھ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، میرے خوف ودہشت کی کوئی انتہا نہ رہی، ناگاہ ایک مقدس ہستی میرے سامنے آموجود ہوئی، جن کے متعلق میرے دل نے یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انہوں نے فرمایا"کہ جب تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو جائے تو اس طرح کہہ دیا کرو"اَنَا مُسْتَجِیْرٌ" بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اے رسول خدا میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔"میرے احباب میں سے ایک نے سفر کا ارادہ کیا جن کی بینائی کمزور تھی میں نے اس کو اپنا خواب بیان کیا اور اس سے کہا جب آپ کو اثناءِ راہ میں کوئی مشکل درپیش ہو تو اس طرح کہنا"**انا مستجیر بك یا رسول اللہ**"۔

جب وہ سفر طے کرتا ہوا مقامِ رابغ پر پہنچا جہاں پانی کی سخت قلت تھی، تو اس کا خادم پانی کی تلاش میں چلا گیا اس نے مجھے بتایا کہ"مشکیزہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں پانی کی تلاش میں بڑی دقت اور پریشانی محسوس کر رہا تھا، مجھے فوراً آپ کا خواب اور قول یاد آیا تو میں نے عرض کیا"**انا مستجیر بك یا رسول اللہ**"میں اسی حال میں تھا کہ ایک آدمی کو اس طرح آواز دیتے ہوئے سنا"زُمَّ قِرْبَتَكَ. یعنی اپنا مشکیزہ بھر۔" اور ساتھ ہی مجھے مشکیزہ میں پانی گرنے کی آواز سنائی دینے لگی حتیٰ کہ میرا مشکیزہ پر ہو گیا اور مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ شخص کدھر سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا؟" (شواہد الحق)

﴿15﴾ پانی اور قوت عطا فرمادی :۔

ابو محمد عبدالواحد بن علی صنہاجی کہتے ہیں"میں ملک شام میں چھ ماہ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ بیمار رہا جب میں نے قافلہ کے سواروں کو دیکھا کہ وہ عازمِ سفر ہو گئے ہیں تو میرا بھی سفر کا پختہ ارادہ بن گیا۔ اہلِ قافلہ نے اعلان کیا کہ"تین دن کے لئے پانی ذخیرہ کر لو۔"جب رات ہوئی تو میں نے سورۂ طٰہٰ پڑھی اور عرض کیا"انا

فِیْ ضِیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"۔ یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی ضیافت میں ہوں۔" اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے تاکہ میں آپ سے سکون حاصل کروں۔" جوں ہی آنکھ لگی تو حبیبِ کبریاء ﷺ کا دیدار حاصل ہو گیا، میں نے آپ کو سلام پیش کیا، آپ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں اور تجھے حاجت بر آنے کی بشارت دیتا ہوں۔"

نبی اکرم ﷺ کی برکت سے صبح اٹھے تو پانی وافر مقدار میں دستیاب تھا جو سب سواروں کو کافی ہو گیا اور میری ساری کمزوری اور نقاہت بھی جاتی رہی، مجھے سوار ہونے کی پیش کش کی جاتی مگر میں انکار کر دیتا اور پیدل چلتا ہوا سواروں سے آگے نکل جاتا۔ یہ سب نبی پاک ﷺ اور ان کے فیضان نظر کی برکت تھی۔" (شواہد الحق)

﴿16﴾ قوت عطا فرمادی :۔

ابو عبد اللہ محمد بن سالم سجلماسی فرماتے ہیں کہ "جب میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا قصد کیا اور پیدل چلنے والوں کے راستے پر چل نکلا، تو جب کبھی راہ میں ضعف وناتوانی اور کمزوری ولاغری محسوس ہوتی تو عرض کرتا "انا فی ضیافتك یا رسول الله ﷺ...... یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔" تو وہ ضعف وناتوانی فوراً زائل ہو جاتی۔" (شواہد الحق)

﴿17﴾ کنویں سے باہر نکال دیا :۔

احمد بن محمد سلاوی فرماتے ہیں کہ "جب میں بارگاہِ رسالت، پناہ ﷺ سے رخصت ہونے لگا تو میں نے عرض کیا "یا سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم! میں دورانِ سفر صحراء وبیابان میں داخل ہوں گا، جب کوئی سختی ومصیبت در پیش ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو پکاروں گا اور اس سے دعا کروں گا اور آپ سے توسل واستعانت حاصل کروں گا

۔"حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی اسی طرح عرض کیا۔ دورانِ سفر ہفتہ بھر جنگل وبیاباں میں پے در پے سفر کرتا رہا، اسی اثناء میں ایک کنوئیں کے اندر گر گیا، جس میں کافی پانی تھا اور چاشت سے لے کر عصر کے بعد تک کنوئیں میں ہی غوطے کھاتا رہا اور موت سر پر منڈلاتی نظر آئی، فوراً ہی مجھے خیال آیا کہ میں نے بارگاہِ نبوی اور شیخین سے رخصت ہوتے وقت یوں عرض کیا تھا، لہٰذا اس خیال کے آتے ہی میں نے عرض کیا"یا حبیبی! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری عرض کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے میری دستگیری فرمائیے۔" اور اسی طرح حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما سے عرض کیا تو یوں معلوم ہوا کہ کسی نے مجھے کنویں کی تہہ سے اٹھا کر منڈیر پر بٹھادیا ہے اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے باہر نکل آیا۔" (شواہد الحق)

﴿۱۷﴾ کشتی کنارے لگادی :۔

ابو الحسن بن مصطفیٰ عسقلانی فرماتے ہیں "ہم بحرِ عیذاب کے گہرے پانی میں داخل ہوئے اور جدہ جانے کا ارادہ تھا، سمندری موجیں ہم پر غالب آئیں جو مال واسباب پاس تھا وہ سب سمندر میں پھینک دیا اور خود بھی موت کا انتظار کرنے لگے ،اسی دوران ہم نے نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کرے ہوئے "یا محمداہ یا محمداہ!" کہنا شروع کیا، ہمارے ساتھ ایک مردِ صالح تھے جو علاقہ مغرب کے رہنے والے تھے انہوں نے کہا" اے حجاج کرام! گھبرائیے نہیں ان شاء اللہ العزیز تم صحیح وسالم رہو گے اور بعافیت کنارے پر پہنچ جاؤ گے ،میں نے ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور عرض کیا ہے،"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کی امت آپ سے استغاثہ کرتی ہے۔" آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے ،آپ نے ان کو فرمایا"اس کشتی کو بچاؤ اور بسلامت کنارے لگاؤ۔" میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ "

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمندر میں اتر پڑے اور کشتی کے اگلے حصہ کو پکڑ کر کنارے کی طرف کھینچنے لگے حتیٰ کہ اس کو ساحل سے لگا دیا۔" الغرض سرورِ کونین ﷺ تمہاری فریادوں کو سن رہے ہیں لہذا تم سلامتی وعافیت میں رہو گے۔ اور پھر اسی طرح ہوا کہ جونہی شیخ مغربی نے یہ مژدہ سنایا تو اس کے بعد ہم نے خیر و بھلائی ہی دیکھی۔" (شواہد الحق)

﴿18﴾ طوفان سے نجات دلوائی :-

الفقیہہ الامام القاسم لمن الفقیہہ الامام الشہید عبد الرحمٰن بن القاسم الجزولی نے فرمایا" جب ہم قصیر سے ۶۴۵ھ میں مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے تو ہم نے عصر کے بعد جزیرہ سرناقہ کے گہرے پانی والی جگہ کو عبور کرنے کا قصد کیا مگر سمندری پانی ہم پر غالب آگیا، زوردار ہوا چلنے لگی، ادھر سورج بھی غروب ہوگیا ساحل کا کہیں نام ونشان نہ ملتا تھا اور نہ یہ پتہ چلتا تھا کہ کدھر اور کس سمت پر جارہے ہیں ہم نے کشتی کو لنگر انداز کردیا اور اس کے بادبان نیچے کر دیئے اور سب امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیئے۔ جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو طوفان سخت ہوگیا کشتی کے عمود اور دستے کھل کر گر پڑے، ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں فریاد رسی کی درخواست کی۔ ابھی ایک ساعت بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ کشتی سوار ایک مخلوف نامی حاجی جو تین حج کرچکا تھا، خواب سے بیدار ہوا اور بہت سرور وشاداں تھا، اس نے ہمیں کہا تمہارے لئے مژدہ وخوشخبری ہے، میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے آپ نے فرمایا تم سب کے لئے سلامتی عافیت کی خوشخبری ہے، کیونکہ سوموار کے دن ان شاء اللہ العزیز صحیح وسالم مکہ مکرمہ میں پہنچ جاؤ گے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی برکت سے رات کا بقیہ حصہ بھی سلامتی وعافیت سے گزارا اور پورے سفر میں کسی بھی پریشانی کا سامنا

نہیں کرنا پڑا اور بشارتِ نبوی ﷺ کے مطابق سوموار کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔" (شواہد الحق)

﴿20﴾ قافلے کی حفاظت فرمائی :-

صفی الدین ابو عبد اللہ حسین بن ابو منصور نے بتایا کہ "میں شام کے شہر حمص میں تھا، میرا ارادہ مصر جانے کا ہوا اور راستہ فرنگیوں، عربوں اور غاجریہ کی وجہ سے خوف ناک تھا اور اسی وجہ سے اس پر آمدورفت منقطع ہو چکی تھی میں اسی سوچ میں تھا کہ بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی، رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی پناہ و کفالت میں ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "خوف و خشیت کی ضرورت نہیں۔" میں نے دوبارہ عرض کیا، تو فرمایا تو "خوف زدہ نہیں ہوگا۔" میں نے سہ بارہ عرض کیا "میرے دشمن بہت ہیں۔" آپ نے فرمایا "تجھے کس اندیشہ کا ہے ؟" جب آنکھ کھلی تو میں حمص سے روانہ ہوگیا۔ میں خود اور میرے تمام رفقاء سفر بخیر وخوبی سفر طے کر گئے اور کوئی خوف و خطرہ در پیش نہ ہوا حالانکہ ہمارے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لوگوں کی پکڑ دھکڑ اور قتل و خون ریزی جاری تھی۔" (شواہد الحق)

﴿21﴾ بینائی عطا فرمادی :-

ابو القاسم بن یوسف اسکندری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، "ہمارا ایک ساتھی نابینا ہو گیا۔ بہت سے اطباء جمع ہوئے اور صلاح مشورہ کیا مگر انہیں اس کے لئے کوئی دوائی ان کی سمجھ میں نہ آئی، جب انہوں نے لاعلاج قرار دے دیا، تو خواب میں سیدِ کونین کی زیارت نصیب ہوئی عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کی پناہ و کفالت میں ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا "تو صاحبِ بصارت ہو جائے گا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔" میں بیدار ہوا مگر پندرہ دن گزر گئے اور بینائی کی بحالی کی کوئی صورت نظر نہ آئی،

پندرہ دن بعد پھر دولتِ دیدار سے خواب میں بہرہ ور ہوا میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اپنا وعدہ پورا فرمائیں اور میری بینائی بحال کریں۔" آپ نے فرمایا، "قنقذ کا خون اور مرارۃ الثعلب (لومڑی کے پتے) کو سلائی کے ساتھ آنکھوں میں لگاؤ۔" جب میں بیدار ہوا اور صبح ہوگئی تو میں نے قنقذ کو حاصل کیا، ذبح کروا کر اس کا خون اور مرارۃ الثعلب لے کر انہیں آنکھوں میں لگایا تو اسی وقت آنکھوں میں نور پیدا ہوگیا۔ ابو القاسم فرماتے ہیں کہ "میں نے اس کی آنکھوں کو دیکھا، وہ بالکل تندرست تھیں اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کبھی کوئی عارضہ لاحق ہی نہیں ہوا۔" (شواہد الحق)

﴿22﴾ مجوسی کو ایمان اور غریب کو پیسے عطا فرمادئیے :-

شیراز کے صوفیہ میں سے ایک شخص فارس حذاء کہتے ہیں کہ "میرے ہاں سخت ٹھنڈی رات میں بچے کی پیدائش ہوئی، اس وقت میرے پاس نہ جلانے کے لئے لکڑیاں تھیں نہ چراغ روشن کرنے کے لئے تیل اور نہ کھانے کے لئے کوئی اور چیز۔ میرا دل بہت پریشان ہوا اور سخت غمناکی در پیش ہوئی۔ میں نے خواب میں حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھے سلام فرمایا اور حال دریافت کیا۔ میں نے جواب دے کر تمام حال کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا، "صبح جا کر فلاں مجوسی سے کہنا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مجھے بیس درہم دے دے۔" اور مجھے اس کا نام بھی بتلایا، جب میں بیدار ہوا تو حیران تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار برحق ہے اور شیطان آپ کی صورت میں متمثل ہو کر کسی کے سامنے نہیں آسکتا[1] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی سے قرض لینے کا حکم دیں، یہ بھی بظاہر بعید ہے تو میں اس ذہنی کشمکش میں پھر سو گیا۔ خواب میں دوبارہ کرم نوازی کی بارش برسی اور غریبوں کے غم گسار

(1-سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہوسکتا (بخاری ومسلم)

ﷺ پھر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا " سستی سے کام نہ لو اور اس مجوسی کے پاس جاؤ ۔" صبح ہوئی تو حسب الارشاد اس کے پاس گیا ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھر کے دروازے کی دہلیز پر کھڑا ہے اور اس کی آستین میں کوئی چیز ہے ، پھر اس نے مجھ سے کہا " اے شیخ فارس ! " حالانکہ اس کا مجھ سے کوئی تعارف نہیں تھا مجھے شرم آئی کہ میں اس سے کچھ کہوں اور دل میں یہی خیال جاگزین تھا کہ یہ شخص مجھے احمق اور بے وقوف سمجھے گا ، لیکن اس نے مجھے اچھی طرح غور سے دیکھا اور خود ہی دریافت کیا ، " اے شیخ کوئی کام ہے ؟ " میں نے کہا " ہاں ۔ " تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ " بیس درہم میرے حوالے کر دو ۔ " اس نے آستین سے بیس درہم نکالے اور میرے حوالے کر دیئے ، میں نے وہ درہم لے لئے مگر اس سے حقیقتِ حال دریافت کرتے ہوئے کہا " میں نے تو تمہارے متعلق علم حاصل کیا اور اتا پتا حاصل کرنے کے بعد یہاں آیا لیکن تمہیں آگاہی کیونکر حاصل ہوئی اور تم نے مجھے کیسے پہچان لیا ؟ " اس نے کہا ، " میں نے گزشتہ رات اس طرح کا سراپا حسن و جمال نورانی شخص کو دیکھا ، جو مجھے کہہ رہا ہے کہ کل سویرے اگر اس حلیہ اور وضع قطع کا شخص آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا ۔ " میں نے رات کو جو علامات دیکھی تھیں ، ان کے ذریعے تمہیں پہچان لیا ۔ میں نے اس سے کہا کہ " وہ ہم اہلِ اسلام کے رسول و مقتداء ﷺ ہیں ۔ " فرماتے ہیں وہ شخص تھوڑی دیر غور و خوض کرتا رہا اور چپ چاپ کھڑا رہا ، پھر مجھے کہا ، " اپنے گھر لے چلو ۔ " چنانچہ میں اس کو اپنے ہمراہ لے گیا ، وہ مشرف باسلام ہو گیا ، پھر اس کی بہن ، بیوی اور بیٹا بھی آکر مشرف باسلام ہو گئے اور مخلص مسلمان بن گئے ۔ " (شواہد الحق)

﴿23﴾ غریب کو پیسے دلوا دئیے :-

ایک شخص نے خواب میں رسولِ محتشم ﷺ کی زیارت کی اور اپنی

زبوں حالی اور تنگی معاش کے متعلق آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا "امیر بن عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو ضرورت کے مطابق تمہیں سرمایہ مہیا کرے۔" اس نے عرض کیا" کوئی علامت و نشانی بھی عطا فرمادیجئے۔" آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کہنا کہ "(اے امیر!) آپ نے مجھے خواب میں وادی کے درمیان نشیبی حصہ میں دیکھا، جب کہ آپ خود وادی کے کنارے اور بلند جگہ پر تھے اور پھر میرے پاس آئے تو میں نے کہا تھا کہ "اپنی جگہ پر چلے جایئے اور آرام کیجئے۔" وہ شخص عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا، اپنا مطالبہ پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور ساتھ ہی اس دعوی کی صداقت پر آپ کو بتلایا ہوا نشان بیان کیا تو اس نے اس کی تصدیق کی اور چار سو دینار ادائیگئ قرض کے لئے دیئے اور چار سو دینار مزید دے کر کہا، "ان سے تجارت وغیرہ کرو اور ضروریات کے اندر کام میں لے آؤ اور ختم ہو جائیں تو پھر میرے پاس آنا۔" (شواہد الحق)

﴿24﴾ قرضہ اتار دیا :۔

خراسان کے ایک آدمی نے ابو حسان زیادی کے پاس دس ہزار درہم کی ایک تھیلی امانت رکھی جو حج کا عزم بالجزم کر چکا تھا، لیکن اس دوران اس کو باپ کے مرنے کی اطلاع پہنچی تو اس نے حج کا ارادہ ترک کر دیا اور ابو حسان کے پاس آ کر کہا کہ جو تھیلی کل میں نے آپ کے حوالے کی تھی، وہ مجھے واپس کر دیجئے۔" ابو حسان پر کافی قرضے تھے' انہوں نے وہ رقم قرضوں کی ادائیگی میں صرف کر دی تھی، اس شخص کے فوری مطالبے پر وہ سخت پریشان ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے پاس آدمی بھیجا اور اپنے پاس بلا کر صورتِ حال دریافت کی۔ جب مامون یہ سرگزشت سن چکا تو زور زور سے رونے کراہنے لگے اور کہا، "تیرے لئے افسوس ہے تیری وجہ سے رسول اللہ

ﷺ نے سونے نہیں دیا، رات کے ابتدائی حصے میں زیارت بخشی اور فرمایا ابو حسان زیادی کی فریاد کو پہنچو اور اس کی امداد و اعانت کرو۔ میں نیند سے بیدار ہوا مگر تمہارا پتہ نہ چل سکا، تمہارا نام و نسب یاد کر لیا اور اس خیال پر سو گیا کہ صبح تمہارے متعلق دریافت کروں گا۔" آپ ﷺ میرے ہاں پھر تشریف لائے اور فرمایا "**ویلك اغث ابا حسان**۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو ابو حسان کی فریاد رسی کرو۔" تو پھر مجھے سونے کی جرأت نہ ہو سکی اور اس وقت سے اب تک جاگ رہا ہوں اور ادھر ادھر لوگوں کو تمہاری تلاش میں بھیج رکھا ہے۔"

پھر مجھے دس ہزار درہم دے کر کہا "یہ تو خراسانی کے حوالے کر دو۔" اور دس ہزار کی دوسری قسط دے کر کہا "ان کو گھر کی تعمیر، اپنے ضروری حوائج اور اسبابِ معیشت کے مہیا کرنے میں خرچ کرو۔" پھر تیس ہزار درہم میرے حوالے کرتے ہوئے کہا "ان کے ساتھ اپنی بچیوں کا جہیز وغیرہ تیار کرو اور ان کی شادی پر ان کے صرف کرو اور جب جشن گھوڑ سواروں کا دن ہو تو میرے پاس آنا، میں تمہیں باعزت کام سپرد کروں گا اور تمہارے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤں گا۔"

میں اس عزت و تکریم کے ساتھ گھر لوٹا تو خراسانی کو گھر کے دروازے پر موجود پایا، اس کو اپنی خواب گاہ میں لے گیا، دس ہزار درہم کی تھیلی اس کے حوالے کی اس نے کہا یہ میری تھیلی تو نہیں ہے، میں نے اصل قصہ بیان کر دیا وہ رونے لگا اور کہا "اگر آپ پہلی دفعہ مجھے صحیح صورتِ حال سے آگاہ کر دیتے تو میں آپ سے دراہم کی واپسی کا مطالبہ ہی نہ کرتا، بخدا میں اپنے مال میں ایسے مال کو شامل کرنے پر قطعاً آمادہ نہیں، جو اس کا حصہ نہیں میں نے آپ کو وہ سارے دراہم معاف کئے۔"

پھر میں جشن کے دن سویرے سویرے مامون کے پاس گیا، اس نے مجھے

اپنے قریب بلایا اور مصلے کے نیچے سے ایک تحریری فرمان نکالا اور کہا" یہ مدینۃ السلام کے غربی جانب واقعی شہر کی قضاء کا آرڈر ہے اور ہر ماہ تمہارے لئے اتنا وظیفہ ہے۔ "اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور پرہیز گاری کی وصیت کرتے ہوئے کہا" اس صورت میں رسول اکرم ﷺ کی عنایت و شفقت تمہارے شاملِ حال رہے گی۔" (شواہد الحق)

﴿25﴾ قرض اتروا دیا :۔

بغداد شریف میں ایک کرخی عطار امانت ودیانت اور ستر پردہ داری کے ساتھ مشہور و معروف تھا۔ اس پر قرضوں کا بوجھ آپڑا لہذا وہ گھر پر ہی بیٹھ رہا اور نماز ودعا میں مصروف رہنے لگا۔ جب جمعہ کی رات آئی تو اس نے حسبِ عادت نماز پڑھی اور دعا مانگ کر سو گیا۔

اس نے بتایا میں سویا ہی تھا کہ محبوبِ خدا ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ "علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ میں نے اس کو چار سو دینار تمہارے حوالے کرنے کا حکم دیا ہے، انہیں وصول کر لو اور اپنی ضروریات میں استعمال کرو۔" میرے ذمہ واجب الاداء چھ سو دینار تھے، الغرض میں حسب الحکم وزیر کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکل پڑا، دربانوں نے مجھے دروازہ پر روک دیا، چنانچہ میں اندر نہ جاسکا، اسی اثناء میں اس کا مصاحب شافعی باہر نکلا وہ مجھے پہلے سے جانتا تھا میں نے اس کو آنے کا سبب بتایا۔ اس نے کہا کہ "وزیر موصوف تو وقتِ سحر سے اب تک تمہاری تلاش میں ہیں اور انہوں نے مجھ سے بھی تمہارے متعلق دریافت کیا تھا لیکن میں تمہارا صحیح نشان اور پتہ بھول چکا تھا، یہیں ٹھہریئے کہ میں وزیر کو مطلع کرتا ہوں۔" چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور جلد ہی آ کر مجھے بلایا اور اپنے ساتھ لے گیا، جب میں ابو الحسن علی بن عیسیٰ کے ہاں پہنچا تو انہوں نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے کہا" میں فلاں عطار

ہوں۔ ''اس نے پوچھا'' اہل کرخ سے ہو؟'' میں نے اثبات میں جواب دیا، تو اس نے کہا ''اے اللہ کے بندے! یہاں آنے کی اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر جزاء عطا فرمائے، میں گزشتہ رات سو بھی نہیں سکا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ فلاں بن فلاں عطار کو چار سو دینار دے دو، جن سے وہ اپنی ضروریات کو پورا کر لے۔'' میں نے کہا، ''رسول اللہ ﷺ میرے ہاں بھی قدم رنجہ فرما ہوئے تھے اور مجھے حکم دیا کہ وزیر کے پاس جاؤ، میں نے اس کو چار صد دینار دینے کا حکم دے دیا ہے۔''

یہ سنتے ہی ابوالحسن علی بن عیسیٰ آبدیدہ ہو گئے اور کہا کہ ''میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی محض عنایت اور خاص کرم نوازی ہے۔'' پھر اپنے خزانچی سے کہا ''ایک ہزار دینار لے آؤ۔'' وہ فوراً نقد رقم لے آئے تو اس نے فرمایا ''چار سو دینار تو رسول معظم ﷺ کے تعمیلِ ارشاد کے مطابق لے لو اور چھ سو میری طرف سے ہبہ ہیں۔'' میں نے کہا ''اے وزیر! میں رسول اللہ ﷺ کے عطیہ سے زیادہ وصول کرنا قطعاً پسند نہیں کرتا، میں اسی برکت میں امیدوار ہوں نہ کہ اس سے زائد میں۔''

یہ جواب سن کر علی بن عیسیٰ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور اس نے کہا ''یقین واقعی یہی ہے اور حسنِ اعتقاد اسی کا نام ہے جو چاہتے ہو لے لو۔'' چنانچہ عطار کہتے ہیں کہ ''میں نے چار سو دینار لے لئے، بعض تو ادائیگیٔ قرض میں صرف کئے اور بعض سے اپنی دکان کا کاروبار دوبارہ شروع کر دیا۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ہزار دینار میرے پاس جمع ہو گئے، میں نے بقایا قرضے بھی ادا کر دیئے اور بعد ازاں میرا مال ہمیشہ بڑھتا رہا اور میری مالی حالت دن بدن سدھرتی چلی گئی۔'' یہ سب رحمتِ مجسم ﷺ اور ان کے لطف و کرم کی عنایت تھی۔ (شواہد الحق)

﴿26﴾ مالی تعاون بحال کروادیا :۔

خراسان کا ایک شخص ہر سال حج کیا کرتا تھا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوتا تو "طاہر بن یحیی علوی" کو کچھ نذرانہ پیش کرتا۔ اہلِ مدینہ میں سے ایک شخص نے جھوٹ بولتے ہوئے اس سے کہا" تو اپنا مال ضائع کرتا ہے یہ شخص تمہارے نذرانوں کو ایسی جگہ استعمال کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔" خراسانی نے اس سال طاہر بن یحیی کو کوئی چیز پیش نہ کی، جب دوسرے سال مدینہ شریف حاضر ہوا تب بھی دوسرے لوگوں کو جو دینا تھا دیا مگر طاہر بن یحیی کو کچھ بھی پیش نہ کیا اور نہ ہی اس کی زیارت کی۔

خراسانی کا بیان ہے کہ "جب میں نے تیسرے سال حج کا ارادہ کیا تو خواب میں نورِ مجسم ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔" آپ ﷺ فرما رہے تھے "تم پر افسوس ہے تم نے طاہر کے حق میں اس کے بد خواہوں کی بات پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کو ختم کر دیا ہے، ایسا مت کرو جو کچھ اس مدت میں اس کو نہ دیا، وہ بھی اسے دو اور جہاں تک ممکن ہو اس سے یہ تعلق قطع نہ کرنا۔"

یہ خواب دیکھ کر میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اس امر کا عزم کر لیا کہ طاہر بن یحیی کی خدمت جاری رکھوں گا اور چھ سو دینار کی تھیلی اپنے ہمراہ لے لی۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو پہلے پہل طاہر بن یحیی کے مکان پر گیا، وہ مجلس میں بیٹھے تھے جو آدمیوں سے کھچا کھچ بھری تھی جونہی ان کی نظر مجھ پر پڑی، انہوں نے کہا "اگر تمہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس نہ بھیجتے تو تم آنے پر تیار نہیں تھے، تم نے میرے حق میرے بد خواہ کا قول قبول کر لیا اور اپنی عادت کریمی کو ترک کر دیا حتیٰ کہ حضور ﷺ نے خواب میں تمہیں ملامت کی اور مجھے چھ سو دینار دینے کا حکم دیا۔" اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا، مجھے ان کی یہ بات سن کر دہشت و ہیبت

دامن گیر ہوئی جس نے مجھے اپنے آپ سے بے خبر کر دیا، میں نے ان سے کہا "صورتِ حال تو وہی ہے جو آپ نے عیاں کر دی مگر یہ تو بتلایئے کہ آپ کو اس کا علم کیونکر ہو گیا؟"

طاہر علوی نے فرمایا کہ "میں پہلے سال سے تمہاری آمد پر مطلع ہوں جب تم وہ نذرانہ دیئے بغیر واپس چلے گئے تو مجھ پر یہ معاملہ کافی گراں گزرا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اس خراسانی کو دیکھا ہے اور تم سے قطع تعلق کی بنا پر اس کو سرزنش کی ہے اور میں نے اس کو یہ بھی کہہ دیا ہے جو پہلے نہیں دیا وہ بھی اس دفعہ ادا کر دینا اور جہاں تک ممکن ہو یہ خاطر مدارت اور مالی تعاون جاری رکھنا۔

پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر بجالایا، اور جب تمہیں دیکھا تو جان لیا کہ تو اس خواب کی وجہ سے ہی آیا ہے۔" خراسانی نے کہا "یہ جواب سن کر میں نے تھیلی نکالی اور طاہر علوی کو پیش کر دی اور اسکے ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دیا اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا، اس بد خواہ کی بات مان لینے کا جرم معاف فرمادیں۔" (شواہد الحق)

﴿27﴾ ثرید کھلا دیا :۔

الشریف ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمٰن الحسینی القابسی فرماتے ہیں "میں مدینہ طیبہ میں تین رات دن اس حال میں قیام پذیر رہا کہ میں نے اس دوران کچھ بھی نہ کھایا، میں منبر شریف کے پاس آیا، دو رکعت نماز ادا کی، پھر حضورِ اکرم ﷺ سے عرض کیا "اے نانا جان! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں اور آپ سے ثرید کا کھانا طلب کرتا ہوں۔" پھر میری آنکھ لگ گئی، ابھی سویا ہی تھا کہ ایک آدمی نے آکر مجھے جگانا شروع کیا، جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس شخص کے ہاتھ میں لکڑی کا پیالہ ہے، جس

میں ثرید، گھی، گوشت اور خوشبو دار مصالحے ہیں۔اس نے مجھ سے کہا" کھایئے ۔"میں نے دریافت کیا" یہ کہاں سے آیا ہے؟"اس نے جواباً کہا"میرے بچے مجھ سے تین دن سے اس کھانے کا مطالبہ کررہے تھے، آج کے دن اللہ تعالیٰ نے غیب سے اسباب مہیا فرمائے تو میں نے عزیزوں کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے یہ کھانا تیار کیا پھر سو گیا تو خواب میں رسالت مآب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے مجھے حکم دیا کہ تیرے بھائیوں میں سے ایک بھائی نے مجھ سے اس کھانے کی تمنا کی ہے لہذا اس کو بھی کھلا۔" (شواہد الحق)

﴿28﴾ دودھ عطا فرمادیا :۔

الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامانی کہتے ہیں "میں مدینہ منورہ میں حضرتِ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی عبادت گاہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور شریف مکثر القاسمی بھی اسی عبادت گاہ کے پیچھے محوِ خواب تھا، جونہی وہ بیدار ہوا تو حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، سلام پیش کیا اور مسکراتا ہوا واپس آیا، مزارِ اقدس کے خادم شمس الدین صواب نے اس سے دریافت کیا" تم مسکرائے کیوں ہو؟"اس نے کہا"میں فاقہ کا شکار تھا، گھر سے نکلا، حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ان کی عبادت گاہ پر پہنچا اور نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کیا اور عرض کیا"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بھوکا ہوں۔" یہ کہہ کر سو گیا اور خواب میں سید الرسل ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے مجھے دودھ کا ایک پیالہ عطا فرمایا ہے، جس کو میں نے پیا اور سیراب ہو گیا۔"

اور ساتھ ہی شریف نے اپنے کفِ دست پر منہ سے تھوکا تو وہ دودھ ہی معلوم ہوتا تھا اور ہم نے اس کے منہ میں بھی دودھ کا اثر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(شواہد الحق)

﴿29﴾ روٹی، کھجور اور گوشت کھلا دیا :۔

الشیخ الصالح عبد القادر التیسی کا بیان ہے کہ "میں فقر و فاقہ کی حالت میں سفر کرتا ہوا مدینۃ النبی ﷺ میں حاضر ہوا، روضۂ اطہر پر آکر سلام پیش کیا اور بھوک کی شدت کا شکوہ کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے گندم کی روٹی، گوشت اور کھجوریں بطورِ خوراک ملیں۔ زیارت کرنے کے بعد ریاض الجنۃ میں آیا، نماز پڑھی اور وہیں لیٹ گیا، ناگاہ کسی شخص نے مجھے خواب سے بیدار کرنا شروع کیا، میں جاگا اور اس کے اشارہ پر اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ شخص نوجوان تھا اور خلق و سیرت میں کامل اور خلق و صورت کے لحاظ سے انتہائی خوبصورت تھا، اس نے ثرید سے بھرا ہوا بہت بڑا پیالہ میرے سامنے رکھا، جس پر بکری کا گوشت رکھا ہوا تھا اور صیحانی کھجوروں کے کئی تھال اور بہت سی روٹیاں جن میں کھجور کے آٹا سے تیار کردہ روٹیاں بھی تھیں، میں نے پیٹ بھر کر کھالیا تو اس نے میری زنبیل کو گوشت روٹی اور کھجوروں کے ساتھ بھر دیا اور کہا" میں نمازِ چاشت کے بعد سویا ہوا تھا، خواب میں حبیب کریم ﷺ کی زیارت حاصل ہوئی، آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ تمہارے لئے یہ کھانا تیار کروں اور تمہارا مقام و پتہ اور نشانات و علامات بھی بیان فرمائیں اور مجھے بتادیا کہ تم نے ان اشیاء کی خواہش ظاہر کی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔" (شواہد الحق)

﴿30﴾ میزبان مقرر فرمادیا :۔

صالحین میں سے ایک صالح شخص نے بیان کیا کہ "میں مدینہ منورہ میں تھا اور میرے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی، میں انتہائی لاغر و نازار ہو گیا، حجرۂ اقدس کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا" اے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیک وسلم! میں مصری آدمی ہوں اور پانچ ماہ سے جنابِ والا کے زیرِ سایہ پڑا ہوں اور سخت نحیف و کمزور ہو چکا ہوں

،میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے ایسا شخص مقرر فرمادیا جائے جو مجھے روٹی کے ساتھ سیر کرے اور یا مجھے وطن واپس پہنچا دے۔"اس کے بعد میں نے مزارِ پر انوار پر کھڑے ہو کر بہت سی دعائیں مانگیں ،بعد ازاں ہٹ کر منبر شریف کے پاس بیٹھ گیا ،ناگاہ ایک شخص روضۂ اقدس پر "یا جدلہ ،یا جدلہ!" کہتا ہوا حاضر ہوا اور کچھ کلام کرتا رہا،بعد ازاں میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا"اٹھو۔"

میں اس کے ساتھ ہو لیا ،وہ مجھے بابِ جبرئیل سے باہر لے کر نکلا اور بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان)تک پہنچا پھر وہاں سے بھی آگے نکل گیا ،سامنے ایک خیمہ نصب کیا ہوا تھا جس میں ایک لونڈی اور غلام موجود تھے ،اس نے ان سے کہا کہ "اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔"غلام اٹھ کر لکڑیاں جمع کرنے لگا پھر اس نے آگ جلائی اور لونڈی نے آٹا پیسا اور روٹی تیار کی (ساتھ ہی) گوشت کے ٹکڑے انگاروں پر بھون کر لے آئی۔

ہم دونوں اس دوران بات چیت میں مشغول رہے۔جب روٹی اور بھنا ہوا گوشت آگیا تو اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا،پھر وہ لونڈی گھی والا برتن لے آئی اور اس بھنے ہوئے گوشت پر اس سے گھی ڈالا ،ساتھ ہی صیحانی کھجوریں بھی لے آئی اور ان کو صاف ستھرا کر کے ہمارے آگے رکھا۔اس جوان نے مجھ سے کہا"کھائیے۔"میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور ہاتھ روک لیا،اس نے اصرار کیا کہ "مزید کچھ کھائیے۔"میں نے پھر تھوڑا سا کھایا ،اس نے پھر مزید کھانے کا مطالبہ کیا ،مگر میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا"اے میرے سردار! مجھے کئی ماہ اس حالت میں گزر چکے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا ،نہ گندم اور نہ کوئی دوسری چیز چنانچہ اب مجھ میں اس سے زیادہ کھانے کی بالکل ہمت نہیں ہے۔"اس نے وہ آدھا حصہ جو بچ گیا تھا نیز جو مجھ سے بچ رہا اس کو بھی

باہم ملایا اور ایک توشہ دان لا کر اس میں ڈال دیا اور دو صاع (آٹھ سیر کے قریب) کھجوریں بھی اس میں ڈال دیں (اور میرا نام دریافت کرتے ہوئے) مجھ سے نام دریافت کیا۔ میں نے اس کو اپنا نام بتلا دیا (مگر راوی کو وہ یاد نہیں رہا تھا)۔ بعد ازاں کہا "خدا کے لئے اس کے بعد میرے جد امجد ﷺ کے پاس شکایت نہ کرنا، ان کو اس طرح بہت تکلیف اور پریشانی لاحق ہوتی ہے اور اس وقت سے لے کر تمہارے سارے عرصہ قیام میں جب بھی تمہیں بھوک کی تکلیف ہوگی تمہاری ضرورت کے مطابق تمہیں کھانا ملتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے وطن پہنچانے کا سبب پیدا کر دے گا۔"

پھر غلام سے کہا "اس شخص کے ساتھ جاؤ اور اسے روضۂ اطہر اور حجرۂ مقدسہ پر پہنچا کر آؤ۔" میں اس غلام کے ساتھ بقیع تک پہنچا تو اس سے کہا کہ "تم واپس چلے جاؤ، میں اب پہنچ ہی گیا ہوں۔" اس نے کہا "خدائے واحد کی قسم میں تمہیں حجرۂ اقدس تک پہنچائے بغیر واپس نہیں ہو سکتا کہ کہیں نبی اکرم ﷺ میری اس کوتاہی پر میرے آقا کو مطلع نہ کر دیں۔" چنانچہ اس نے مجھے حجرۂ اقدس تک پہنچایا اور مجھے الوداع کہہ کر واپس چلا گیا، میں چار دن تک اس خوراک کو کھاتا رہا جو اس جوان نے مجھے دی تھی، پھر جب بھوک نے آلیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی غلام کھانا لے کر سامنے کھڑا ہے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا جب بھی بھوک لگتی کھانا پہنچ جاتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری واپسی کا سامان کر دیا اور اپنے ہم وطنوں کی ایک جماعت کے ساتھ صحت و عافیت منبع پہنچ گیا۔ (شواہد الحق)

﴿31﴾ تین سیر کھجوریں دلوادیں :-

ابو ابراہیم بن سعید نے فرمایا کہ "میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا اور میرے ساتھ تین فقراء و درویش بھی تھے، ہمیں فاقہ نے پریشان کر دیا تو میں بارگاہِ

عالم پناہ ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ کوئی بھی کھانے کی چیز ہو اس کے تین سیر ہمارے لئے کافی ہیں۔" فوراً ہی ایک شخص مجھے ملا اور اس عمدہ قسم کی کھجوروں کے تین سیر میرے حوالے کر دیئے۔(شواہد الحق)

﴿32﴾ کھانا بھجوادیا :۔

امام ابو بکر بن المقری فرماتے ہیں کہ "میں، امام طبرانی اور ابو الشیخ، حرم رسول اللہ ﷺ میں حاضر تھے، ہم حالتِ فقر و فاقہ پر تھے، بھوک ہمارے اندر سخت اثر انداز ہو چکی تھی، وہ دن ہم نے رات کے ساتھ ہی گویا صومِ وصال کی صورت میں گزارا۔ جب عشاء کا وقت ہوا تو میں بارگاہِ رحمتِ دو عالم ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! الجوع ،الجوع ۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیک وسلم ہماری بھوک اور حالتِ فقر پر نظرِ رحمت فرمادیں۔" اتنا عرض کیا اور لوٹ گیا، مجھ سے ابو القاسم نے کہا "بیٹھ جاؤ رزق ہاتھ آئے گا اور یا موت کا شکار ہو جائیں گے۔" ابو بکر فرماتے ہیں "میں سو گیا اور ابو الشیخ بھی جب کہ طبرانی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے ،اسی دوران ایک علوی جوان حاضر ہوا دروازہ کھٹکھٹایا، جب ہم نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ زنبیل ہے، جس میں بہت کچھ خوردنی سامان بھرا ہوا تھا، ہم نے بیٹھ کر کھایا اور بہت کچھ بچ گیا۔ ہمارا خیال تھا جو کچھ بچ گیا ہے غلام اسے واپس لے جائیں گے، لیکن ہمارے گمان کے برعکس وہ سب خوردنی اشیاء وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ جب ہم کھا چکے اور فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے دریافت کیا "کیا تم نے حبیب کبریاء ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی تھی؟ کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، آپ ہی نے مجھے تمہارے پاس

خوردونوش کاسامان لانے کا حکم دیا ہے۔" (شواہد الحق)

﴿33﴾ روٹی عطا فرمادی :۔

(۱) ابن الجلاء فرماتے ہیں "میں مدینۃ الرسول ﷺ میں حاضر ہوا اور سخت فاقہ درپیش تھا قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کا مہمان ہوں۔" مجھ پر اونگھ طاری ہوئی اور اسی دوران بخت بیدار نے یاوری کی، جمالِ مصطفوی ﷺ کا دیدارِ راحت فزا نصیب ہوا۔ آپ نے مجھے روٹی عطا فرمائی جس سے آدھی میں نے خواب میں ہی کھالی اور آنکھ کھلی تو دوسرا نصف حصہ میرے ہاتھ میں تھا ۔(شواہد الحق)

(۲) ابوالخیر اقطع کا بیان ہے کہ "میں شہر رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوا، فاقہ زدہ تھا، پانچ دن اسی حالت میں گزرے کہ کوئی چیز کھانے کا معاملہ تو دور رہا، چکھنی بھی نصیب نہ ہوئی، مزار پر انوار کے قریب آکر سلامِ شوق اور ہدیۂ نیاز پیش کیا، پھر شیخین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں بھی ہدیۂ سلام پیش کیا، بعد ازاں عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کا مہمان ہوں۔" اتنا عرض کر کے پیچھے ہٹا اور منبر شریف کے پاس جا کر سو گیا۔ خواب میں دولتِ دیدار سے بہرہ ور ہوا، رسول اللہ ﷺ قدم رنجہ فرما ہوئے، آپ کی دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا آگے آگے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے جھنجھوڑا اور فرمایا "اٹھو! محبوب خدا ﷺ تشریف لائے ہیں۔" میں اٹھا اور (عالم بے خودی میں) رسولِ اکرم ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا، آپ نے مجھے روٹی عطا فرمائی، جس سے آدھی میں نے کھالی اور بیدار ہوا تو بقیہ حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔" (شواہد الحق)

﴿34﴾ دراہم عطا فرما دئیے :۔

ابو عبداللہ محمد بن احمد بن محمد المعروف ابن ابی زرعہ کہتے ہیں ”میں اپنے والدِ گرامی اور ابو عبداللہ بن خفیف کے ساتھ مکہ شریف، حاضر ہوا، وہاں سخت فقروفاقہ کی حالت میں رہے ،بعد ازاں نبی اکرم ﷺ کے شہرِ مقدس میں داخل ہوئے اور خالی پیٹ رات بسر کی، میں ابھی بالغ نہیں ہوا تھا(اور ایسے شدائد پر صبر کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی) کئی دفعہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا ”میں بھوکا ہوں۔“ وہ مجھے ساتھ لے کر مزارِ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آج رات آپ کا مہمان ہوں۔“ اور مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ ابھی ایک ساعت ہی گزری ہوگی کہ انہوں نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور کبھی روتے کبھی ہنستے۔ جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ”میں نے رسول الثقلین ﷺ کی زیارت کی ہے اور آپ نے کچھ دراہم میرے ہاتھ میں تھما دیئے ہیں، جب ہاتھ کھولا تو اس وہ دراہم موجود تھے۔“ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ان میں سے اس قدر برکت عطا فرمائی کہ واپس شیراز پہنچنے تک انہیں سے خرچ کرتے رہے۔“ (شواہد الحق)

﴿35﴾ مہمان کی خبر گیری :۔

احمد بن محمد الصوفی فرماتے ہیں کہ ”میں تین ماہ تک جنگل میں پھرتا رہا اور پاؤں کی جلد بھی الگ ہو چکی تھی، جب اس طویل سفر سے چھٹکارہ حاصل ہوا اور مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی سلام پیش کیا پھر سو گیا تو خواب میں نبی رحمت ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، آپ نے فرمایا ”اے احمد! آگئے ہو؟“ میں نے عرض کیا ”جی حضور! اور میں بھوکا بھی ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔“ آپ نے فرمایا ”اپنی ہتھیلیاں کھولو۔“ میں نے ان کو کھولا تو آپ نے ان کو دراہم سے بھر دیا، جب بیدار ہوا تو دونوں ہتھیلیاں پُر تھیں

،اٹھ کر بازار چلا گیا، میدہ کی سفید روٹیاں خریدیں اور فالوذج (یعنی فالودہ) بھی، کھا کر اٹھا اور جنگل کی طرف چل دیا۔" (شواہد الحق)

﴿36﴾ بڑی چیز مانگو:۔

ایک صالح بزرگ مدینہ طیبہ میں مقیم تھے وہ فرماتے ہیں کہ "مجھے بھوک نے پریشان کیا تو مزارِ اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کیا" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بھوکا ہوں۔" اور حجرۂ مبارکہ کے قریب ہی بیٹھ گیا، اشراف و سادات میں سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا "اٹھو۔" میں نے پوچھا" کدھر؟" اس نے کہا کہ "ہمارے گھر پر تاکہ کچھ کھا پی لو۔" چنانچہ وہ بزرگ اس شریف اور سید کے ساتھ چل دیئے، انہوں نے ان کو ثرید کا ایک بہت بڑا پیالہ پیش کیا جس میں گوشت اور زیتون وافر مقدار میں تھا اور کھانے کی فرمائش کی۔ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور واپسی کا ارادہ کیا انہوں نے پھر فرمایا" کھاؤ اور خوب کھاؤ۔" انہوں نے مقدور بھر کھا لیا اور واپسی کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا، "اے بھائی ذرا یہ خیال تو کیا کرو کہ تم لوگ کتنے دور دراز علاقوں سے چلتے ہو اور جنگل و بیابان طے کرتے ہو سمندروں کو عبور کرتے ہو، اہل و عیال کو پیچھے چھوڑتے ہو اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہو مگر یہاں پہنچ کر تمہارا انتہائے مقصود یہی رہ جاتا ہے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم روٹی کا ٹکڑا عطا کرو۔ اے میرے بھائی! اگر تم نے جنت مانگی ہوتی، گناہوں کی مغفرت کا سوال کیا ہوتا یا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی رضامندی کا مطالبہ کیا ہوتا یا اسی قسم کوئی عظیم مقصد و مدعا ان کے حضور پیش کیا ہوتا تو لازماً نبی کریم

ﷺ کی برکت سے وہ عظیم مقاصد بھی تمہیں حاصل ہو جاتے یہ بارگاہِ عظیم ہے لہٰذا اس میں سوال بھی اہم امور کے متعلق کیا کرو۔" (شواہد الحق)

﴿37﴾ میزبان مقرر فرمادیا :-

ابو العباس احمد بن نفیس المقری العزیز التونسی کہتے ہیں "ایک مرتبہ مجھے بھوک نے ستایا کیونکہ پورے تین دن بھوکا رہا تھا مزارِ منور پر حاضر ہوا اور عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بھوک سے لاغر ہو چکا ہوں، پھر سو گیا اسی اثناء میں ایک نوجوان نے آکر مجھے پاؤں کی ٹھوکر ماری اور کہا "اٹھو۔" میں ان کے ساتھ گھر پہنچا، اس نے گندم کی روٹی کھجوریں اور گھی مجھے کھانے کو دیا اور کہا "اے ابو العباس! اچھی طرح پیٹ بھر کر کھاؤ، کیونکہ مجھے میرے جدِ امجد (نانا جان) ﷺ نے تمہاری میزبانی کا حکم دیا ہے اور جب بھی تمہیں بھوک لگے تم ہمارے پاس آجایا کرو۔" (شواہد الحق)

﴿38﴾ حلوہ عنایت فرمادیا :-

ابو عمران موسیٰ بن البزرتی فرماتے ہیں" کہف میں مدینہ منورہ میں تھا، مجھے تنگئ معاش در پیش ہوئی، میں رسول اللہ ﷺ کے مزارِ مقدس پر حاضر ہوا اور عرض کیا "یا حبیبی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی ضیافت میں ہوں۔ (نمازِ عصر کا وقت تھا) میں نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ مجھے اونگھ آگئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حجرۂ مبارک کھل گیا ہے اور اس سے تین حضرات باہر تشریف لائے ہیں، میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے لئے اٹھنے لگا تو جو شخص میرے پہلو میں بیٹھا تھا اس نے کہا "بیٹھ جاؤ، کیونکہ نبی کریم ﷺ حجاج کرام کو سلام دینا چاہتے ہیں اور ان میں سے جو بے سروسامان ہیں ان میں کھانا تقسیم فرمانا چاہتے

ہیں۔" میں نے کہا" میں بھی انہیں میں سے ہوں۔"

چنانچہ حبیبِ خدا ﷺ تشریف لائے، حجاج کو سلام دیا، میں نے بھی مصافحہ اور دست بوسی کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ جب مصافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کر چکا تو آپ نے حلوہ کی مانند کوئی چیز میرے ہاتھ میں تھمادی، میں نے فوراً اس کو منہ میں ڈال لیا، جب بیدار ہوا تو اس کو نگلنے کے لئے منہ ہلا رہا تھا۔ جب باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا شخص مہیا فرمادیا جس نے بلا اجرت سواری کا بندوبست کر دیا اور اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو مقرر کر دیا جو مکہ مکرمہ پہنچنے تک میری خدمت سر انجام دیتا رہا۔ (شواہد الحق)

﴿39﴾ بارش برسے گی :-

علامہ سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں ذکر کیا ہے کہ "امام بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ مالک الدار سے روایت کی ہے اور وہ حضرت عمر بن خطاب کے خازن تھے، فرماتے ہیں "حضرت عمر کے زمانہ میں لوگوں کو قحط سالی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کیجئے کیونکہ وہ ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں۔" خواب میں رسول کریم ﷺ نے اس کو شرف دیدار بخشا اور فرمایا "عمر بن خطاب کے پاس جاؤ، اسے میری طرف سے سلام کہہ دینا اور کہنا کہ لوگوں پر بارانِ رحمت برسے گی (تمہیں اس کی ضرورت نہیں) اور یہ بھی کہنا کہ پوری پوری دانائی اور زیرکی سے کام لیں۔" وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عمر آبدیدہ ہوگئے اور کہا "یا رب ما آلو الا ما عجزت عنہ ۔ اے

میرے رب! میں ذرہ بھر کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز آجاؤں۔ (شواہد الحق)

﴿40﴾ قحط دور فرمادیا :۔

ابو الجوزا تابعی سے مروی ہے کہ "اہلِ مدینہ شدید ترین قحط کا شکار ہوگئے ،ام المومنین ، حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر در پیش پریشانی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا "نبی اکرم ﷺ کے حجرۂ مبارک کا وہ حصہ جو مزار کے اوپر ہے اس کو کھول دو اور ایک روشن دان سا بنادو تا کہ آسمان اور مزارِ پر انوار کے درمیان چھت کا حجاب وپردہ باقی نہ رہے۔" اہلِ مدینہ نے اس طرح کیا تو اس قدر موسلادھار بارش ہوئی اور بے اندازہ گھاس اُگی کہ جانور، اونٹ چر چر کر انتہائی فربہ ہوگئے، حتیٰ کہ چربی کی وجہ سے ان کی کوہانیں پھٹی جاتی تھیں ،اسی لئے اس سال کو عَامُ الفَتَق کا نام دیا گیا یعنی فربہی اور چربی سے جانوروں کے پھٹ جانے کا سال۔وکذافی مشکٰوۃ۔(اوراسی طرح مشکوۃ میں ہے۔) (شواہد الحق)

﴿41﴾ دریا کا پانی بڑھا دیا :۔

فقیہہ مقری ابو العباس احمد بن علی بن الرفعہ کہتے ہیں "۶۵۴ھ ماہ مسری میں دریائے نیل میں اپنی عادتِ معروفہ کے مطابق پانی کی فراوانی اور اضافہ نہ ہو سکا، پہلے ہی مہنگائی زوروں پر تھی مزید بر آں پانی کی شدید قلت در پیش ہونے کی بناء پر لوگ سخت نالاں ہوئے۔ میں نے اس صورتِ حال کو دیکھ کر ۲۴ جمادی الاولیٰ بمطابق ۳ ماہ مسری جمعرات بہت غمگین اور پریشانی کی حالت میں گذاری ،دو رکعت نماز ادا کی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قولِ باری "**سنریهم آیاتنا فی الآفاق الی آخر** سورہ تلاوت کی اور دوسری رکعت میں بعد از فاتحہ قول باری "**محمد رسول الله والذین معه** الی آخر سورہ کی تلاوت کی ،بعد ازاں نبی مکرم ، شفیع معظم

ﷺ سے استغاثہ کیا۔ جب آنکھ کھلی تو ہاتف غیبی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا "تیرا استغاثہ سن لیا گیا ہے اور تین دن کے بعد لوگوں دریائے نیل سے متعلق پریشانی دور ہو جائے گی تیسرے دن دریائے نیل کا پانی پندرہ انگل چڑھ چکا تھا اور روز بروز اس میں اضافہ ہو تا رہا حتی کہ نبی اکرم ﷺ کی برکت سے معمول کے مطابق بہنے لگا۔" (شواہد النبوۃ)

﴿42﴾ پھر کبھی پیاس نہ لگی :-

مصباح الظلام میں ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ المہتدی فرماتے ہیں "میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے گیا، میں نے حرم شریف میں ایک ایسے شخص کو دیکھا، جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ کبھی پانی نہیں پیتا۔ میں نے اس سے سبب دریافت کیا تو اس نے کہا میں اہلِ حلہ کے شیعہ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، میں ایک رات سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، لوگ سخت کرب و ابتلاء اور شدت و محنت میں ہیں اور انہیں سخت پیاس لگی ہوئی ہے، مجھے بھی بہت زیادہ پیاس لگی، نبی رحمت ﷺ کے حوضِ کوثر پر حاضر ہوا، اس پر خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم موجود تھے جو لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔

چونکہ مجھے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت و الفت اور دوسرے حضرات پر فضیلت دینے کی وجہ سے ایک گونہ بھروسا اور اعتماد تھا اور محبانہ ناز بھی، لہذا میں پہلے پہل ان کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ مجھے حوضِ کوثر سے پانی پلائیں لیکن انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں ناامید ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے بھی منہ پھیر لیا پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے بھی نظر التفات نہ فرمائی۔

حضور اکرم ﷺ میدانِ محشر میں کھڑے تھے اور جو لوگ حوضِ کوثر پر وارد

ہونے کے اہل نہیں تھے ان کو پیچھے ہٹا رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے بہت پیاس لگی ہے، میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا ہوں لیکن انہوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور مجھ پر نگاہ عنایت نہیں فرمائی۔" آپ ﷺ نے فرمایا "تو وہ تمہیں کیونکر حوضِ کوثر کا پانی پلائیں جب کہ تم میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہو۔" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت نہیں ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں، اسلام لے آ، توبہ کر پھر وہ تجھے شربت پلاؤں گا کہ تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔" چنانچہ میں اسلام لے آیا اور سابقہ عقیدہ سے نبیِ اکرم ﷺ کے دستِ اقدس پر توبہ کی، تب آپ نے مجھے ایک پیالہ پانی کا دیا جس کو میں نے پی لیا تو فوراً آنکھ کھل گئی، اس کے بعد کبھی پیاس محسوس نہیں ہوئی اگر پی لوں تو مرضی، اور نہ پیوں تو پیاس کی تکلیف درپیش نہیں ہوتی۔" (شواہد الحق)

﴿43﴾ میزبان مقرر فرمادیا :۔

صاحبِ بغیۃ الاحلام نے نقل فرمایا کہ "ایک آدمی نے مجھے بیان کیا کہ میں بغداد سے چلا اور مصر جانے کا ارادہ تھا کیونکہ میرا بھائی ادھر چلا گیا تھا، نیز بھائی کی بیوی اور چھوٹی بچی بھی میرے ہمراہ تھیں۔ ہم بہت بڑے قافلہ کی صورت میں بغداد سے نکلے۔ دمشق کے قریب ایک جگہ پر پہنچے تھے کہ ہمیں ڈاکوؤں نے آلیا اور جو کچھ لوگوں کے پاس تھا، سب چھین لیا، ہم ایک پانی والی جگہ پر تھے میں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا، موت کا وقت معین ہے اس نے وقتِ مقررہ پر لازماً آنا ہے اور اس سے قبل آ نہیں سکتی، اگر خلاصی اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے چل پڑیں، تو یہ اس سے بہتر ہے کہ یہیں پڑے رہیں، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے گا اور ہمیں

نجات عطا فرمائے گا۔ ہم مسلسل دو دن اور دو راتیں چلتے رہے نہ کوئی چیز کھانے کی تھی اور نہ پینے کی اور مزید بر آں مجھے وہ چھوٹی بچی بھی اٹھانی پڑتی تھی کیونکہ اس کی والدہ اسے اٹھانے سے قاصر تھی، اسی حالت میں بہت سے لوگ راہی ملکِ بقا ہو گئے۔

تیسرا دن ہوا تو ہم عرب کے ایک دیہات میں پہنچے، میں ان کی ایک عورت کے پاس گیا اس کا دامن پکڑ کر کہا "میں تیری پناہ میں ہوں۔" اور ساتھ ہی میں نے قرآنِ مجید پڑھنا شروع کر دیا، گھر کا مالک مجھ پر مہربان ہو گیا، میں اس کے ساتھ بات چیت کرنے لگا اور اس کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کرتا رہا حتی کہ اس نے دریافت کیا کہ "تم کیا چاہتے ہو ؟" میں نے کہا "بطورِ احسان مجھے، اس عورت اور اس چھوٹی سی بچی کو سواری مہیا کرو اور ہمارے ساتھ دمشق تک چلو، وہاں پہنچ کر ہم تمہارے احسان کا بدلہ دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔" چنانچہ اس نے آمادگی ظاہر کی مجھے بھی پہننے کے لئے کپڑے مہیا کئے اور میری بھاوج اور بھتیجی کو بھی، ہمیں سواری دی اور دمشق تک پہنچایا، پانی اور سفر خرچ بھی بقدرِ کفایت مہیا کیا، کچھ دن کے بعد ہم دمشق کے قریب پہنچ گئے، سارے شہر کے لوگ مصیبت زدہ قافلہ کے استقبال کے لئے نکلے اور ان میں سے ہر شخص اپنے عزیز و اقرباء اور دوست واحباب کے متعلق دریافت کرتا تھا، کیونکہ انہیں قافلہ کو درپیش مشکلات کی اطلاع مل چکی تھی۔

مجھے بھی ایک شخص دکھائی دیا جو میرے متعلق لوگوں سے استفسار کر رہا تھا ۔ میں نے کہا "میں یہاں موجود ہوں۔" اس نے میری اونٹنی کی مہار پکڑی اور ایک خوبصورت گھر میں داخل کیا جو صاحبِ مکان کی خوشحالی اور فارغ البالی پر دلالت کرتا تھا، مجھے پختہ یقین تھا کہ یہ میرے بھائی کا دوست ہے، ہم اس کے پاس دو یا تین راتیں خوب سکون و راحت میں رہے نہ اس نے مجھ سے کسی چیز کے لئے دریافت کیا نہ ہی میں

نے اس سے۔ تیسرے دن اس نے مجھ سے اس اعرابی کے متعلق دریافت کیا، میں نے واقعہ کی صورتِ حال اس کو بتائی، اس نے کہا "جتنے دینار درکار ہیں لے لو اور اس کے حوالے کر دو۔" میں نے کہا "صرف اتنے اتنے دینار درکار ہیں۔" اس نے اتنے ہی دینار میرے حوالے کر دیئے جو میں نے اس اعرابی کو دے دیئے۔

بعد ازاں اس شخص نے مجھے بہت سازادِ راہ دیا اور پوچھا "کتنے اونٹ سواری کے لئے مطلوب ہیں اور مزید کتنا سفرِ خرچ درکار ہے اور کہاں جانے کا ارادہ ہے ؟" جب اس نے یہ دریافت کیا کہ " کہاں کا ارادہ ہے ؟" تو میرا جسم کانپ گیا، میں نے سوچا اگر یہ شخص میرے گمان کے مطابق میرے بھائی کے دوستوں سے ہوتا، جن کو اس نے میری پرسشِ احوال اور دیکھ بھال کے لئے لکھا تھا، تو مجھ سے یہ سوال کبھی نہ کرتا اور اس کو میرے مقصدِ سفر کا پوری طرح علم ہوتا، میں نے اس سے کہا "میرے بھائی نے تمہیں کتنے درہم و دینار دینے کے لئے لکھا تھا ؟" اس نے دریافت کیا "تمہارا بھائی کون ہے ؟" میں نے کہا ابو یعقوب بن ازرق الانباری جو کہ مصر میں معزباللہ کا کاتب اور میر منشی ہے، اس نے کہا "بخدا! میں نے اس شخص کا نام سنا ہے، نہ ہی اس سے کوئی تعارف ہے۔" یہ سن کر میں مجسمہ حیرت بن گیا اور سراپا استعجاب۔ میں نے کہا "اے بندۂ خدا! میں نے تمہیں اپنے بھائی کا دوست سمجھا اور اسی خیال میں رہا کہ تمہاری ساری مدارت اور رحم دلی کا موجب میرا وہ بھائی ہے، اس لئے بلا تکلف مطالبات کرتا رہا ہوں، اگر میرا یہ گمان خلافِ حقیقت ہے تو پھر میرے اس حیرت کا ازالہ تو کیجئے کہ تمہاری اس مروت اور مدارت کا سبب کیا ہے ؟" اس نے جواب میں کہا "وہ تمہارے بھائی کی دوستی اور تعلق سے بھی زیادہ مؤکد و پختہ ہے وہ سبب معلوم کر کے تمہاری خوشی و انبساط مزید بڑھ جانی چاہیئے۔" میں نے دریافت کیا کہ "وہ کیا ہے ؟"

اس نے کہا "جب اس قافلہ کے لٹ جانے کی اطلاع دمشق پہنچی، تو ہر شخص عظیم مصیبت میں مبتلاء ہو گیا کیونکہ کسی کا دوست غم والم سے دوچار ہوا اور کسی کا قریبی رشتہ دار ماسوائے میرے کیونکہ نہ میرا کوئی دوست اس قافلے میں تھا نہ ہی مال۔ جب لوگوں نے قافلہ کے اس بچے کچھے افراد کے استقبال کے لئے نکلنے کا پروگرام بنایا اور ان کی اصلاح احوال کے لئے ضروری اسباب ترتیب دینے لگے، تو میں نے استقبال کے لئے جانے کا عزم وارادہ کیا، جب رات کا وقت ہوا تو میں نے نبی رحمت ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ ﷺ فرماتے ہیں "أَدْرِكْ أَبَامُحَمَّدِ بْنَ الأَزْرَقِ الأَنْبَارِيَّ فَأَعِنْهُ وَأَصْلِحْ شَأْنَهُ بِمَا يُبَلِّغُهُ مَقْصِدَهُ۔ ابا محمد کے پاس پہنچو، اس کی امداد واعانت کرو اور اس کے لئے ایسے اسباب ووسائل مہیا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو، جو اس کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیں۔"

تب میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور تمہارے متعلق دریافت کیا، میری ساری ہمدردی وغم خواری کا موجب ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل وفرمانبرداری ہے، اب بتلائیے کیا ارادہ ہے؟" ابو محمد فرماتے ہیں، "نبی کریم ﷺ کی اس ذرہ پروری اور کرم نوازی پر زار وقطار رونے لگا اور کئی دن تک اس شخص سے ہم کلام بھی نہ ہو سکا، پھر سوچ کر اس کو بتایا کہ مجھے سفرِ خرچ کے لئے اور مصر پہنچنے تک اتنا سرمایہ وزادِ راہ درکار ہے، اس نے وہ بلا چون چرا مہیا کر دیا، میں نے ضروری اشیاء مہیا کر لیں، پھر اس سے دریافت کیا "تمہاری تعریف کیا ہے؟" اس نے کہا "مجھے لوگ ابن الصابونی کہا کرتے ہیں۔"

میں خیر وعافیت مصر پہنچا، بھائی سے ملا اس کو اثناء راہ میں پیش آنے والی صورتِ حال کی اطلاع دی اور ابنِ صابونی کے حسنِ سلوک اور اس کے سببِ عظیم کا ذکر

کیا تووہ حیران رہ گیا اور خاک ساروں پر سلطانِ کونین ﷺ کے اس کرم پر خوشی کے آنو بہانے لگا نیز ابن الصابونی کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا، ایک دفعہ خود بھی دمشق میں آیا اور اس سے ملاقات کی مگر اس وقت اس کے سرور و شادمانی کے حالات اور نعمت و آسائش کے دلن بے سرو سامانی اور معاشی زبوں حالی میں بدل چکے تھے، کیونکہ اسے کئی طرح کے ابتلاء وامتحانات میں گذرنا پڑا تھا، چنانچہ میرے بھائی نے اس کے مکافات عمل اور جزائے احسان کے طور پر دمشق میں اپنی زمین اس کے حوالے کر دی جس کی پیداوار سے اسے معقول آمدنی ہونے لگی۔" (شواہد الحق)

﴿44﴾ کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا :-

اور اسی قبیل سے وہ قصہ ہے جو بعض ثقہ حضرات نے بیان کیا کہ

"ایک امیر کبیر اپنے خواص میں سے ایک خاص رفیق کے ہمراہ ایک دکان پر گذرا، جس میں بیٹھی ہوئی ایک نوخیز لڑکی پر اس کی نظر پڑی اور اس کے حسن و جمال پر مفتون ہو کر رہ گیا، اپنے رفیق سے کہا "اس دکان کے متعلق اچھی طرح معلومات کر لے۔"، چنانچہ حسب الامر اس نے معلومات حاصل کر لیں۔ جب اقامت گاہ پر پہنچا تو اس رفیق سے اپنا قصہ عشق و جنون بیان کیا اور کہا "اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لائے بغیر میرا دل اختیار میں نہیں رہ سکتا۔" اس کا رفیق گیا اور دکاندار کو بلالایا اور کہا کہ "امیر تیری بھلائی کے لئے تجھے طلب کر رہا ہے۔" اس نے کہا "حکمِ امیر سر آنکھوں پر۔" رفیق نے اس دکاندار کو ساتھ لیا، امیر کے پاس پہنچا اور اسے دکاندار کی آمد سے مطلع کیا، اس نے خلوت خانہ میں اسے طلب کیا اور اپنے رفیق سے کہا اس سے دریافت کرو کہ "یہ لڑکی جو تمہاری دکان میں تھی وہ رشتے میں تمہاری کیا لگتی ہے؟" اس نے کہا "میری لختِ جگر ہے۔" پھر دریافت کیا "اس کی ماں زندہ ہے؟" اس نے کہا "وہ فوت ہو چکی ہے۔"

رفیق نے پھر کہا کہ "ہمارے مولیٰ و آقا اس کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتے ہیں۔" اس نے حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "ایک سبزی فروش کی لڑکی کے اتنے بلند بخت کہاں کہ وہ امیر کی زوجہ بن سکے؟" اس نے کہا "یہ کوئی محلِ تعجب نہیں۔" "تم لڑکی کو یہاں بلاؤ، چنانچہ اس نے لڑکی کو بلالیا اور امیر کے حرم سرا میں داخل کردیا۔ امیر نے قاضی اور گواہوں کو بلالیا اور اس کے باپ کو نکاح کی اجازت دینے کی اپیل کی، پھر اس سے امیر نے کہا "میری ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ تم خود اس شہر میں سکونت ترک کردو، بلکہ ہزار دینار مجھ سے لے کر میرے دوسرے کسی بھی شہر میں اقامت اختیار کرلو اور حقیقتِ حال سے کسی کو مطلع نہ کرنا، میں اس شہر کے حاکم و نگران کو تمہارے متعلق وصیت کردوں گا، تجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔" اس نے جس شہر میں اقامت کا عزم کیا، امیر نے اس کے نگرانِ اعلیٰ کو اس دکان دار کی مراعات اور اس کی ضروریات کی کفالت کے متعلق حکم نامہ لکھ دیا اور اس نے فوری طور پر اپنی پونجی کو اس جگہ منتقل کردیا۔

بعد ازاں امیر نے اس عورت کو بلایا جو اس کے خانگی امور کی نگرانِ اعلیٰ اور منتظمہ اور لونڈیوں کو بنا سنوار کے اس کے پاس پیش کیا کرتی تھی، اور اسے حکم دیا کہ اس لڑکی کو عروسی آرائش و زیبائش کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کرکے میرے پاس بھیجے۔ اس نے اس لڑکی کو دیکھتے ہی کہا "اے میرے آقا! یہ لڑکی تو سراسر فتنہ و آزمائش اور اپنے حسنِ خداداد سے ہوش و خرد کو گم کردینے والی ہے۔" اسے حمام میں لے گئی، بناؤ سنگھار کے بعد امیر کے بیویوں والے لباس و زیورات اس کو پہنائے تو اس کے حسن کو چار چاند لگ گئے حتی کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتی تھی، پھر اس کو امیر کے پاس بغرضِ زفاف بھیجا تو سراپا حسن و جمال کو دیکھتے ہی امیر کے ہوش حواس جاتا رہے اور

اس کی محبت نے اس کی عقل وخرد کو اپنے قابو میں لے لیا، حتیٰ کہ اس امیر نے اپنے دربارِ عام میں جانے اور لوگوں کی فریادیں سننے کو بھی خیر آباد کہہ دیا۔ اسی رفیق نے امیر کو سمجھایا بجھایا کہ اس طرح خلقِ خدا سے بے تعلقی اور امورِ سلطنت سے صرفِ نظر ملک وقوم کی تباہی کا موجب ہو سکتی ہے۔

الغرض امیر اس کی محبت کی قید میں اس طرح اسیر ہو چکا تھا کہ اسی کی رضامندی اور دل جوئی ہی اس کی زندگی کا حاصل اور بنیادی مقصد بن کر رہ گیا، ہر روز جس پسندیدہ چیز کی فرمائش ہوتی اور جو چیز ذخائر امرا سے اس کو بھلی معلوم ہوتی، فرمائش کرتی اور یہ آقا غلامانہ انداز پر اس حکم کی بجا آوری کو اپنی سعادت مندی سمجھتا۔ ایک دن اسے یہ خیال آیا کہ "میرے پاس ایک تاج بھی ہے اور گلوبند بھی جو میرے والد نے میری والدہ کو بطورِ ہدیہ دیئے تھے۔" اس خیال کا آنا تھا کہ فوراً ملبوسات وزیورات پر مقرر نگران عورت کو طلب کیا اور اس صندوق کے نکالنے کا حکم دیا، جس میں وہ تاج اور گلوبند رکھے ہوئے تھے، اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ صندوق نکالا پھر اس سے وہ تاج اور گلوبند نکال کر امیر کے حضور پیش کئے، اس نے فی الفور اپنی اس محبوبہ کے حوالے کئے اور ان کے پہننے کی درخواست کی، اب تو وہ محبوبہ چاند کے حسن کو شرمندہ کرنے لگی بلکہ دوپہر کے سورج کے ساتھ ہمسری کا دم مارنے لگی، کس آنکھ میں یہ ہمت وطاقت کہ اس کو ایک نظر دیکھ سکے اور کس طالبِ دیدار میں یہ طاقت کہ اس سراپا حسن جمال کا سامنا کر سکے۔

اتفاق سے وہ لڑکی ایک دن بالا خانے کی بالکونی پر بیٹھی شارع عام کا نظارہ کر رہی تھی کہ ایک سائل نے صدا دی کہ "جو نبی اکرم ﷺ کی محبت میں قیمتی سے قیمتی چیز راہِ خدا میں صدقہ کرے گا، قیامت کے دن حبیبِ خدا ﷺ اس کی شفاعت میں

انتہائی مبالغہ سے کام لیں گے اور اس کے گناہ جتنے کثیر عظیم کیوں نہ ہوں اتنی ہی عظیم رحمت ورأفت اس پر فرمائیں گے اور ان کو معاف کرائیں گے۔"

لڑکی نے سوچا میرے پاس اس تاج سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے خدا میں یہی تاج اس کے حوالے کروں گی اور اگر امیر نے اس کے متعلق دریافت کیا تو کسی حیلے بہانے سے کام لے کر اس کو مطمئن کرلوں گی، سائل کو ٹھہرنے کا حکم دیا، تاج سر سے اتار کر اس کی طرف بھجوادیا جب امیر نے کئی دن تک وہ تاج اس کے سر پر نہ دیکھا تو ایک مرتبہ پوچھ ہی لیا کہ "تم تاج کو زیبِ سر کیوں نہیں کرتیں؟" وہ خاموش رہی پھر دوبارہ اس نے کہا تو اس نے جواب میں سستی وکاہلی کا مظاہرہ کیا، تیسری بار زور دے کر کہا مگر اس نے پھر بھی اس کی خواہش کو پورا نہ کیا تو اس نے کہا "مجھے دلی مقصد سے آگاہ کرو اور صحیح صورتِ حال میرے سامنے رکھو۔" اس نے اصل واقعہ بتلادیا تو امیر غصے میں پاگل ہوگیا، اس کے منہ پر چپت رسید کی اور اس سے امیرانہ کپڑے اور زیورات اتروا کر روئی کے بنے ہوئے عام اور ردی قسم کے کپڑے پہننے کا حکم دیا، پھر چھری نکالی اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کے حوالے کردیا اور طلاق دے کر اس کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔

جب وہ امیر کے گھر سے نکال دی گئی اور اپنے باپ کی دکان پر پہنچادی گئی تو اس نے اسے بند پایا، دکان کے سامنے ایک سرائے تھی، وہ اس میں داخل ہوئی اور دربان سے، جو کہ ایک عمر رسیدہ بزرگ شخص تھا "دریافت کیا میرا باپ کہاں ہے؟" تو اس نے دریافت کیا "تُو کہاں تھی؟" اس نے گول مول جواب دیا۔ اس دربان نے کہا "ہم نے تو فلاں روز سے تیرے باپ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔"

پھر اس سے کہا "اے عزیزہ! میں عمر رسیدہ بوڑھا اور سراپا ضعف وناتوانی ہوں، میرا ارادہ یہ ہے کہ تو اس محل ومکان میں اقامت اختیار کرے اور میرے آمدنی ومحاصل کی دیکھ بھال کرتی رہے۔" لڑکی نے کہا "بچشم سر! مجھے منظور ہے" پھر اس بوڑھے سے کہا "کہ مجھے تیل، لکڑیاں اور آگ لاکر دو۔" وہ لے آیا تو اس نے تیل کو گرم کیا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ اس میں رکھ کر داغ دیا تاکہ خون رسنا بند ہو جائے، مگر اس بوڑھے کی آنکھوں سے چوری یہ سارا کام کیا اور کافی دن اسی مکان میں رہائش پذیر رہی۔ اسی اثناء میں حلب سے ایک قافلہ آیا جس میں ایک تاجر شخص بھی تھا، وہ اسی سرائے میں آکر ٹھہرا، ایک دن اس کی نظر اس لڑکی پر پڑ گئی تو اس کا طائرِ عقل پرواز کر گیا، اس دربان کو بلا کر دریافت کیا "لڑکی رشتے میں تمہاری کیا لگتی ہے؟" اس نے کہا میری بیٹی ہے۔ اس تاجر نے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور منہ مانگے درہم ودینار بطور مہر وغیرہ اس کے لڑکی کے حوالے کرنے کی پیش کش کی۔ دربان نے کہا میں لڑکی سے مشورہ کر لوں اور اذن طلب کر لوں۔ لڑکی نے اجازت دے دی، لیکن یہ شرط لگائی کہ جب تک وہ اپنے شہر واپس نہ پہنچ جائے، مجھے زفاف اور ازدواجی تعلقات کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا۔ جب دربان نے لڑکی کی طرف سے اذنِ نکاح اور شرط کا ذکر کیا تو تاجر نے خوشنودی کے حصول کے لئے اس شرط کو مان لیا اور تحریری ضمانت دے دی، جب تک اس شہر میں مقیم رہا روز تحفے تحائف اس کے پاس بھیجتا رہا اور اس کے ساتھ بڑی عزت وتکریم سے پیش آتا رہا، اس کو لونڈیاں اور غلام خدمت کے لئے خرید کر دیئے اور جملہ ضروریات کے لئے وافر مال ودولت اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا، جب واپس وطن جانے کا ارادہ کیا تو اس کے لئے باپردہ سواری تیار کرائی اور اسے اس میں سوار کیا۔ لونڈیاں اور غلام اس کے ارد گرد خدمت میں چل رہے تھے۔

جب یہ قافلہ شام پہنچا تو اس لڑکی نے دریافت کیا کہ "یہاں سے میرے آقا کا شہر کتنا دور ہے؟" بتایا گیا کہ ابھی اتنے ایام کا سفر باقی ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری شروع کر دی اور عرض کرنے لگی "اے خدائے بزرگ و برتر! جس مقدس ہستی کی محبت میں میں نے اپنی گراں بہا متاع پیش کر دی تھی، اسی کا صدقہ میرا پردہ رکھنا، میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور اس کو معلوم نہیں، اس حالت میں میں اس کے حریم میں کیونکر داخل ہو سکوں گی؟" اس گریہ وزاری اور آہ بکاء کے دوران ہی اس کی آنکھ لگ گئی، وہ نیند کہ جس پر شب بیداروں کی شب بیداریاں نثار ہوں، اس کے لئے کونین کی عظیم نعمت کے حصول کا موجب بن گئی اس نے دیکھا چارہ گر دردمنداں، رحمت مجسم ﷺ اس کے سر پر شفقت فرماتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ "اے فلانہ! وہ کٹا ہوا ہاتھ کدھر ہے؟" عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ ہے۔" آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے اس کو اپنی جگہ پر رکھا اور لعابِ دہن لگا دیا، وہ ہاتھ فوراً جڑ گیا اور جہاں جہاں لعابِ دہن لگا تھا وہ جگہ نورانی حلقہ کی صورت میں نظر آنے لگی اور نور کی شعاعیں وہاں سے بلند ہونے لگیں، جب اس لڑکی کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ خواب حقیقت بن چکا ہے اور اس کا مدتوں کا کٹا ہوا ہاتھ دوبارہ اصلی حالت پر آچکا ہے۔ فرحت و سرور کا اب ٹھکانہ ہی کیا تھا، خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اور غایت مسرت سے گنگنانے لگی، تاجر نے آدمی بھیج کر معلوم کرنا چاہا کہ "اس گنگنانے کا سبب کیا ہے؟" مگر اس نے حقیقتِ حال بتانے سے گریز کیا، وہ خاموش ہو گیا۔ اتنے میں اس کا گھر قریب آگیا، اس کے گھر کی عورتیں اور دیگر خویش بھی اس نئی دلہن کو دیکھنے کے لئے نکلے، اس نے اپنے حسن و جمال سے ان کو بھی محوِ حیرت کر دیا، حسبِ شرط وہیں اس کے ساتھ تاجر نے زفاف کیا۔ چند دن گزر گئے تو یہ تاجر کے ساتھ بالکونی پر جا بیٹھی اور

شارع عام سے گزرتے لوگوں کا نظارہ کرنے لگی۔ ناگاہ ایک سائل نے صدا لگائی "وہ کون ہے جو نبی اکرم ﷺ کی محبت میں گراں بہا متاع صدقہ کرے؟ تاکہ نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن اس کی شفاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔"

اس نے تاجر سے کہا "اے میرے سردار! میں تجھے اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہے تو تیرے خزانہ میں جو چیز سب سے عزیز ترین اور نفیس ترین ہے، وہ اس سائل کے حوالے کر دے۔" تاجر نے کہا "بھکاری لوگ معمولی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں، ان کو اس قدر قیمتی چیز دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے کہا "سوال بھکاری کے راضی ہونے کا نہیں، اس کے سوال کا ہے، میں معمولی چیز دینے پر راضی نہیں ہو سکتی۔" اس نے کہا "اچھا! مجھے اپنی قیمتی متاع تیری رضامندی کے لئے قربان کرنے میں تامل نہیں، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مجھے بتلائے کہ سفر کے دوران تیری آہ وزاری اور پھر مسکراہٹ و ہنسی اور ترنم گنگناہٹ کی وجہ کیا تھی؟" اس لڑکی نے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا، ادھر بھکاری بھی سن رہا تھا جب اس نے ساری سرگزشت تفصیلاً سنا دی تو تاجر نے کہا "بخدا! میں ہی وہ سائل تھا، جس نے وہ صدا لگائی تھی اور تیری طرف سے شاہی تاج کی خیرات ملی تھی۔" ادھر اس بھکاری نے تڑپ کر کہا "میں ہی اس لڑکی کا سابقہ شوہر اور امیر ہوں جو اس وقت سائلِ درگاہ بنا ہوا ہے۔" تاجر یہ سنتے ہی نیچے اترا، اس کو اپنے ہمراہ اوپر لے آیا اور اس سے سرگزشتِ غم دریافت کی۔

اس نے بتایا کہ "جب میں نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تو مجھے اس پر سخت صدمہ و قلق لاحق ہوا حتیٰ کہ قریب تھا کہ میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتی، بعد ازاں میرے دشمنوں نے مجھ سے وہ امارت چھین لی، میں جان بچانے کے لئے وہاں سے

بھاگ کھڑا ہوا اور عالم بد حواسی میں کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لا سکا اور اب بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔" اس تاجر نے کہا" میرے بھائی! میں نے اس تاج سے صرف ایک نگینہ لیا ہے باقی کو اسی طرح صحیح وسالم رکھا ہوا ہے، لہذا اپنا وہ تاج لے لو اور اپنے کام میں لے آؤ۔ پھر تاجر نے اسے تاج کے ساتھ ساتھ اس کی طلب کے مطابق ہدیئے اور تحفے بھی دے کر رخصت کیا۔" (شواہد الحق)

﴿45﴾ حج کروا دیا :۔

ایک بزرگ نے اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا" میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سال تک دعا کی" میرے لئے حج کے اسباب مہیا فرمائے۔" میں نے خواب میں سرورِ دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ" اسی سال حج کرو۔" میں نے عرض کیا" میرے پاس تو حج کے لئے سفرِ خرچ اور ضروریات مہیا نہیں ہیں؟" دوبارہ زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ نے پھر وہی حکم دیا، تیسری بار بھی دولتِ دیدار سے بہرہ ور فرمایا اور یہی حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا" اپنے گھر کی فلاں فلاں جگہ کھودو، اس میں تمہارے باپ دادا کی ایک زرہ مدفون ہے۔" میں نے صبح کی نماز ادا کر کے اس جگہ کو کھودا، جس کی آپ نے نشاندہی فرمائی تھی، تو اچانک ایک زرہ دکھائی دی، گویا اس کو ابھی ابھی دفن کیا گیا تھا، میں نے اس کو نکالا، چار سو درہم میں بیچ کر ایک اونٹنی خریدی اور ضروری اسباب مہیا کئے اور حج کے لئے چل دیا۔ جب اعمالِ حج سے فارغ ہو چکا تو رسولِ مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ" اللہ تعالیٰ نے تمہاری سعی و محنت کو قبول کر لیا ہے۔" اب عمر بن عبد العزیز کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ" ہمارے ہاں اس کے تین نام (اور اوصاف) ہیں عمر، امیر المومنین اور ابوالیتامیٰ۔"

جب بیدار ہوا تو اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا "اب اللہ کا نام لے کر واپس چلو (میں تمہاری رفاقت سے قاصر ہوں) کیونکہ میں شام کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، لہذا جو حضرات شام کی طرف جا رہے تھے مان کے ساتھ ہو لیا، دمشق پہنچا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر ہوا، حاضری کی اجازت ملنے پر ان کی خدمت میں جا پہنچا اور حاضری کا مقصد یعنی پیغامِ نبوی ﷺ بیان کیا۔ وہ اندر گئے اور چالیس دینار کی ایک تھیلی اپنے ہمراہ لائے اور مجھ سے کہا "میرے پاس قابلِ عطا صرف یہی مال رہ گیا ہے، میں پر خلوص اپیل کرتا ہوں کہ اسی کو قبولیت کا شرف بخشو۔" میں نے کہا "بخدا! میں رسول کریم ﷺ کے فرمان کی تعمیل اور ان کا پیغام پہنچانے کے لئے حاضر ہوا ہوں، دوسرا قطعاً کوئی مقصد اور مطمع نہیں ہے، لہذا میں کسی قسم کا انعام قبول نہیں کر سکتا۔" اتنا کہا اور الوداع کہہ کر واپس لوٹا، انہوں نے میرے ساتھ معانقہ کیا اور دروازے تک میرے ساتھ آئے اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔" (شواہد الحق)

﴿46﴾ تیس ہزار درہم دلوا دئیے :-

واقدی نے ذکر کیا کہ "مجھ پر چند دن انتہائی عسرت اور تنگ دستی کے آگئے اور 'رمضان المبارک کی آمد آمد تھی جبکہ میرے پاس خرچ کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں تھی۔" میں نے اپنے ایک دوست علوی کی طرف رقعہ بھیجا اور ہزار درہم قرض کے طور پر مانگے، اس نے ایک تھیلی بھیج دی، جس میں چند درہم تھے۔ ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ ایک اور دوست کی طرف سے ہزار درہم قرضے کا مطالبہ تحریری صورت میں موصول ہوا، میں نے وہ تھیلی ادھر بھیج دی۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ دوست آپہنچا، جس کو میں نے قرض دیا تھا اور ساتھ ہی وہ علوی بھی تھے جنہوں نے

مجھے قرض دیا تھا، انہوں نے وہ تھیلی نکال کر میرے سامنے رکھی اور کہنے لگے یہ مبارک مہینہ آپہنچا ہے اور میرے پاس خرچ کے سوا سوائے ان چند درہموں کے کوئی اور چیز نہیں تھی، جب تمہارا رقعہ پہنچا تو میں نے وہ درہم تمہارے پاس بھیج دیئے اور تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی اور اپنی ضرورت کے لئے اس دوست سے قرض طلب کیا تو اس نے میرے والی تھیلی میرے پاس بھیجی تو مین حیران رہ گیا اور صورتِ حال اس کو بیان کی، اب ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تھیلی میں موجود دراہم کے تین حصے کرلیں، اور ہر فریق ایک تہائی پر گزارا کرے، تا آنکہ اللہ تعالی پردہ غیب سے یسر و سہولت کے اسباب پیدا فرمادے۔"

واقدی فرماتے ہیں "ہم نے تین حصوں میں تقسیم کر لیا میں نے اپنے حصے کو خرچ کر دیا، صرف قلیل ترین نقدی باقی بچ رہی تھی۔ فکر مند ہوا کہ اس کے بعد کیا کروں گا؟ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے تنگ دامانی کے غناء میں اور عسر کے یسر میں بدل جانے کی خوشخبری سنائی، سحر کا وقت ہوا تو یحیی بن خالد بر مکی کا قاصد میرے پاس پہنچ گیا، میں اس کے پاس حاضر ہو گیا۔ اس نے دریافت کیا "تمہاری حالت کیسی ہے اور گذر بسر کیسی ہو رہی ہے؟ میں نے آج رات تمہیں پریشانی میں دیکھا ہے۔" میں نے یہ قصہ اس سے بیان کیا، تو اس نے کہا میں یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم تینوں میں سے کون سا شخص زیادہ کریم النفس اور سخی ہے، میرے لئے تیس ہزار درہم کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھیوں کے لئے بیس ہزار درہم کا اور مجھے عہدہ قضاء بھی تفویض کر دیا۔" (شواہد الحق)

﴿47﴾ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرض لوٹا دیا :-

ابراہیم بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کوفہ میں ہمارے پڑوس میں ایک

قاضی رہتا تھا، جس کی کنیت ابو جعفر تھی اور وہ لین دین کے معاملہ میں حسنِ سلوک سے پیش آتا تھا۔ جب بھی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی اس کے پاس کوئی چیز لینے کے لئے آتا تو قطعاً عذر نہیں کرتا تھا۔ اگر اس چیز کی قیمت پاس ہوتی تو وصول کر لیتا ورنہ اپنے غلاموں سے کہتا "یہ قرض حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نام لکھ دو۔" اسی طرح اس کے شب و روز گزرتے رہے، بالآخر وہ مفلس ہو گیا اور گھر میں بے کار ہو کر بیٹھ گیا۔ اپنے مقروض لوگوں کی فہرست کو دیکھتا رہتا اگر ان میں سے کوئی شخص زندہ ہوتا تو اس کے پاس آدمی بھیج کر قرض کا مطالبہ کرتا اور اگر فوت ہو چکا ہوتا تو اس نام پر لکیر کھینچ دیتا۔ ایک دن وہ اسی شغل میں گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی کا ادھر سے گزر ہوا اور اس نے ٹھٹھا کرتے ہوئے کہا "تمہارے بڑے مقروض ﴿یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ﴾ نے قرضہ ادا کیا یا نہیں؟" وہ شخص یہ بات سن کر سخت غمگین ہو گیا اور اٹھ کر گھر میں داخل ہو گیا۔

رات کو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ کے آگے آگے ہیں، آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا "تمہارے باپ کا کیا حال ہے؟" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے جواب دیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کیا وجہ ہے کہ اس قاضی کا حق ادا نہیں کرتے؟" انہوں نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں وہ سب قرضے دور کرنے کے لئے آیا ہوں اور سب رقم ہمراہ لایا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے حوالے کر دو۔ انہوں نے ایک اونی تھیلی میرے حوالے کر دی اور فرمایا "یہ تمہارا حق ہے جو ہمارے ذمے واجب الاداء تھا۔" رسول مکرم ﷺ نے فرمایا "اسے وصول کر لو اور اس کے بعد بھی ان کی اولاد میں سے جو قرض لینے آئے تو اس کو محروم نہ لوٹانا، آج کے بعد تمہیں

فقر و فاقہ اور مفلسی و تنگ دستی کی شکایت نہیں ہو گی۔"

میں بیدار ہوا تو وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے اپنی بیوی کو بلا کر کہا یہ بتاؤ میں سویا ہوا ہوں یا جاگ رہا ہوں ؟ اس نے کہا آپ جاگ رہے ہیں۔ میں خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا تھا۔ تھیلی اس کے حوالے کی اور سارا قصہ اس سے بیان کیا، ادھر مقروض لوگوں کی فہرست دیکھی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام ذرہ بھر قرضہ باقی نہیں تھا۔ (یعنی فہرست سے وہ تمام لکھا ہوا قرضہ صاف ہو چکا تھا۔) {شواہد الحق}

﴿48﴾ حاجات پوری کروا دیں :-

الشہاب المقری نے نفح الطیب میں ادیب اندلس ابو البحر صفوان بن ادریس کا عجیب واقعہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں کہ "ادیب موصوف نے ایک قصیدہ مدح خلیفہ میں لکھا اور مراکشی کے دورِ خلافت میں گیا، تاکہ انعام جزیل حاصل کر لے اور اپنی بیٹی کے لئے جہیز تیار کرے، جو تزویج کو پہنچ چکی ہے۔ مگر اس کی امید بر نہ آئی اور ناکام واپس لوٹا۔ اس نے سوچا "کاش! میں بجائے امراء کی قصیدہ خوانیوں کے نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی کرتا اور ان کے آلِ اطہار کی مدح میں قصیدے لکھتا اور اللہ تعالیٰ سے اجر جمیل اور جزائے جزیل کی امید رکھتا تو کبھی اس طرح کی ناکامی کا منہ نہ دیکھتا۔" پہلے سفر اور خلیفہ کے انعام واکرام پر بھروسہ سے توبہ کی اور دل میں پختہ یقین قائم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، بس ارادہ کا تیر ادھر متوجہ اور دل میں پختہ عزم کیا ہی تھا کہ فوراً خلیفہ کا قاصد آپہنچا جو اسے دربار شاہی میں لے گیا۔ اس نے آمد کی غرض و غایت دریافت کی اس نے پوری وضاحت سے اپنا مدعا بیان کیا تو خلیفہ نے فوری طور پر اس کا مدعا پورا کر دیا اور مطلوبہ رقم سے بھی سے زائد رقم دے دی اور اسے بتلایا کہ "مجھے رسول محتشم ﷺ خواب میں ملے ہیں اور آپ

ﷺ نے مجھے تیری حاجات وضروریات کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔" اب وہ لوٹا تو اس کی سب حاجاتِ پوری ہو چکی تھیں اور اس کے بعد ہمیشہ وہ مدح اہلِ بیت میں مصروف ومشغول رہا اور اسی مدح سرائی کے ساتھ معروف ومشہور ہوا۔ انتهت عبارة نفح الطيب (شواہد الحق)

{وسیلۂ رسول ﷺ کی برکت}

(1) پریشانی فوراً دور ہوگئی :-

طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کے واسطہ سے ان کے چچا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا کہ "ایک شخص اپنے کسی کام کے لئے بارہا حضرتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا رہا، مگر آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اور اس کی حاجت کو بنظرِ التفات نہ دیکھا چنانچہ وہ عثمان بن حنیف سے ملا تو ان سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی عدم توجہ کے بارے میں عرض کی، آپ نے فرمایا کہ "وضو کی جگہ پر جاکر وضو کرو پھر مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کرو بعد ازاں یہ دعا مانگو۔ "**اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ** ﷺ **نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ** ۔ ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی یعنی محمد ﷺ کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں، تاکہ وہ میری حاجت کو پورا فرمادے۔" اور حاجتی کی جگہ اپنی حاجت کا نام لینا۔ بعد ازاں میرے ساتھ بارگاہِ خلافت میں حاضر ہونا، میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عثمان ابنِ حنیف رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق

دعا مانگی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوا، دربان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت ذوالنورین کے پاس پہنچادیا، آپ نے اس کو اپنے ساتھ بچھونے پر بٹھالیا اور دریافت فرمایا کہ "تمہارا کیا کام ہے؟" اس نے اپنی حاجت عرض کی، آپ نے اس کو فوراً پورا فرمادیا اور فرمایا "اتنا عرصہ گزرا تو نے اس کام کا (دوبارہ) مجھ سے ذکر ہی نہ کیا تجھے جو بھی کام ہو بلا روک ٹوک میرے پاس آکر کہہ دیا کرو۔" وہ آدمی حضرت ذوالنورین کے پاس سے اٹھا اور حضرت عثمان بن حنیف کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔" حضرت ذوالنورین تو میری گذارش پر توجہ ہی نہیں دیتے تھے اور نہ میری طرف نگاہِ التفات فرماتے تھے، تم نے ان سے سفارش کی تو وہ بہت مہربانی سے پیش آئے۔" آپ نے فرمایا "بخدا! میں نے اس سلسلہ میں ان کے ساتھ قطعاً کلام تک بھی نہیں کیا بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ

"میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا، ایک نابینا شخص حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ "میری بینائی جاتی رہی ہے اور میں سخت پریشانی میں ہوں میرے لئے دعا فرمادیں۔" آپ نے فرمایا "اگر تم صبر کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔" اس نے عرض کیا "میرا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں اور بہت پریشانی میں ہوں۔" محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا "وضو کی جگہ پر جاکر وضو کرو بعد ازاں دو رکعت نفل پڑھو پھر ان کلمات کے ساتھ دعا مانگو۔" حضرت عثمان ابنِ حنیف فرماتے ہیں کہ "ہم اسی طرح محوِ گفتگو تھے اور نبی کریم ﷺ کی مجلس سے ابھی اٹھنے نہ پائے تھے کہ وہ شخص ہمارے پاس دوبارہ آیا، اس کی آنکھیں بحال ہو چکی تھیں اور کسی قسم کی تکلیف بھی اس کو نہ تھی۔"

﴿معجم الکبیر للطبرانی﴾

{2} نعرۂ یارسول اللہ ﷺ کی برکت :۔

صالحین میں سے ایک شخص نے بیان کیا، جو کہ کفر و بلا میں اسیر تھا کہ "میں جس شہر میں قید تھا، اس شہر کے امیر کا' یا اس کے بھائی کا جہاز ساحل کے قریب لنگر انداز ہوا، انہوں نے تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا اور اہلِ شہر کی ایک جماعت کو بھی، ان کی مجموعی تعداد تین ہزار کے قریب ہو گی تا کہ وہ اس جہاز کو کھینچ کر کنارے کے ساتھ لگائیں، مگر جہاز اتنا عظیم تھا کہ اتنی کثیر تعداد بھی اس کو کھینچ نہ سکی۔ آخرِ کار ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا اور اسے کہا کہ "اس جہاز کو صرف مسلمان ہی نکال سکتے ہیں مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہنا چاہیں ان پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے۔"

چنانچہ بادشاہ نے اس شخص کے مشورہ کے مطابق ہم اہلِ اسلام کو جمع کیا اور ہمیں کہا کہ "تم جس قسم کا نعرہ لگانا چاہو اور جو کلمات زبان پر لانا چاہو تمہیں مکمل آزادی ہے۔" ہماری مجموعی تعداد ساڑھے چار سو تھی، ہم نے مل کر پکارا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!" اس اس بیڑے کو زور سے کھینچا تو وہ بغیر کسی رکاوٹ کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ استغاثہ و توسل کی بدولت کنارے سے آلگا۔" (شواہد الحق)

(3) قرآن پڑھنا آگیا :-

شیخ ابو موسیٰ فرماتے ہیں "مجھے یہ اطلاع ملی کہ ہمارے شیخ ابو الغیث ربیع مار دینی' قرآن مجید سامنے رکھ کر اس کی تلاوت کرتے ہیں، حالانکہ انہوں نے قطعاً رسم الخط سے آگہی حاصل نہیں کی تھی۔" مجھے اس بات پر یقین نہیں آتا تھا جب میں ان کے پاس مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تو ان کو مصحف شریف سے عمدہ انداز میں تجوید کے ساتھ قراءت کرتے ہوئے پایا، جب میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ "میں مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران مسجدِ نبوی میں ہی رات گزارتا اور خلوت میں

رحمتِ دوعالم ﷺ کے حضور اپنی حاجات پیش کرتا۔اسی دوران میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں نبی اکرم ﷺ کو شفیع بناتے ہوئے عرض کیا کہ مجھے قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا آجائے۔"

یہ عرض کر کے وہیں بیٹھ گیا تو فوراً اونگھ آگئی، نبی کریم ﷺ کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون و قرار نصیب ہوا اور ساتھ ہی آپ نے یہ مژدہ بھی سنایا ہے کہ "اے ماردینی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا ہے، لہذا قرآن مجید کو کھول کو سامنے رکھو اور اس کی تلاوت و قراءت کرو۔" جونہی سپیدۂ صبح نمودار ہوا میں نے حسب الارشاد مصحف شریف کو سامنے رکھا اور بلا تکلف قراءت شروع کر دی۔ بعض اوقات کسی آیت میں مجھ سے تغیر و تبدل ہو جاتا تو جونہی میں سوتا تو کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنتا، فلاں آیت میں تمہیں تصحیف و تفسیر در پیش ہوئی وہ دراصل اس طرح ہے۔" (شواہد الحق)

(4) نامِ حبیبِ کبریا ﷺ کی برکتیں :-

ابو العباس بن احمد بن محمد اللواتی نے بتایا کہ "شہر فاس میں ایک عورت تھی، اس کو جب کوئی تلخی و تنگی اور پریشان کن صورتِ حال درپیش ہوتی تو وہ دونوں ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھ کر اور آنکھیں بند کر کے کہتی "محمد (ﷺ)"۔ (تو اللہ تعالیٰ اسم پاک کی برکت سے وہ پریشانی دور فرما دیتا) جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے کسی قریبی رشتہ دار نے اس کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا "اے پھوپھی! آپ نے قبر میں بطورِ امتحان و ابتلاء آنے والے دو فرشتے "منکر نکیر" دیکھے۔؟" تو اس نے کہا "ہاں! وہ میرے پاس آئے جونہی میں نے ان کو دیکھا تو اپنے ہاتھ منہ پر رکھ لئے اور کہا "محمد ﷺ" جب میں نے ہاتھ منہ سے ہٹائے تو قبر میں ان کا نام و نشان بھی نہ تھا۔" (شواہد الحق)

(5)فرشتوں کی بشارت :۔

ابو العباس میرلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں سمندر میں جہاز پر سوار ہو کر سفر کر رہا تھا کہ طوفانی ہواؤں نے غلبہ کیا اور قریب تھا کہ ہم غرق ہو جاتے میں نے اسی اثناء میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا "اے دشمنو اور دشمنوں کی اولاد! تم یہاں کیوں کر آگئے میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا۔

"اَللّٰھُمَّ بِحُرْمَةِ نَبِیِّكَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَكَ اَلاَّ مَا اَنْقَذْتَنِیْ وَسَلَّمْتَنِیْ ۔اے اللہ تیرے نزدیک اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ کی جو حرمت و عزت ہے اسی کا صدقہ مجھے بچا اور سلامتی سے ہم کنار فرما۔" میری دعا ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میں نے ملائکہ کو جہاز کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے دیکھا اور انہوں نے مجھے سلامتی کا مژدہ سنایا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری سناتے ہوئے کہا "کل سویرے ان شاء اللہ ہم صحیح و سالم بندرگاہ پر لنگر انداز ہو جائیں گے۔" اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہوا۔"

(شواہد الحق)

(6)غرق ہونے سے بچا لیا :۔

ابو عبد اللہ محمد بن علی خرزجی فرماتے ہیں "میں جر جر میں تھا وہاں سے سمندر کے ذریعے سفر کا آغاز کیا، تو مجھے سمندری موجوں کے تھپیڑوں نے منزل مقصود سے دور جا پھینکا اور قریب تھا کہ غرق ہو جاتا میں نے فوراً نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کے طور پر عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!" جو نہی یہ کلمات زبان پر آئے اللہ تعالیٰ نے میری طرف ایک لکڑی کو پھینکا میں نے اس کا سہارا لیا اور تیرتے ہوئے کنارے جا لگا اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کے ساتھ توسل و استغاثہ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے سمندر کی خونیں موجوں سے خلاصی عطا فرمائی۔ (شواہد الحق)

(7) آپ ﷺ کو وسیلہ بنانے کی برکت :۔

الشیخ الصالح ابو محمد عبدالرحمٰن المیدانی فرماتے ہیں "میں ایک رات بحر اسکندریہ کے کنارے اپنی جزیرہ والی منزل میں قیام پزیر تھا، مجھے الہام ہوا کہ میں ملک صالح کے لئے دعا کروں، جو مقام کرک میں دشمنوں کی قید میں تھے، میں شیخ مغاور کے مزار شریف پر آیا، چند رکعات نماز ادا کیں اور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ملک صالح کے لئے دعا کی۔بعد ازاں وہیں سو گیا، خواب میں دیکھا کہ افواج وعساکر نے حلقہ بنایا ہوا ہے اور ان کے درمیان ایک شخص ہے جب بھی وہ حلقہ سے باہر نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ افواج اس کو روک دیتی ہیں میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ ناگاہ' رسول اکرم ﷺ کو اس جگہ تشریف لاتے دیکھا، آپ نے سبز حلہ زیبِ تن فرمایا ہوا تھا اور نور کے دو ستون اور مینار آپ کے دائیں بائیں تھے جو زمین سے آسمان تک پھیلے ہوئے تھے، جونہی آپ ﷺ ان افواج وعساکر کے پاس پہنچے وہ تتر بتر ہو گئے پھر میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کے دیکھنے کے بعد بس چند دن ہی گزرنے پائے تھے کہ ہمیں ملک صالح کے قید سے رہا ہونے اور بخیریت مصر پہنچ جانے کی اطلاع مل گئی۔(شواہد الحق)

(8) داڑھی دوبارہ مل گئی :۔

شیخ ابو مدین کہتے ہیں کہ "میں ایک مرتبہ حمام میں داخل ہوا۔وہاں تیل سا رکھا ہوا تھا، میں نے اس کو داڑھی پر ملا تو جونہی باہر آیا، داڑھی کے سارے بال جھڑ چکے تھے اور ایک بھی بال باقی نہیں بچا تھا میں نے (پریشانی کے عالم میں) عرض کیا" **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ بِجَاہِ نَبِیِّکَ** ﷺ **الا رُدّدتُھَا**۔ ترجمہ :اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی ﷺ کی جاہ ومرتبت اور قرب ومنزلت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری

داڑھی مجھ پر لوٹا دے۔" بس اتنا عرض کرنا تھا کہ وہ فوراً اگ آئی اور نبی کریم ﷺ کی بدولت پہلے سے بھی بہتر اور خوبصورت ہو گئی۔ (شواہد الحق)

(9) آپ کے وسیلے کی برکت:-

الشیخ العارف عتیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم حاجیوں کے ایک قافلہ میں تھے، انہیں سخت پیاس لگی، پانی بہت کم تھا، قافلہ میں سے ایک جماعت نے شیخ ابو النجا سالم بن علی کی پناہ لی اور ان سے بارش کے لئے التجاء کی۔ وہ لوگوں سے علیحدہ ہو گئے اور خلوت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر بارش نازل فرمائی اور سب اہلِ قافلہ کو وافر مقدار میں پانی دستیاب ہو گیا۔" (شواہد الحق)

(شفاء عطا فرمادی)

﴿۱﴾ امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ اپنی کتاب "المواہب الدنیہ" کے مقصدِ عاشر فصلِ ثانی میں فرماتے ہیں "رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ بعد از وصال توسل اس قدر کثیر روایات سے ثابت ہے کہ ان کا احاطہ کرنا اور مکمل طور پر بیان کرنا ممکن ہی نہیں اور شیخ ابو عبداللہ بن النعمان کی کتاب "مصباح الظلام فی المستغثین بسید الانام ﷺ" میں کسی قدر تفصیلی روایات مندرج ہیں (اپنا ذاتی تجربہ اور آپ بیتی بیان کرتے ہوئے) فرمایا "مجھے ایک ایسی بیماری لاحق ہو گئی تھی جس کے علاج سے اطباء عاجز آگئے اور سالہا سال تک اس بیماری میں مبتلاء رہا۔ جمادی الاولیٰ کی اٹھائیس رات ۸۹۳ھ میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا (اللہ تعالیٰ اس کے شرف و فضیلت میں اضافہ فرمائے اور دوبارہ بخیر و عافیت اس کی حاضری نصیب فرمائے) وہاں میں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں استغاثہ پیش کیا اور نگاہِ کرم کی درخواست کی۔ جب سو گیا تو خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے اور اس

میں یہ تحریر ہے "هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ أَحْمَدَ بْنِ الْقَسْطَلَانِيِّ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيفَةِ بَعْدَ الإِذْنِ الشَّرِيفِ ۔ ترجمہ : یہ احمد بن القسطلانی کی بیماری کی دوا ہے جو بارگاہِ رسالت سے تجویز ہوئی اور ان کو حاضریٔ بارگاہ کا اذن بھی ہے۔" جب بیدار ہوا تو بخدا ذرہ بھر تکلیف باقی نہیں تھی اور نبی رحمت ﷺ کی برکت سے شفاء حاصل ہو گئی۔

(شواہد الحق)

﴿۲﴾ صاحب مواہب فرماتے ہیں کہ "۸۸۵ھ میں مجھے اسی طرح کا ایک واقعہ پیش آیا کہ میں بیت اللہ کی زیارت سے فارغ ہو کر مصر جانے کا عزم کئے ہوئے تھا اور مکہ شریف کے راستہ میں ہی ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو جنات کا اثر ہو گیا اور کئی دن تک یہی صورتِ حال بر قرار رہی ، میں نے اس مصیبت سے خلاصی کے لئے رسولِ اکرم ﷺ سے شفاعت طلب کی کیا دیکھتا ہوں کہ میں خواب میں ہوں اور ایک شخص میرے پاس اسی جن کو لے کر آیا ہے جو اس خادمہ کو تکلیف دینے والا تھا اور مجھے کہا کہ اس کو رسولِ خدا ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے چنانچہ میں نے اس کو سرزنش کی اور اس سے حلف لیا کہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔

بعد ازاں میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ اس لونڈی کو ذرہ بھر تکلیف نہیں ہے گویا کہ اس کے بندھن ٹوٹ گئے اور جس رسہ میں جکڑی ہوئی تھی اس کو کھول دیا گیا ،اس کے بعد وہ بالکل صحت وعافیت سے رہی ، حتی کہ میں نے اس کو ۸۹۴ھ میں مکہ شریف میں ہی چھوڑا۔ والحمد لله رب العلمين انتهت عبارة المواهب

(شواہد الحق)

﴿۳﴾ حضرت عبد الرحمٰن جزولی فرماتے ہیں "ہر سال میری آنکھ کو ایک بیماری لاحق ہو جاتی تھی۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ کی حاضری نصیب تھی کہ اس درد نے دورہ کیا میں فوراً بارگاہِ حبیب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

میں آپ کی پناہ میں ہوں اور آپ کے زیرِ سایہ ہوں میری آنکھ دکھتی ہے اور درد و تکلیف میں مبتلاء ہوں، یہ عرض کرنا تھا کہ فوراً آنکھ درست ہو گئی اور نبی اکرم ﷺ کی برکت سے اس دن سے لے کر اب تک بالکل تندرست ہوں اور کبھی بھی آنکھ کی شکایت در پیش نہیں ہوئی۔ (شواہد الحق)

﴿۴﴾ تقی الدین ابو محمد عبد السلام بن سلطان القلیبی سے منقول ہے جس کا خلاصہ و مضمون یہ ہے کہ میرے بھائی ابراہیم کے حلق میں خنازیر (یعنی گلٹیاں) نکل آئیں جو اس کے لئے انتہائی موجب رنج والم بن چکی تھیں، اس نے خواب میں رسول معظم ﷺ کا شرفِ زیارت حاصل کیا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ملاحظہ تو فرمایئے کہ مجھے کیا عارضہ لاحق ہو گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا مطالبہ اور سوال پورا کر دیا گیا، چنانچہ کچھ ہی عرصہ میں نبی کریم ﷺ کی بدولت اس کو شفاء حاصل ہو گئی۔

(شواہد الحق)

﴿۵﴾ ابن البونی فرماتے ہیں (میرے والد بالا خانے پر رہتے تھے اور میں نچلی منزل میں) انہیں ضیق النفس (یعنی سانس کی تنگی) کا عارضہ لاحق تھا وہ نیچے آنے سے معذور تھے اور میں بھی بیماری میں مبتلاء تھا جس کی وجہ سے اوپر جانے سے قاصر تھا، لوگ ان کے ہاں پڑھا کرتے تھے اور ان کی بیماری ان کی پڑھائی میں موجبِ حرج بن گئی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ دوعالم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے ہیں، میں نے آپ ﷺ کو تکیہ پیش کیا، آپ اس پر ٹیک لگا کر بیٹھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والد بہت بوڑھے ہے اور ان کو ضیق النفس کی تکلیف بھی ہے وہ نیچے اترنے سے معذور ہیں اور میں اپنی بیماری کی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضری سے قاصر ہوں۔ (یہ عرض سن کر) آپ میرے یہاں سے ادھر تشریف لے گئے، جب صبح کی نماز کا

وقت ہوا تو میں نے ان کو آہ، آہ کہتے ہوئے سنا دراں حالیکہ وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے حتیٰ کہ میرے ہاں آئے اور کہا اے میرے بیٹے رات میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے میں نے عرض کیا آپ سے پہلے میرے پاس قدم رنجہ فرما ہوئے اور بعد ازاں آپ کے ہاں گئے، چنانچہ ہم دونوں بسترِ مرض ناچاری سے اٹھ کھڑے ہوئے۔(شواہد الحق)

﴿۶﴾ حافظ ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی الواعظ کہتے ہیں کہ حماد کے ہاتھ میں آبلے نکل آئے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ سوج گیا اور سب اطباء نے یہی فیصلہ دیا کہ اس کو کاٹنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ حماد کہتے ہیں میں نے وہ رات مکان کی چھت پر گزاری اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا اے عظیم ملک کے مالک جو سوائے تیرے اور کسی کو سزاوار نہیں ہے، مجھے بغیر کسی حیلہ وچارہ کے اس دردِ لادوا سے شفاء بخش، اسی اثنا میں آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ہاتھ پر نظر فرمائیے، آپ نے فرمایا ذرا اسے لمبا کرو۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھا دیا، رحمتِ مجسم ﷺ نے اپنا دستِ رحمت اس پر پھیرا اور فرمایا کہ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ، میں اٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی برکت سے ہاتھ بالکل درست ہو چکا تھا۔(شواہد الحق)

﴿۷﴾ السید الشریف قاسم بن زید بن جعفر الحسینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا بایاں بازو ٹوٹ گیا اور دائیں کا جوڑ اکھڑ گیا۔ ایک مہینہ پورا دونوں ہاتھوں کو گردن میں لٹکائے رکھا، سردی کے دن تھے (درد وغیرہ کی وجہ سے) سونے سے معذور تھا، ایک رات آنکھ لگی تو تین شخصوں کو سامنے موجود پایا، میں نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کی تعریف کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں ابو بکر ہوں، یہ عمر بن خطاب ہیں اور

یہ نبی رحمت، شفیعِ امت ﷺ ہیں، جونہی میری نظر نبی کریم ﷺ پر پڑی میں دوڑ کر ان کے قدموں سے جالپٹا اور زارو قطار رونے لگا، پھر عرض کیا "یارسول اللہ! آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ میرا حال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے میرا ٹوٹا ہوا ہاتھ پکڑا اور اس پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا کرو اور اس کی مالش بھی کیا کرو۔ میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے حال پر نظرِ رحمت فرمایئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا میرے ساتھ اور میرے اہلِ بیت کے ساتھ توسل واستغاثہ کیا کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر لکڑی کی پھٹیاں علیحدہ کر دیں اور نبی کریم ﷺ کی برکت سے ان کو بالکل تندرست پایا اور امتثالِ امر (یعنی حکم کی فرمانبرداری) کی خاطر زیتون بھی استعمال کیا۔

(شواہد الحق)

﴿۸﴾ بغداد شریف میں ایک علویہ نوجوان عورت تھی، جو کہ پندرہ سال تک لولی رہی اور اس کے پاؤں چلنے سے معذور تھے، ایک شام کو اسی حالتِ مرض پر سوئی مگر صبح اٹھی تو بالکل تندرست تھی، خود بخود چلتی پھرتی اور بیٹھتی تھی، جب شفاء و تندرستی کے سبب وباعث اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں اپنے آپ سے سخت تنگ دل اور ملول ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا تو اس عارضہ سے شفاء نصیب فرمائے اور یا جان لے لے اور زندگی کو ختم کر دے اور زارو قطار روئی۔ خواب میں ایک شخص صاحبِ رعب ودبدبہ دیکھا، جس پر نظر پڑتے ہی بدن پر لرزہ طاری ہوگیا، میں نے جراءت سے کام لے کر کہا "اے اجنبی شخص تو نے مجھے دیکھنا کیسے حلال سمجھ لیا؟ انہوں نے جواب میں کہا میرا تیرا باپ ہوں، میں نے خیال کیا حضرتِ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ہیں لہٰذا ان سے عرض کیا "اے امیر المومنین! دیکھتے نہیں ہیں میں کس حال میں ہوں؟ انہوں نے فرمایا میں تمہارا باپ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔ میں

روپڑی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے دعا کیجئے ،اللہ تعالیٰ مجھے صحت وعافیت عطا فرمائے ،آپ نے دعا فرماتے ہوئے اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دی ،پھر فرمایا ہاتھ مجھے پکڑا۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے دستِ اقدس میں دے دیا تو آپ نے اس کو کھینچا اور اٹھا کر بٹھادیا ،پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے کھڑی ہو جا میں نے عرض کیا کیسے اٹھوں ؟ فرمایا دونوں ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھا دیئے ،آپ نے ان دونوں کو پکڑ کر کھینچا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی ،تین مرتبہ آپ نے اس طرح کیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت وعافیت عطا کردی ہے لہذا اس انعام واحسان پر اس کا شکریہ ادا کرو اور تقویٰ و پرہیز گاری کو لازم پکڑو۔" اور مجھ سے رخصت ہوئے ،جب صبح آنکھ کھلی تو صحت یاب تھی۔ اس عورت کا یہ قصہ سارے بغداد میں مشہور و معروف ہو گیا تھا۔(شواہد الحق)

﴿۹﴾ امام ابو محمد عبد الحق اشبیلی فرماتے ہیں ،اہلِ غرناطہ میں سے ایک شخص کے پاؤں میں ایسا عارضہ لاحق ہوا جس کے علاج سے اطباء عاجز آگئے اور اسے بھی اس کی تندرستی سے مایوس کر دیا۔ چنانچہ وزیر ادیب ابو عبد اللہ محمد بن ابی انحصال نے اس طرف سے بارگاہِ نبوی ﷺ میں عریضہ لکھا جس میں اس بیماری سے شفاء اور اس عارضہ سے تندرستی کا سوال کیا گیا تھا اور اس عریضہ میں یہ شعر بھی لکھے تھے ،

كِتَابُ وَقِيْذٍ فِيْ زَمَانَتِهٖ مُشْفٰى بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهَ اَحْمَدَ يَسْتَشْفِيْ

ترجمہ :یہ عریضہ ہے اس شخص کا جو لولے پن کی وجہ سے گرا پڑا ہے اور ہلاکت کے کنارے پر ہے اور اللہ کے رسول کی قبر منور سے شفاء کا طلب گار ہے۔

لَهٗ قَدَمٌ" قَدْ قَيَّدَ الدَّهْرُ خَطْوَهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا الْاشَارَةَ بِالْكَنَ

ترجمہ:اس کے قدموں کو زمانہ اور گردشِ ایام نے چلنے اور اٹھنے سے معذور کر دیا ہے اور صرف کفِ دست سے اشارہ کی ہی استطاعت رکھتا ہے۔

وَ لَمَا رَاَیٰ الزُّوَارَ یَبْتَدُ رُوْنَهٗ وَقَدْ عَاقَهٗ عَنْ قَصْدِہٖ عَائِقُ الضُّعْفِ

ترجمہ جب اس نے بارگاہِ رسالت میں زائرین کو تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا جب کہ اسے اس مبارک ارادہ سے ضعف و ناتوانی نے باز رکھا تھا۔

بَکٰی اَسَفًا وَ اسْتَوْدَعَ الرَّکْبَ اِذْغَدَا تَحِیَّةَ صِدْقٍ تُفْعَمِ الرَّ کْبَ بِالْعُرْفِ

ترجمہ: اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے رو دیا اور بوقت صبح اس راہِ سعادت پر گامزن سواروں کو صدق و اخلاص کا تحفہ و تحیہ بطورِ امانت دیا جو اپنی خوشبوؤں سے سواروں کو عطر بیز کرنے والا تھا۔

فَیَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الشَّفِیْعِ لِرَبِّہٖ دُعَاءَ مُھِیْضٍ خَاشِعِ الْقَلْبِ وَالطَّرْتِ

ترجمہ: اے خاتم المرسلین صلی اللہ علیک وسلم اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصبِ شفاعت پر فائز اس مصیبت زدہ غم ناک کی پکار سماعت فرمایئے جو خشوع قلب و نگاہ کے ساتھ آپ کو پکار رہا ہے۔

دُعَاكَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسَ کَشْفُهٗ لِیَصْدِرَ دَاعِیْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ کَشْفِ

ترجمہ: اس نے آپ سے ایسی تکلیف میں دعا کے لئے عرض کیا ہے جس کے حل و کشف نے لوگوں کو بے بس کر دیا ہے تا کہ وہ اس بحر جود و نوال سے اس مشکل کے حل اور شدت کے ازالہ والے آبِ رحمت سے سیراب ہو کر لوٹے۔

لِرِجْلٍ رَمٰی فِیْهَا الزَّمَانُ فَقَصُرَتْ خَطَاھَا عَنْ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فِی الزَّحْفِ

ترجمہ: اس پاؤں اور قدم کے لئے (نگاہِ کرم مطلوب ہے) جس کو زمانہ کے شدائد نے جنگ کی بھٹی میں جھونکا لیکن اس کے قدم لشکر کی صف اول میں قائم رہنے جو سے قاصر ہیں۔

وَ اِنِّی لَاَرْجُوْ اَنْ تَعُوْدَ سَوِیَّةً بِقُدْرَةِ مَنْ یُحْیِی الْعِظَامِ وَمَنْ یَّشْفِی

ترجمہ: میں اس ذاتِ اقدس کی قدرتِ کاملہ سے پر امید ہوں جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ کر دیتی ہے اور مریضوں کو شفاء بخشتی ہے کہ میرا پاؤں بھی حسب سابق

درست اور صحیح ہو جائے۔

فَأَنت الَّذِیْ نَرْجُوْہٗ حَیًا وَّ مَیِّتًا لِصَرْفِ خُطُوْبٍ لَا تَزِیْغُ اِلٰی صَرْفٍ

ترجمہ: آپ ہی کی وہ ذاتِ اقدس ہے جس سے حالتِ حیات ظاہرہ اور وصال ہر دو حال میں ان حوادث و مشکلات کے ٹلنے اور دور ہونے کے لئے امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں جو کسی طرح دور ہونے کا نام نہیں لیتیں۔

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ عِدَۃَ خَلْقِہٖ وَ مَا تَقْضِیْہِ مِنْ مَزِیْدٍ وَّ مِنْ ضُعْفٍ

ترجمہ: آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو اس کی مخلوق کی گنتی کے مطابق اور اس سے بھی اتنا زائد جتنا کہ آپ کی شانِ محبوبی کے لائق و مناسب ہے۔

جونہی زائرین کی یہ جماعت مدینہ منورہ پہنچی اور بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں یہ عریضہ پیش کیا اور یہ اشعار وہاں پڑھے تو وہ شخص فوراً صحت یاب ہو گیا جب وہ زیارت سے واپس ہوا جس کے سپرد یہ عریضہ کیا تھا تو اسے یوں معلوم ہوا کہ اس کو تو کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ (شواہد الحق)

﴿۱۰﴾ ابوالحسن علی بن ابی بکر ہروی نے اپنی کتاب "الاشارات فی معرفۃ الزیارات" میں نقل کیا ہے کہ جزیرہ میں ایک شہر بنام "توتہ" ہے جس میں نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زیارت گاہیں بنی ہوئی ہیں، میں نے اہلِ جزیرہ سے دریافت کیا کہ یہ زیارت گاہیں ان مقدس ناموں پر کیسے بن گئیں (جب کہ بظاہر ان حضرات کی یہاں آمد و رفت وغیرہ ثابت نہیں) تو انہوں نے کہا کہ ان کی تعمیر کا ایک پس منظر ہے اور ایک بزرگ نورانی چہرہ کو بلا کر کہا کہ یہ شخص جذام کی بیماری میں مبتلاء ہو گیا تھا اور لوگوں نے اس مرض کے عام ہو جانے کے ڈر سے اس کو اس جزیرہ کے ایک کنارے پھینک دیا۔ چنانچہ ایک رات یہ شخص بہت زور سے چیخا اور چلایا، لوگ دوڑے دوڑے اس کے پاس پہنچے اور دیکھا تو کھڑا ہے اور ذرا بھر درد و تکلیف اور رنج و الم اس کو

نہیں، جب اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو اس نے کہا میں نے اس مقام پر نبی اکرم ﷺ کی دیکھا، آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس جگہ مسجد تعمیر کرو۔ میں نے عرض کیا ،یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں مبتلائے جذام ہوں اور لوگ میری بات کو درست بھی نہیں مانیں گے۔ آپ نے اپنے پہلو میں موجود ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اے علی رضی اللہ عنہ اس کا ہاتھ پکڑو۔" چنانچہ انہوں نے اپنا دستِ اقدس میری طرف بڑھایا اور میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

امام ابنِ نعمان "مصباح الظلام" کے مصنف فرماتے ہیں میں نے اس مسجد کو دیکھا اور اس قصہ کو اپنے شیخ حافظ دمیاطی اور دیگر اکابر کی ایک جماعت سے سنا جو دمیاط کی سرحد پر رہتے تھے، یہ قصہ ان کے ہاں مشہور و معروف ہے اور وہ اس کو بالکل درست و صحیح تسلیم کرتے ہیں اور یہ مسجد، مسجد النبی ﷺ کے نام سے مشہور معروف ہے۔

(شواہد الحق)

فائدہ:۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین سے نسبت رکھنے والی چیزوں یا مقامات سے محبت والفت رکھنا، ان سے برکت حاصل کرنا اور ان کے لئے کوئی نشانی مقرر کرنا سابقہ ادوار سے ہی جاری و ساری ہے۔

﴿۱۱﴾ شیخ ابو اسحاق فرماتے ہیں میرے کندھے پر برص کا سفید داغ ظاہر ہو گیا، خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ سے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ملاحظہ تو فرمائیے کہ مجھے کیسا موذی مرض لاحق ہو گیا ہے، آپ نے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر پھیر دیا، جب بیدار ہوا تو وہ داغ دور ہو چکا تھا۔(شواہد الحق)

﴿۱۲﴾ شیخ عبداللہ محمد بن محمود التجیبی فرماتے ہیں مجھے باری کا بخار ہوتا تھا جب اس کی باری کا دن آیا تو بخار کے اثرات معلوم ہونے لگے، میں نے کتاب "الشفاء

فی شرف المصطفیٰ علیہ وسلم" لے کر اپنے سینے اور کندھے کے قریب رکھی اور عرض کیا "تحَسَّبتُ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی پناہ اور کفایت میں ہوں جونہی استغاثہ کے الفاظ زبان پر آئے اسی وقت وہ شدت اور تکلیف دور ہو گئی حالانکہ میں تپ کی شدت سے اور درد والم سے بستر پر پڑا ہوا تھا۔(شواہد الحق)

﴿۱۳﴾ صالحین میں سے ایک شخص نے ذکر فرمایا کہ رمضان مبارک کا چاند نظر آگیا اور مجھے تپ نے آلیا، مجھے روزہ نہ رکھ سکنے کا خطرہ درپیش ہوا تو میں نے بارگاہ رحمت اللعالمین علیہ وسلم میں استغاثہ پیش کیا اور تپ کی شکایت کی، فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ عارضہ مجھ سے دور کر دیا اور میں نے نبی اکرم علیہ وسلم کی برکت سے رمضان مبارک کے روزے خیر و خوبی سے رکھے۔(شواہد الحق)

﴿۱۴﴾ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الملک القرطبی فرماتے ہیں میرے والد گرامی کو مرض شدید لاحق ہو گیا اور وہ تین ماہ تک بیت المقدس میں صاحب فراش رہے، کسی طرح اٹھنے کی ان میں سکت باقی نہیں رہی تھی حتیٰ کہ صحت یابی سے بالکل مایوسی ہو گئی اور معیشت کی تنگی اور افلاس کی شدت یہاں تک پہنچی کہ گھر میں ایک پیسہ تک باقی نہیں رہا تھا، انہوں نے خواب میں نبی کریم علیہ وسلم کی زیارت کی اور اس زبوں حالی اور بیماری کی صورتِ حال عرض کی، آپ نے فرمایا "قل اللهم ا نی اسالك العفو والعافية والمعافاة فی الدنيا والآخرة "انہوں نے خواب ہی میں حسب الارشاد یہ کلمات پڑھ لئے۔جب بیدار ہوئے تو جسم مکمل طور پر صحت یاب تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ذرہ بھر تکلیف ان کو لاحق نہیں ہوئی تھی۔

ان کے دوست احباب ان کی عیادت کے لئے آئے تو ان کو بالکل تندرست پا کر صحت یابی کا سبب دریافت کیا، تو انہوں نے رحمتِ دوعالم علیہ وسلم کے تشریف لانے

اور نظرِ کرم فرمانے کا قصہ بیان کیا ،اسی دوران اتفاقاً السلطان الملک الاشرف بیت المقدس کی زیارت کے لئے ادھر آیا اور لوگوں کو میرے والد گرامی کے گھر میں آتے جاتے دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا فلاں شخص بیمار تھا اور یہ لوگ اسکے تیمار دار ہیں۔ وہ بھی عیادت کے لئے آیا اور ان کو تندرست دیکھ کر متعجب ہوا۔ میرے والد نے اسکو اصل صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اس نے واپس جا کر اتنا مال ہمارے ہاں بھیجا جس کی بدولت عرصہ دراز تک ہماری مالی حالت مستحکم رہی اور ہر قسم کا احتیاج جاتا رہا۔ (شواہد الحق)

{رہائی عطا فرمادی}

﴿1﴾ امام ابو عبد اللہ بن محمد ازدی کحال اندلسی جو ایک صالح اور انتہائی نیک شخص تھے فرماتے ہیں کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا اہلِ روم نے قید کر لیا، وہ اپنے گھر سے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے ارادہ سے نکلا تاکہ اپنے لختِ جگر کے معاملہ میں آپ سے التجاء کرے ،راہ میں اس کو بعض واقف اور شناسا ملے اور دریافت کیا کہ "کہاں کا عزم وارادہ ہے ؟" اس نے کہا "میں رسول ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضری کے لئے جاتا ہوں ، تاکہ آپ سے اپنے لڑکے کے حق میں شفاعت طلب کروں کیونکہ اسے رومیوں نے قید کر لیا ہے اور اس پر تین سو تاوان عائد کیا ہے جب کہ میں مفلس اور مسکین ہوں اور اس خطیر رقم کی ادائیگی سے قاصر ہوں۔"

انہوں نے کہا کہ سرکار ﷺ سے ہر جگہ توسل اور شفاعت طلب کی جاسکتی ہے ،اس مقصد کے لئے حاضری بارگاہ ضروری نہیں ہے لیکن اس نے ان کی نصیحت کو قبول نہ کیا اور بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہو گیا۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی رسولِ کریم ﷺ کے بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری دی اور اپنی حاجت پیش کر کے توسل کی

درخواست کی، خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے شہر کو چلے جاؤ تمہارا مقصد پورا ہو چکا ہے، جب وہ اپنے شہر پہنچا تو اس کا لڑکا وہاں موجود تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے رومیوں کی قید سے خلاصی عنایت فرمادی تھی اس نے اپنے بیٹے سے صورتِ حال دریافت کی تو اس نے بتایا کہ فلاں رات مجھے ان کی قید سے رہائی نصیب ہوئی تھی اور میرے ساتھ اور بھی بہت سے قیدی رہا ہو گئے جب اس نے حساب لگایا تو یہ وہی رات تھی جس میں اس کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں رسائی اور بیٹے کے لئے شفاعت کے متعلق عرض کرنے کو موقع نصیب ہوا اور بارگاہِ نبوت ﷺ سے شرفِ دیدار سے بہرہ ور کئے جانے کے بعد وطن واپسی کا اشارہ ہوا تھا۔ (شواہد الحق)

﴿2﴾ ابن سحون ناسخ کہتے ہیں کہ مجھے رومیوں نے قید کرلیا اور میں کافی عرصہ حالت قید میں رہا۔ ایک دفعہ میں نے سوچا کہ نہ میرے پاس مال ہے (جو ادا کر کے رہائی حاصل کروں) اور نہ ہی خویش واقارب ہیں جو مجھے چھٹکارا دلائیں۔ لہذا میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ میں ایک عریضہ رحمت دوعالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کروں اور اس میں اپنی سرگزشت عرض کروں۔ چنانچہ اس خیال کے آتے ہی ایک ورقہ پر اپنی سرگزشت لکھی اور ایک مسلمان تاجر کے حوالے کیا جو اسی شہر میں بغرض تجارت موجود تھا جس کے اندر میں قید کے ایام گزار رہا تھا اور میں نے اس سے عرض کیا کہ آپ جب بھی روضہ رسول ﷺ پر حاضری سے مشرف ہوں تو میرا یہ عریضہ قبر انور اور روضہ اطہر کے ساتھ لٹکا دینا چنانچہ اس تاجر نے میری اس استدعاء کو پورا کردیا۔

جب لوگ حج سے فارغ ہوئے تو ایک حاجی اس شہر میں آیا جسکے اندر میں

اسیری کے دن کاٹ رہا تھا اور بادشاہ سے میری خلاصی کا مطالبہ کیا۔ میں قید خانے بیٹھا تھا کہ ناگاہ بادشاہ کا قاصد میرے پاس آیا اور مجھے بلا کر اپنے ہمراہ لے گیا۔ جب میں حاکم شہر کے پاس پہنچا تو میں نے اس کے پاس ایک شخص موجود پایا جو میرے گمان کے مطابق عجم سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے پہنچنے پر حاکم شہر نے اس سے دریافت کیا، کیا وہ یہی شخص ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اور بعد ازاں مجھ سے کچھ لکھنے کی فرمائش کی تاکہ میری لکھائی کو دیکھے جب میں نے حسبِ خواہش لکھا اور اس نے میری تحریر کو دیکھا تو کہا وہ یہی ہے اور مجھے خرید کر اپنے ہمراہ لیا اور بلادِ کفر سے رہائی دلائی۔

میں نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کی میرے ساتھ اس ہمدردی اور بھلائی کا باعث اور سبب موجب کیا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے اس سال حج کیا اور مدینہ منورہ میں روضۂ رسالت مآب علیہ افضل الصلوات پر حاضری دی۔ شرف زیارت سے بہرہ ور ہونے کے بعد میں روضہ اطہر کے قریب بیٹھ گیا اور دل میں خیال کیا۔ کاش رسول خدا ﷺ ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ موجود ہوتے اور آپ مجھے کوئی حکم دیتے جس کی تعمیل و تکمیل سے نگاہِ کرم کا سزاوار بن جاتا، میں اسی خیال میں گم تھا کہ ہوا کے جھونکوں سے ایک ورق لرزتا اور پھڑپھڑاتا نظر پڑا جو روضۂ اطہر کی دیوار سے معلق تھا میں نے سوچا (نگاہِ ظاہر سے دیکھنا نہ سہی مگر قلبی نگاہ سے) میں نے آپ کو دیکھ لیا ہے اور آپ نے مجھے اس ورقہ کے متعلق حکم دیا ہے۔ میں نے وہ کاغذ اپنے قبضہ میں لیا اس کو پڑھا، اس میں تیرا نام موجود تھا اور تیری فریاد وزاری بھی موجود تھی جو قیدِ روم سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے تو نے بارگاہِ نبوت پناہ ﷺ میں بہ صورتِ عریضہ پیش کی تھی۔ چنانچہ میں اس عریضہ میں درج پتہ کے مطابق اس شہر میں پہنچا اور حاکمِ شہر سے تیری خلاصی

کا مطالبہ کیا جب تجھے بلایا گیا اور میں نے تجھ سے نام وغیرہ دریافت کیا تو مجھے تسلی ہو گئی کہ تو نے ہی وہ عریضہ لکھا تھا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہی تجھے خریدا اور آزاد کیا ہے۔(شواہد الحق)

﴿3﴾ ابراہیم بن مرزوق بیانی فرماتے ہیں کہ جزیرہ شقر سے ایک آدمی گرفتار کیا گیا اور اس کے سینے پر لمبی اور وزنی لکڑیاں رکھی گئیں اور ان کو لوہے کے زنجیروں سے جکڑ دیا گیا، اس درد والم کی حالت میں وہ شخص بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ سے استغاثہ کرتا تھا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہتا تھا۔ دشمنوں کے سردار نے اس سے طنزیہ طور پر کہا اپنے رسول سے کہہ کہ تجھے خلاصی عطا فرمائے، جب تاریکی چھا گئی تو ایک شخص نے آکر اس کو جھنجھوڑا اور کہا "اٹھ، اذان دے۔ اس نے عرض کی دیکھیے تو میں کس حال میں ہوں، اس شخص نے کہا کہ تو اذان تو دے۔ جب حسب الامر اذان دینے لگا اور اشہد ان محمد رسول اللہ تک پہنچا تو اس کے سینے پر سے وہ بھاری لکڑیاں اور زنجیر وغیرہ سب زائل ہو گئے اور اسے اپنے سامنے ایک باغ دکھائی دیا وہ اس میں چلنے لگا، ایک جگہ ایک غار سی نظر پڑی، اس میں داخل ہوا تو اپنے وطن جزیرۂ شقر میں پہنچ گیا۔ اس شہر میں اس کا یہ قصہ بہت مشہور ہوا۔(شواہد الحق)

﴿4﴾ علی بن عبدون سبتی فرماتے ہیں "ہمیں دشمن نے گرفتار کر لیا اور میرے ہاتھ کندھوں پر پچھلی طرف کو باندھ دیئے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں، فوراً میرے دل ودماغ میں یہ دو شعر گردش کرنے لگے، جن میں سے پہلا میری زبان پر جاری ہوا اور اپنے محبوب ﷺ کو یاد کر کے عرض کیا" اے اللہ! جو مقام ومرتبہ اور درجۂ فضیلت تو نے اپنے اس محبوب کو عطا کیا ہے اس کا صدقہ مجھے اس قید اور مصیبت سے رہائی نصیب فرما۔ اگلی رات برکتِ نبی ﷺ میرے شاملِ حال تھی اور میں

قید سے چھٹکارا حاصل کر چکا تھا وہ شعر یہ ہیں،

اَوْقَفَنِیْ حُبُّکَ فِیْمَنْ یَزِیْدُ
نِیْ شَکْلَۃِ الذِّلِّ وَ نَعْتِ الْعَبِیْدِ
قَدْ حَضَرَ الْبَائِعُ وَ الْمُشْتَرِی
عَبْدُکَ مَوْقُوْف" فَمَاذَا تُرِیْدُ

ترجمہ : آپ کی محبت نے مجھے ان لوگوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے جو ذل و تواضع اور صفتِ غلامی میں بڑھتے جا رہے ہیں، بیچنے والے اور خریدنے حاضر ہیں اور آپ کا عبد وغلام ان کے درمیان کھڑا کر دیا گیا ہے، اب بتلائیے، آپ کا ارادہ کیا ہے ؟(اپنی غلامی میں رکھیں گے یا غیروں کے حوالے فرمائیں گے ؟)

﴿5﴾ مقتدائے انام ابو الحسن علی بن ابی القاسم المعروف ابنِ قفل فرماتے ہیں "ہم دمیاط کی سرحد پر دشمن کی قید میں تھے، ابو البرکات عبد الرحمٰن بن معبد بن البوری میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے کہا "میں نے گزشتہ رات خواب میں رسولِ اکرم ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ ابنِ قفل کے پاس جاؤ اور ان کو دعا کرنے کو کہو۔

فرماتے ہیں قبل ازیں میں دعا کرنے کا ارادہ کرتا مگر دعا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور الفاظِ دعا زبان پر آتے ہی نہیں تھے۔ جب خلاصی کا وقت آیا اور حکمِ رسول ﷺ پہنچا تو صورتِ حال یہ تھی کہ جب بھی آنکھ کھلتی تو کیا دیکھتا کہ میرے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہیں، چنانچہ میں دعا کرتا۔ جب ۶۱۸ھ رجب المرجب کا پہلا خمیس (یعنی جمعرات کا دن) آیا تو میں نے ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھنے کو کہا جو ہمارے ساتھ قید میں تھے، جب افطار کا وقت ہوا اور حسب العادۃ نمازِ مغرب کے بعد صلوٰۃ الرغائب پڑھ چکے تو میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور چھوٹے بچوں نے رونا

شروع کیا، اسی رات دشمن ملعون کی کمر ٹوٹ گئی اور شکست کھا کر جزیرہ سے پسپا ہو گیا اور بادشاہِ اسلام جمعہ کے دن ان پر غالب آگیا اور وہ علاقہ اسی رجب کی انیس تاریخ بدھ کے روز مکمل طور پر اہلِ اسلام کے زیرِ اثر آ گیا۔(شواہد الحق)

﴿6﴾ ابو القاسم بن تمام نے فرمایا کہ ہم دس آدمی مل کر بصورت وفد قصر طوبٰی میں ابو یونس کے پاس گئے اور اس سے عرض کیا کہ ہمیں زیادۃ اللہ امیر کی والدہ کی طرف سفارشی خط لکھ دو کیونکہ امیر نے اہلِ علم و قرآن میں سے دو سو آدمیوں کو جبراً لشکر کے ساتھ محاذ جنگ پر بھیج دیا ہے۔ ابو یونس نے کہا ہم نہ تو امیر کو جانتے ہیں اور نہ ہی اس کی ماں کو، ہم تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو جانتے ہیں، آج رات ہم اللہ تعالیٰ سے دعا و التجاء کریں گے اور ان شاء اللہ وہ رہا ہو جائیں گے، وہ رات جمعہ کی تھی، شیخ ابو القاسم نے اس میں بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں استغاثہ کرتے ہوئے عرض کیا، "**يَا اَحْمَدُ ، يَا اَبَا الْقَاسِمِ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ يَامَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ !**﴿ترجمہ۔ اے احمد! اے ابو القاسم! اے خاتم النبیین! اے رسولوں کے سردار! اے وہ ذاتِ پاک جسے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین بنایا ہے۔﴾ آپ کی امت میں سے ایک جماعت میرے پاس آئی ہے اور صالحین کی ایک جماعت کی خلاصی کے لئے مطالبہ کیا ہے میں آپ کی جناب میں التجاء پیش کرتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ انہیں خلاصی نصیب ہو جب انہوں نے اپنے شبانہ اوراد و وظائف پڑھ لئے اور سو گئے تو خواب میں رسول اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، آپ نے فرمایا اے ابو یونس میں نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے ان شاء اللہ العزیز وہ کل رہا کر دیئے جائیں گے۔

ابنِ تمام فرماتے ہیں ہم صبح سویرے شیخ ابو یونس کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ ہماری درخواست کا کیا ہوا انہوں نے فرمایا میں نے ان کے حق میں

نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ کل صبح ان شاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ صبح جمعہ کے دن جب وہ حضرت زیادۃ اللہ بن الاغلب امیر لشکر کے پاس گئے اور اسے سلام دیا اس نے سلام کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ ان کی خوب تعظیم و تکریم کی اور ان سے کہا اے اہلِ علم اور اربابِ قرآن میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ کی خاطر آزاد کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت کرے جس نے تمہیں میرے طرف بھیج کر تکلیف دی۔ (شواہد الحق)

﴿7﴾ ایک دفعہ خلیفہ مہدی رات کو محوِ خواب تھا کہ گھبرا کر بیدار ہوا اور اپنے پولیس افسر کو بلا کر حکم دیا کہ قید خانہ میں جا کر علوی حسینی کو آزاد کر دے اور اسے اختیار دے کہ اگر پسند کرے تو ہمارے ہاں عزت و کرامت کے ساتھ رہے اور اپنے گھر جانا چاہے تو بھی اس کی خوشی، جب وہ جیل میں داخل ہوا اور علوی جوان کو قید کی کال کوٹھڑی سے نکال کر اس کے حوالے کیا گیا تو اس کا جسم سال خوردہ مشک کی مانند نظر آرہا تھا، جب پولیس افسر نے اس کو آزادی کا مژدہ سنایا اور اسے اختیار دیا کہ یہاں عزت و کرامت سے رہو تمہاری مرضی اور گھر جانا چاہو تب بھی اختیار ہے تو اس نے گھر جانے کو ترجیح دی۔

وہ علوی جوان گھر جانے کے ارادہ سے سواری پر سوار ہونے لگا تو اس پولیس افسر نے کہا تمہیں اس خدا کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے تمہیں رہائی دلائی کیا تمہارے علم میں ہے کہ امیر المومنین نے کس وجہ سے تمہیں رہا کیا؟ انہوں نے کہا خدا مجھے معلوم ہے (بات دراصل یہ ہے کہ) میں رات کو سویا ہوا تھا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے ان لوگوں نے تم پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا اٹھ دو رکعت نماز

پڑھ اور اس کے بعد یہ دعاء مانگ،

"یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَیَا کَاسِیَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجاً وَّمَخْرَجاً اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلاَ اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

ترجمہ: اے وہ ذات جس سے کوئی مطلوب فوت نہیں ہو سکتا۔ جو ہر ایک کی درد بھری آواز کو سننے والی ہے اور موت کے بعد گل سڑ جانے والی ہڈیوں کو (روز حشر) نئے سرے سے گوشت و پوست سے کر حیات نو بخشنے والی ہے، (حضور اکرم) محمد اور ان کی آل پر درود بھیج اور اور مجھے اس قید و بند سے چھٹکارہ اور خلاصی نصیب فرما بے شک تو صاحب علم ہے اور میں اس عام اور محیط علم سے عاری ہوں اور تو صاحب قدرت تامہ ہے اور میں سراپا عجز و ناتوانی ہوں اور تو سب غیوب کا جاننے والا ہے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے۔"

اس علوی حسینی جوان نے بتایا کہ میں دو رکعت ادا کرنے کے بعد انہیں کلمات کا ورد کر رہا تھا اور بار بار ان کو پڑھ رہا تھا کہ تو نے آکر مجھے بلایا اور قید سے رہا کیا، اس پولیس افسر کا کہنا ہے کہ جب میں خلیفہ مہدی کے پاس لوٹ کر گیا اور اس کو یہ قصہ بیان کیا تو اس نے کہا خدا اس علوی نے درست کہا، میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں ایک حبشی کو دیکھا جو لوہے کا گرز لئے میرے سر پر کھڑا اور کہہ رہا ہے فلاں علوی حسینی کو رہا کر دے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کر دوں گا میری فوراً آنکھ کھل گئی اور جب تک تو اس علوی کو رہا کر کے نہیں آیا مجھے دوبارہ سونے کی جرأت نہیں ہو سکی۔ (شواہد الحق)

﴿8﴾ خلیفہ معتمد علی اللہ ایک رات محوِ خواب تھا کہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور چلا چلا کر کہنے لگا، منصور جمال نامی شخص کو میرے پاس لاؤ، جب اس کو خلیفہ کے سامنے

پیش کیا گیا تو اس سے پوچھا تو کب سے قید میں ہے؟ اس نے کہا مجھے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ معتمد علی اللہ نے کہا سچ سچ بتاؤ اصل قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں موصل کا باشندہ ہوں میری گذر بسر کا دارومدار اپنے اونٹ کی بار کشی پر تھا، جو کرایہ حاصل ہوتا اس سے گھر والوں کا پیٹ پالتا۔ جب موصل میں یہ ذریعہ معاش سود مند نظر نہ آیا تو میں نے سوچا کہیں دوسری جگہ اسبابِ معیشت کو تلاش کروں، جب میں موصل سے نکلا تو قطاع الطریق اور ڈاکوؤں کا قلع قمع کرنے والی فوج کا دستہ نظر آیا جنہوں نے دس فسادیوں کو قید کر رکھا تھا، اس دستہ کے امیر نے ان کی تعداد کے متعلق مرکز میں اطلاع دی جو کہ دس تھی، اسی اثناء میں ایک ڈاکو نے اس کو رقم کی پیش کش کر دی اور رہائی حاصل کر لی۔

اس نے گنتی پوری کرنے کے لئے مجھے ساتھ شامل کر لیا اور میرا اونٹ بھی قبضے میں لے لیا، میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دیا مگر انہوں نے مجھے رہا کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں راہزنوں کے ساتھ مجھے بھی قید کر دیا جن میں سے بعض مر چکے اور بعض کو رہا کر دیا گیا، صرف میں باقی رہ گیا تھا معتمد نے اپنے خزانچی سے کہا پانچ صد دینار میرے پاس لے کر آؤ۔ وہ دینار اس سے لے کر میرے حوالے کئے اور تیس دینار ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے کہا سرکاری اونٹوں کا انتظام اس کے ہاتھ میں دے دو، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے اس ساعت نبی رحمت ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ ﷺ فرماتے ہیں اے احمد (معتمد علی اللہ) فوراً اسی وقت آدمی بھیج کر منصور جمال کو رہا کرو اور اس کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے۔

﴿9﴾ بیان کیا جاتا ہے کہ عزیز باللہ نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا کہ مصر میں اس کے عاملین کے ذمہ واجب الاداء رقوم فوراً وصول کرے، اس نے شریف کے ذمہ

تین ہزار دینار واجب الاداء پائے اور عدم ادائیگی کی صورت میں ان کو مسجدِ مہرہ میں قید کر دینے کا حکم دے دیا اور آدمی بھی اس کی نگرانی پر متعین کر دیئے، شریف نے وہ رات مسجد میں قیدی کی صورت میں گزاری۔ خواب میں نبی رحمت ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم پر عزیز کے ولی عہد نے نگران مسلط کر رکھے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے فرمایا تم وہ پانچ آیات کیوں تلاوت نہیں کرتے جن کو بارگاہِ خداوندی تک رسائی سے کوئی چیز روک نہیں سکتی، ان کی بدولت تمہیں خلاصی نصیب ہو جائے گی میں نے عرض کیا "وہ کون سی آیات ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "بشر الصابرین" سے لے کر "المھتدون" تک۔ (یہ آیت سورہ بقرہ میں ہے) اور "الذین قال لھم الناس" (تا) "عظیم" (جو کہ آل عمران میں ہے۔) "ایوب اذنادی ربه (تا) "العابدین" اور "ذاالنون" (تا) "ننجی المومنین" (یہ دونوں سورہ انبیاء میں ہیں) اور "فستذکرون ما اقول لکم" ... پڑھو۔

میں بیدار ہوا تو یہ پانچوں آیتیں یاد تھیں (اور ان کو ورد کرتا رہا) جو نہی صبح ہوئی اور مسجد کو دروازہ کھولا گیا تو ایک جماعت آدمیوں کی میرے پاس آئی جو مجھے اپنے ہمراہ عزیز کے ولی عہد کے پاس لے گئی، اس نے مجھ سے کہا تم نے اپنے جدِ امجد رسول کریم ﷺ کا بارگاہ میں میری شکایت کی ہے؟ میں نے کہا خدا میں نے آپ کی قطعا کوئی شکایت نہیں کی۔ اس نے کہا شکایت کی گئی ہے کیونکہ مجھے خود رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے، پھر واجب الاداء رقوم کی فہرستیں طلب کیں اور میرے نام پر لکیر کھینچ دی اور وصولی کا حکم روک دیا بلکہ اپنی طرف سے میری مالی اعانت کرتے ہوئے ایک ہزار دینار کا آرڈر دیا اور مجھے آزاد کر دیا۔ یہ ان پانچ آیات کے تلاوت کرنے کی برکت تھی جس کا خود میں نے تجربہ کیا اور رسولِ رب العالمین ﷺ کی برکت تھی۔ (شواہد الحق)

﴿10﴾ ابراہیم بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں بغداد میں پولیس افسر تھا، خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا مقدمۂ قتل میں ماخوذ شخص کو رہا کر دو۔ وہ بیدار ہوا تو سخت مرعوب اور دہشت زدہ تھا اور اپنے ساتھیوں سے قاتل کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ ہمارے پاس ایک آدمی ایسا ہے جو قتل کے الزام میں ماخوذ ہے۔ ابراہیم نے اس کو بلا کر دریافت کیا "سچ سچ بتاؤ، اصل قصہ کیا ہے ؟" اس نے کہا میں بتاتا ہوں۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ہماری جماعت ہر رات بدکاری کے لئے جمع ہوتی تھی اور ایک بوڑھی عورت ہماری دلال تھی، جو ہمارے پاس آتی جاتی اور عورتوں کو ورغلا کر ہمارے پاس لے آتی۔ ایک دفعہ وہ ایک عورت کو ہمارے پاس لے آئی جوں ہی اس عورت نے ہمیں دیکھا تو زوردار چیخ ماری اور غش کھا کر گر گئی۔ میں اسے ایک الگ کمرے میں لے گیا، جب ہوش میں آئی تو میں نے اس سے چیخ مارنے اور غش کھا کر گرنے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا "اے جوانو! میرے حق میں خدا کا خوف کرو، اس کے قہر و عذاب سے ڈرو، اس بڑھیا نے مجھے دھوکا دے کر یہاں بلایا ہے اس نے مجھ سے یہ کہا کہ میرے پاس ایسے موزے ہیں کہ پوری دنیا میں اس قسم کے موزے ملنا ناممکن ہیں اور میں ان کو گھر سے باہر نہیں نکالتی۔"

مجھے اس کی بات پر اعتماد کر کے ان کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا، یہ اچانک مجھے آپ کے پاس لے پہنچی۔ میں سید زادی ہوں میری ماں فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا ہے اور میرے نانا جان محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، میرے حق میں ان دونوں مقدس ہستیوں کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھو اور میری عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے صورتِ حال بیان کی اور ان سے کہا کہ اس عفیفہ سے درگزر کرو۔ میرا یہ کہنا تھا کہ وہ جوش میں آ گئے اور اس کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے کہا کہ تو

نے اپنی خواہشِ نفس پوری کرلی ہے اور ہمیں اس سے الگ رکھنا چاہتا ہے میں اس لڑکی کے آگے سپر بن کر کھڑا ہو گیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تک میرے جسم میں رمقِ جان باقی ہے تمہیں اس کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دوں گا۔ یہ معاملہ ہمارے درمیان الجھ گیا حتیٰ کہ ہاتھاپائی میں مجھے زخم آگیا اور ان میں سے جو اس جرم پر زیادہ حریص تھا میں نے اس کو خنجر کا وار کر کے قتل کر دیا پھر اس عورت کو اپنی حمایت و حفاظت میں لے کر مکان سے باہر نکال دیا۔ پڑوسیوں نے شور و غل سنا تو جمع ہو کر حویلی میں داخل ہو گئے، میرے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر اور اس شخص کو مقتول دیکھ کر مجھے پولیس کے حوالے کر دیا۔ اسحٰق بن ابراہیم نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کے لئے اور ایک عفیفہ معصومہ شریفہ کے حفظ حرمت کی بدولت درگزر کرتا ہوں، بعد ازاں اس شخص نے توبہ کرلی اور ہمیشہ کے لئے اس گھناؤنے جرم سے بچ گیا۔ والحمد لله علی ذلك۔ (شواہد الحق)

دشمن تباہ برباد ہو گیا :۔

اور جب افرنگی دمیاط پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اہلِ اسلام سے یہ علاقہ چھین لیا تو اس واقعہ کے اٹھارہ دن بعد مدینہ منورہ میں اس کی اطلاع پہنچی۔ اہلِ مدینہ نے یہ پریشان کن خبر سنتے ہی روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر رونا چیخنا چلانا اور فریاد و زاری کرنا شروع کر دیا اور نبی اکرم ﷺ سے استغاثہ کیا، صالحین میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ جب یہ روح فرسا خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو میں وہیں حاضر تھا، مغربی سادات میں سے ایک بزرگ جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے، تشریف لائے، روتے جا رہے تھے اور عرض کر رہے تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے کئی روز تک انہوں نے نہ کھایا نہ پیا اور اسی طرح استغاثہ و فریاد رسی کے لئے التجائیں

کرتے رہے چنانچہ اس عرض کے بعد بہت سے لوگوں نے رسول معظم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور دشمن کے متعلق آپ سے شکایت کی، آپ نے اس مرتبہ بھی ان کو دشمن کی ہلاکت کا مژدہ سنایا، جس طرح کہ پہلی مرتبہ بشارت دی تھی (اور جس طرح فرمایا پورا ہو کر رہا) ۔فللہ الحمد فی الآخرۃ والاولیٰ۔ (شواہد الحق)

دشمنوں کو مصیبت میں گرفتار کروا دیا :۔

صالح بن شوشا بلنسی نے بتایا کہ ہم کشتی میں سوار تھے کہ دشمن کے بیڑے نے ہمیں آلیا اور قریب تھا کہ ہماری کشتی کو تباہ کرنے کے لئے ٹکر لگاتے میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! نحن فی ضیافتك الیوم" اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیک وسلم! آج ہم آپ کی ضیافت میں ہیں تو فوراً دشمن کی عظیم کشتی میں زوردار دھماکا ہوا کشتی کے وسطی عمود ٹوٹ گئے اور ان پر لٹکاتے ہوئے بادبان بھی گر گئے چنانچہ انہیں اپنی جان بچانے کی فکر لاحق ہوئی اور ہم نبی کریم ﷺ کی برکت سے صحیح وسالم کنارے جا لگے اور تونس میں داخل ہو گئے۔ (شواہد الحق)

﴿شفاعتِ محبوبِ ربّ العُلیٰ ﷺ﴾

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (چنانچہ آپس میں کہیں گے کہ) ہم کسی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے لاتے ہیں، تاکہ وہ ہمیں محشر کی پریشانی سے نجات دلائے۔" پھر وہ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ "آپ آدم علیہ السلام ہیں، جو تمام مخلوق کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ کے بدن میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ

کی تعظیم کے لئے سجدہ ریز ہوں، چنانچہ آپ اپنے رب عزوجل سے ہماری شفاعت فرمایئے' تاکہ وہ ہمیں محشر کی اس پریشانی سے نجات دے۔" حضرت آدم علیہ السلام کو اس موقع پر اپنی اجتہادی خطایاد آجائے گی۔ جس کے باعث آپ کو اپنے رب سے حیاء آئے گی اور آپ فرمائینگے، "یہ میرا منصب نہیں، تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔"

چنانچہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور وہی عرض کرین گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اپنی ایک خطایاد آئے گی جس کے باعث آپ کو اپنے رب سے حیاء آئے گی اور آپ فرمائینگے، "یہ میرا منصب نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنا خلیل بنایا ہے۔" پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے (اور شفاعت طلب کریں گے) آپ کو بھی اپنی ایک خطایاد آئے گی جس کے باعث آپ کو اپنے رب سے حیاء آئے گی اور آپ فرمائینگے، "یہ میرا منصب نہیں، تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے شرفِ کلام سے نوازا اور ان کو توریت عطا فرمائی۔"

پھر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، آپ کو بھی اپنی ایک خطایاد آئے گی۔ چنانچہ آپ بھی معذرت کرتے ہوئے فرمائیں گے، "یہ میرا منصب نہیں البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔" پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ لیکن آپ بھی یہی فرمائیں گے، "یہ میرا منصب نہیں، البتہ تم محمد (ﷺ) کی خدمت میں جاؤ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی مغفرت کی بشارت سنادی تھی۔"

پھر سب لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے ، چنانچہ میں اپنے رب عزوجل سے شفاعت کی اجازت طلب کروں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی۔ پھر میں خود کو اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز پاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جب تک پسند فرمائے گا مجھے یونہی رہنے دے گا۔ پھر ارشاد فرمائے گا، "یَا مُحَمَّدُ! اِرْفَعْ رَاْسَكَ ،قُلْ تُسْمَعْ ،سَلْ تُعْطَهْ، اِشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) ! سر اٹھایئے، آپ فرمایئے، آپ کی عرض سنی جائے گی، آپ طلب کیجئے، عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت فرمایئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔" پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ان الفاظ سے حمد کروں گا کہ جو وہ اس وقت مجھے سکھائے گا۔ اس کے بعد میں شفاعت فرماؤں گا، میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی میں اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا اور انھیں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں اپنے آپ کو سجدہ ریز پاؤں گا، اللہ تعالیٰ مجھ سے پھر وہی کلام فرمائے گا اور اذنِ شفاعت دیا جائے گا، میں پھر لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ "راوی فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ " آپ ﷺ نے اس تین بار فرمایا تھا' یا چار مرتبہ۔"

(پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) پھر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ "اے میرے رب! اب جہنم میں صرف وہی لوگ رہ گئے ہیں کہ جن کے حق میں قرآنِ پاک میں دائمی عذاب واجب کر دیا گیا ہے (یعنی کفار و مشرکین)۔" (مسلم۔ کتاب الایمان)

شیطان سے سوالات :۔

☆اس حدیثِ پاک سے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد غیر اللہ کا مدد فرمانا ثابت ہوا یا نہیں ؟

☆لوگوں کے دل میں انبیاء علیھم السلام کی بارگاہ میں مدد طلب کرنے کا خیال

کون ڈالے گا؟ اگر کہے کہ اللہ تعالیٰ، تو پھر سوال ہوگا کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو براہِ راست جنت میں داخل کرنے پر قادر نہیں؟ نیز کیا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نبیوں کی بارگاہ میں حاضری کا خیال الہام فرما کر انھیں شرک میں مبتلاء فرمایا یا نہیں؟

☆جب لوگ مختلف انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے تو ان نفوسِ قدسیہ نے یوں کیوں نہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہمارے پاس کیا لینے آئے ہو؟

مدینہ:۔اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں اپنے محبوب ﷺ کا خیال ڈال دیتا، یونہی بقیہ انبیاء علیہم السلام کے قلوب میں اور وہ اولاً ہی آپ ﷺ کے پاس بھیج دیتے، لیکن درجہ بدرجہ محبوب ﷺ تک پہنچانا پسند فرمایا، دراصل اس میں حکمت یہ تھی کہ سب لوگوں پر شفیعِ اعظم ﷺ کی اہمیت وافادیت وشان وعظمت خوب اچھی طرح ظاہر ہو جائے، اگر فوراً یا اولاً ہی محبوب ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا تو یہ بات بدرجۂ اتم حاصل نہ ہو پاتی۔

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا

(حدائقِ بخشش)

پیارے مسلمان بھائیو اور بہنو! جو محبوبِ خدا ﷺ، میدانِ محشر کی سختیوں مصیبتوں، پریشانیوں اور نفسا نفسی کے عالم میں ہماری امداد فرمانے پر قادر ہیں تو کیا وہ دنیا میں امداد نہیں فرما سکتے؟ ضرور فرما سکتے ہیں، جو رب عزوجل انھیں وہاں قدرت وطاقت عطا فرمائے گا اسی رب نے انھیں یہاں بھی یہ طاقت عطا فرمائی ہے، یہاں مدد مانگئے، فریاد کیجئے، شیطان کے دھوکے میں گرفتار مت ہوئیے، ورنہ کل بروزِ محشر شرمندگی وندامت مقدر بن جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(حدائقِ بخشش)

(بعدِ وفات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی امداد)

﴿1﴾ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ نے مدد فرمائی:۔

حضرت شیخ احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک قحط زدہ سال میں مصر سے خریدے گئے دو اونٹوں پر سوار ہو کر سفرِ حج اختیار کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ میں شرفِ حضوری چاہتے تھے کہ اونٹ مدینہ پہنچ کر مر گئے ،ہم خالی جیب ہو چکے تھے ،نہ اونٹ خرید سکتے تھے اور نہ ہی کرائے کی سواری لینے کے قابل رہے تھے۔ میں اس تنگ دستی میں حضرت شیخ صفی الدین قشاشی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں ساری کیفیت عرض کر دی، انہیں یہ بھی بتایا کہ پریشانی کے حل تک مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہر جانا چاہتا ہوں، وہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمانے لگے آپ ابھی سیدنا حمزہ عمِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی قبرِ انور پر حاضری دیں، جتنا ممکن ہو سکے قرآن پڑھیں اور پھر اول سے آخر تک انہیں اپنا حال سنائیں۔

میں نے تعمیلِ ارشاد کی اور چاشت کے وقت ہی آپ کے مزار پر حاضری دی اور شیخ گرامی کے حکم کے مطابق قرآن حکیم پڑھ کر اپنا حال سنا ڈالا، ظہر سے پہلے واپس ہوا، باب الرحمۃ میں طہارت خانہ سے وضو کر کے مسجد شریف میں داخل ہوا تو وہاں والدہ محترمہ کو موجود پایا۔ فرمانے لگیں، ابھی تمہیں ایک آدمی پوچھ رہا تھا، اسے ملئے۔ میں نے عرض کیا وہ کہاں ہے؟ کہنے لگیں حرمِ نبوی ﷺ کے پیچھے جاؤ، میں ادھر چلا

گیا، وہ صاحب سامنے آگئے، پر ہیبت شخصیت اور سفید داڑھی والے انسان تھے، مجھے فرمانے لگے "شیخ احمد مرحبا!" میں نے ان کے ہاتھ چوم لئے، مجھے فرمانے لگے، مصر چلیں جائیں۔ میں نے عرض کی آقا! کس کے ساتھ چلوں؟ فرمانے لگے چلئے میں کسی آدمی سے آپ کے کرائے کی بات کرادیتا ہوں۔

میں آپ کے ساتھ چل پڑا، وہ مجھے مدینہ طیبہ میں مصری حاجیوں کے کیمپ تک لے گئے، وہاں ایک خیمے میں داخل ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔ انہوں نے خیمے کے مالک کو سلام کہا وہ اٹھ کھڑا ہوا، آپ کے ہاتھ چومے اور بے حد تعظیم کی۔ آپ نے فرمایا، "شیخ احمد اور ان کی والدہ کو لے کر مصر چلنا ہے۔ اس مصری نے آپ کا حکم مان لیا، آپ نے فرمایا، کتنے پیسے لے گا؟ اس نے عرض کیا جتنے آپ کی مرضی ہو گی، آپ نے فرمایا اتنے اتنے لے لینا، اس نے بات مان لی آپ نے اپنے پاس سے کرائے کا زیادہ حصہ ادا کر دیا، مجھے فرمانے لگے "شیخ احمد! اپنی والدہ اور سامان کو یہاں لے آؤ میں وہاں سے اٹھا، آپ وہیں تشریف فرما رہے۔ میں والدہ ماجدہ اور سامان کے ساتھ واپس آیا تو اس مصری کو فرمانے لگے کہ مصر پہنچ کر باقی کرایہ تجھے دے دیا جائے گا، مصری نے یہ بات بھی مان لی، آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور اسے اچھائی کے ساتھ پیش آنے کی وصیت کی، پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم مسجد شریف پہنچے فرمانے لگے تو مجھ سے پہلے اندر چلا جا سو میں مسجد میں داخل ہوا نماز کا وقت ہو گیا۔ لیکن انتظار کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ نظر نہ آئے میں نے بار بار ان کو تلاش کیا مگر نہ ملے۔ میں اس آدمی کے پاس آیا جسے کرایہ دے کر مجھے چھوڑ گئے تھے، میں نے اس سے آپ کے اور آپ کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ کہنے لگا میں تو انہیں نہیں پہچانتا اور آج سے پہلے انھیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ جب وہ تشریف

لائے تو مجھ پر ایسا خوف اور اتنی ہیبت طاری ہوئی جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی ۔میں واپس آگیا۔ بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہ مل سکے۔

میں حضرت شیخ صفی الدین احمد قشاشی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سا ری بات بتائی فرمانے لگے ،وہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب کی روح پاک ہی تو تھی ، جو جسمانی شکل میں سامنے آئی تھی۔ پھر میں اس آدمی کے پاس چلا آیا، جسکے ساتھ مصر جانا تھا۔ اور باقی حاجیوں کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔ اس نے دوران سفر محبت واکرام اور حسن خلق کا ایسا مظاہرہ کیا۔ جس کا اس جیسے لوگ سفر و حضر میں نہیں کیا کرتے ۔ یہ سب کچھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت تھی۔ اللہ ان کے وسیلے سے ہمیں نفع اندوز فرمائے۔ الحمدلله على ذالك ﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

﴿2﴾ پاؤں سے کانٹا نکال دیا:۔

بنو اہل الخل کے ایک فقیہہ کے لڑکے کے پاؤں میں کانٹا دھنس گیا، کوشش کے باوجود نہ نکل سکا لڑکا شدت درد سے بہت پریشان تھا اور چلنے سے عاری ،اس کا والد اسے حضرت ابو عبداللہ محمد بن یعقوب رضی اللہ عنہ کی قبر پر لے آیا، کیونکہ آپ کی زندگی میں بھی اپنی مشکلات کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ قبر پر آکر کہنے لگا حضرت! میں نے یہ لڑکا آپ کی قبر پر ڈال دیا ہے اسکے درد کا مرہم اب آپ ہی کی ذات ہے۔ لڑکے کو چھوڑ کر وہ قریب ہی ایک مسجد میں چلا گیا تاکہ دیکھے اب کیا ہوتا ہے۔ کچھ ہی دیر کے بعد دیکھا کہ لڑکا بالکل ٹھیک ٹھاک چلتا ہوا آرہا ہے، گویا پہلے اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی اور کانٹا ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہے۔ لڑکے سے پوچھا یہ کیسے ہوا ؟وہ بولا مجھے تو محسوس تک نہیں ہوا بغیر کسی سبب کے کانٹا میرے پاؤں سے نکل گیا۔

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

﴿3﴾ قبر شریف کی مٹی سے شفاء:۔

حکایت ہے کہ ایک چور نے حضرت محمد بن حسن (متوفی ۵۸۲ھ) کی کھجور سے کچھ پھل چرا لیے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے جسم میں ایسا شدید زخم ہوا جس کے درد نے اسے نیند سے محروم کر دیا۔ صبح ہوئی تو معذرت کرتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے درگزر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "فلاں بزرگ کی قبر پر جا اور وہاں کی مٹی اپنے زخم پر ڈال لے۔" اس نے ایسا ہی کیا تو بالکل ٹھیک ہو گیا۔

﴿جامع کراماتِ اولیاء﴾

﴿4﴾غلطی درست کروائی :۔

حضرتِ بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ عرصے خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے روضہ میں معتکف رہا۔ عرفہ کی ایک رات روضۂ متبرکہ کے نزدیک نماز ادا کی اور وہیں کلام اللہ شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے پندرہ سپارے ختم کر لئے، سورۂ کہف یا سورۂ مریم میں ایک حرف مجھ سے ترک ہو گیا، حضرتِ مخدوم کے روضہ سے آواز آئی کہ یہ حرف چھوڑ گئے اسے پڑھو، دوبارہ آواز آئی، عمدہ پڑھتا ہے، خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ (معین الہند صفحہ ۱۸۳ بحوالہ راحت القلوب)

﴿6﴾نیل گائے کا شکار :۔

جہانگیر کا واقعہ ہے کہ شکار میں ایک نیل گائے کے پیچھے تین کوس پیدل گیا مگر ہو شکار نہ ہوئی۔ اس نے نذر مانی کہ اگر اسے شکار کر لوں گا تو حضرتِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی روح کے لئے اس گوشت پکا کر فقراء کو کھانا کھلاؤں گا، چنانچہ وہ نیل گائے رک گئی اور جہانگیر نے ایسا ہی کیا۔

جہانگیر اس واقعہ کے دو تین دن بعد پھر شکار کو گیا، ایک نیل گائے نظر آئی جہانگیر اس کے پیچھے تین دن تک پھرتا رہا لیکن وہ نیل گائے کسی مقام پر نہ ٹھہری

، آفتاب غروب ہو گیا، جہانگیر ناامید ہو گیا۔ اس حالت میں اس کی زبان پر فوراً آیا کہ
"اے خواجہ! یہ نیل گائے بھی آپ کی نذر ہے۔"

جہانگیر کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ وہ نیل گائے بیٹھ گئی، اس نے اس کا شکار کر لیا اور فقیروں کو کھلائے جانے کا حکم دیا۔ (توزک جہانگیری صفحہ ۹۱، ۹۲)

﴿7﴾ پھانسی گھر سے اپنے گھر :۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید امجد علی خان قادری رضوی شکار کرنے کے لئے گئے، انہوں نے جب شکار پر گولی چلائی تو نشانہ خطاء ہو گیا اور گولی کسی راہ گیر کو لگی جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ پولیس نے گرفتار کر لیا، کورٹ میں قتل ثابت ہو گیا اور پھانسی کی سزا سنادی گئی۔ عزیز و اقرباء تاریخ سے پہلے روتے ہوئے ملاقات کے لئے پہنچے تو امجد علی صاحب کہنے لگے کہ "آپ سب مطمئن رہیں مجھے پھانسی نہیں ہو سکتی کیونکہ میرے پیر و مرشد سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے خواب میں آ کر مجھے یہ بشارت دی ہے کہ "ہم نے آپ کو چھوڑ دیا۔" رو دھو کر لوگ چلے گئے۔

پھانسی کی تاریخ والے روز ممتا کی ماری ماں اپنے لال کا آخری دیدار کرنے پہنچی، سبحان اللہ! اپنے مرشد پر یقین ہو تو ایسا، ماں کو بھی بڑے اعتماد سے عرض کر دیا، ماں آپ رنجیدہ نہ ہوں، گھر جائیں، ان شاء اللہ آج کا ناشتہ میں گھر آ کر ہی کروں گا۔" والدہ کے جانے کے بعد امجد علی کو پھانسی کے تختے پر لایا گیا۔ گلے میں پھندہ ڈالنے سے پہلے حسبِ دستور جب آخری آرزو پوچھی گئی تو کہنے لگے، "کیا کرو گے پوچھ کر؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔" وہ لوگ سمجھے کہ موت کی دہشت سے دماغ فیل ہو گیا ہے۔ چنانچہ پھانسی گر نے پھندا گلے میں پہنا دیا کہ تار آ گیا، "ملکہ وکٹوریہ کی تاجپوشی کی خوشی میں اتنے قاتل اور اتنے قیدی چھوڑ دیئے جائیں۔" فوراً پھانسی کا پھندہ نکال

کران کو تختے سے اتار کر رہا کر دیا گیا۔

ادھر گھر پر کہرام مچا ہوا تھا اور لاش لانے کا انتظام ہو رہا تھا کہ امجد علی قادری رضوی صاحب پھانسی گھر سے سیدھے اپنے گھر پہنچے اور کہنے لگے کہ "ناشتہ لائیے، میں نے کہہ جو دیا تھا کہ ان شاء اللہ ناشتہ گھر آ کر کروں گا۔"

آہیں لبِ اسیر سے لب تک نہ آئی تھیں
خود آپ دوڑے آگئے گرفتار کی طرف

﴿بریلی سے مدینہ﴾

چوتھا اعتراض:

پھر جو اُن کے قریب موجود ہو تو وہ تو ان سے مدد طلب کر لے گا لیکن جو ان سے دور ہے، وہ کیا کرے گا؟

جواب:۔ دور والا بھی ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے کی سعادت حاصل کرے گا جیسا کہ ماقبل میں اس کا تفصیلی بیان ہو چکا ہے۔

☆اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ "اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کو دور سے مدد کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، "شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ "روح را قرب و بعدِ مکانی یکساں است۔﴿یعنی روح کے لئے جگہ کا دور و نزدیک ہونا برابر ہے۔﴾ تو وہ سب وقت سن سکتے ہیں، مگر ملاءِ اعلیٰ کی طرف توجہ اور ان کا استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے، مگر اکابر (یعنی بڑے مرتبہ کے حامل اولیاءِ کرام) کہ جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا، "استغراق آنہا بجہت کمال

وسعت تدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی شود و اربابِ مطالبِ حاجات خود را از انہا می طلبند د می یابند۔یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسمِ قاضی الحاجات(حاجت رواء) کے مظہر ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ۔جلد۹۔صفحہ نمبر۸۶)

مدینہ :۔اس ضمن میں بے شمار ایمان افروز واقعات بھی ما قبل مین بیان کئے جا چکے ہیں۔

پانچواں اعتراض :

ایک صفت ،جو اللہ تعالیٰ کے لئے بلا شک وشبہ تسلیم کی جانی چاہیئے،اسی صفت کو جب کسی غیر کے لئے بھی مانا جائے،توکیا یہ شرک نہیں ؟

جواب :۔یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو"بعینہ"کسی مخلوق کے لئے ثابت کرنا"شرک"میں داخل ہے۔لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کی مثل کوئی صفت کسی مخلوق میں کچھ فرق کے ساتھ مانی جائے تو اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اگر صفات میں فرق کے باوجود شرک کا فتویٰ جاری کیا جائے تو دنیا کا کوئی بھی مسلمان، مسلمان نہ رہے سب کے سب مشرک وبے دین ہو جائیں ، مثلاً دیکھنا، سننا، خوش ہونا، جلال میں تشریف لانا، یہ سب اللہ عزوجل کی صفات ہیں ،اور یہ ہی صفات مخلوق کے لئے بھی مانی جاتی ہیں۔چنانچہ کہا جاتا ہے میں دیکھتا ہوں ،وہ سُنتا ہے، فلاں خوش ہوا،اسے غصہ آگیا وغیرہ وغیرہ۔مذکورہ تفصیل کے بعد یہ نتیجہ قائم کرنا ضروری ہے کہ اگر صفاتِ باری تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں باہم فرق ثابت کر دیا جائے تو "شرک" کا فتویٰ جاری کرنا"جہالت وگمراہی" کے سوا کچھ بھی نہ ہو گا۔

اللہ عزوجل اور مخلوق کی صفات میں باہم فرق :۔

تین نہیں بلکہ چار طرح فرق کیا جاتا ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے:
اللہ کی تمام صفات قدیم ہیں جبکہ مخلوق کی تمام صفات غیر قدیم یعنی حادث ہیں۔

اب خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ اللہ العظیم اور مخلوق کی صفات میں تین طرح فرق کیا جاتا ہے۔

(i) اللہ عزوجل کی تمام صفات "ذاتی" ہیں، یعنی کسی کی عطا کردہ نہیں جب کہ مخلوق کی کل صفات "عطائی" ہیں، یعنی اللہ الکریم کی عطا کردہ ہیں۔

(ii) اللہ الولی کی صفات کو فناء نہیں۔ جب کہ مخلوق کی صفات کا فناء ہونا ممکن ہے۔

(iii) اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں۔ جب کہ مخلوق کی تمام صفات محدود ہیں۔

ان تین فرقوں کو سامنے رکھیں تو کسی بھی چیز کے بارے میں "فتویٰ شرک" جاری کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کبھی بھی غلطی واقع نہ ہوگی۔ مثلاً اسی غیر اللہ سے امداد طلب کرنے والے مسئلے کو لے لیجئے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے مدد طلب کرتا ہے اور یہ تین فرق ملحوظ رکھتا ہے کہ

☆ اللہ تعالیٰ کی صفتِ امداد "ذاتی" جب کہ مخلوق کی "عطائی" ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کبھی بھی "فناء نہ" ہوگی، جب کہ مخلوق کی "فانی" ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت "لا محدود" ہے، جب کہ مخلوق "ایک محدود پیمانے" تک امداد پر قادر ہے۔

تو اس پر شرک کا فتویٰ جاری کرنا "حرام و گناہِ کبیرہ" ہے۔

چھٹا اعتراض:

کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ انبیاء و اولیاء کو پکارا گیا لیکن انھوں نے کوئی مدد نہ کی، اگر یہ حضرات مدد پر قادر ہوتے تو فوراً امداد نہ کرتے؟

جواب :۔ اگر فوراً امداد نہ کرنے پر "عاجز و غیر قادر ہونے" کا حکم لگانا درست ہو تو ایمان واری سے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا کہا جائے گا ؟......... کیونکہ ہزار ہا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم بارگاہِ الٰہی میں خوب گڑگڑا کر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں لیکن وہ دعا بظاہر درجۂ قبولیت حاصل نہیں کر پاتی۔ حالانکہ خود ربِ غفار نے قرآنِ پاک میں وعدہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا " وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ .... ترجمہ : اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا۔ ﴿کنز الایمان. المومن ٦٠. پ ٢٤﴾. " تو اب کیا یہ کہنا درست ہو گا کہ (معاذ اللہ) کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن اس نے ہماری کوئی مدد نہ فرمائی، اگر وہ ہماری مدد پر قادر ہوتا تو فوراً امداد نہ کرتا ؟

یقیناً اس نا معقول اعتراض کا یہی جواب دیا جائے گا کہ

" دعا کی قبولیت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جو ہم نے طلب کیا، بعینہ وہی شے فوراً عطا کر دی جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو بے کار نہیں جانے دیتا، چنانچہ کبھی تو وہی مطلوبہ شے عطا فرما دیتا ہے، اور کبھی اس کے بدلے میں ہماری بھلائی پر نظر فرماتے ہوئے اس سے بہتر چیز ہماری جھولی میں ڈالنا پسند فرماتا ہے۔ نیز کبھی دعا کے مقبول نہ ہونے کی وجہ ہم خود ہوتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کا سوال کرتے ہیں کہ جس کا حصول شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہوتا، اور کبھی یوں کہ ہم جلد بازی کا مظاہرہ کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا مقبول نہ ہونے کا شکوہ کر بیٹھتے ہیں جس کی نحوست کے باعث اللہ عزوجل ہمیں کرم نوازی سے محروم فرما دیتا ہے، یقیناً ایسی صورت میں خود اپنے آپ کو ہی ملامت کرنی چاہیئے۔ اس ضمن میں درجِ ذیل احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

﴿1﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا، "جو شخص بھی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے کہ جو اس نے مانگی یا اس کی مانند کوئی برائی دور کر دیتا ہے جب تک کہ کسی گناہ یا قطعِ رحم کی دعا نہ کرے۔"

(ترمذی۔باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ)

﴿2﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جو بندہ بھی اپنے رب سے دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، یا تو" اسے بعجلت دنیا ہی میں دے دی جاتی ہے" یا "آخرت کے لئے ذخیرہ بنالیا جاتا ہے" یا "دعا کے مطابق اس گناہ مٹادیئے جاتے ہیں" بشرطیکہ گناہ یا قطعِ رحم کی دعا نہ ہو اور "جلدی نہ کرے۔" عرض کی گئی، "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جلدی کیسے کرے گا؟" آپ ﷺ نے فرمایا، "یہ کہنا کہ یااللہ! میں نے دعا مانگی تو نے قبول ہی نہیں فرمائی۔"

(ترمذی۔ابواب الدعوات)

مذکورہ دونوں احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جو' جواب اللہ عزوجل کے بارے میں دیا جائے گا، وہی جواب بارگاہِ الٰہی عزوجل کے مقبول بندوں کی طرف کی گئیں فریادوں کا مطلوبہ جواب نہ آنے کے بارے میں قبول کیا جانا چاہیئے۔ **وللہ الحمد**

امید کامل ہے کہ یہاں تک مطالعہ فرمانے کے بعد شیطانی وساوس سے بہت حد تک محفوظ رہنے میں کامیابی حاصل ہو چکی ہو گی، اگر اس کتاب میں موجودہ دلائل وواقعات کا وقتاً فوقتاً مطالعہ جاری رہے تو ان شاء اللہ عزوجل ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات کا حصول بھی ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ "اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے تمام مسلمانوں کو بزرگانِ دین سے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے اور شیطانی وسوسوں میں مبتلاء کرنے والے شیطانوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

امین بجاہ النبی الامین ﷺ